اللہ کے احکام

عبادات و معاشرت

حصہ دوم

مؤلف
محمد شریف اشرف

Marfat.com

اللہ کے احکام

(معاملات۔اخلاقیات،معاشیات۔اصول حکمرانی)

جلد دوم

محمد شریف اشرف

الفیصل
ناشران و تاجران کتب
اردو بازار لاہور

انتساب

انتساب

☆ محترم والدین اور مکرم اساتذہ کے نام
ان کے جملہ احسانات کی شکر گزاری کیلئے

☆ رفیقہ حیات کے نام
اس کی پر خلوص، رفاقت و معاونت کیلئے

☆ مومنین و مومنات کے نام

☆☆☆☆☆

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

اقبال

Marfat.com

فہرست مضامین

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اللہ کے احکام۔ جلد اول کا پیش لفظ جلد دوم کیلئے بھی موزوں ہے۔ میں احکم الحاکمین کی شکر گزاری ادا کرنے سے قاصر ہوں کہ اس ذات کن فکاں اور رحمت رساں نے مجھے کتاب کے باقی چار حصے مکمل کرنے کی توفیق اور صلاحیت عطا فرمائی۔ اس طرح اللہ کے احکام کی کتاب تکمیل پذیر ہوئی۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمام مومنین اور مومنات کو کتاب کی دونوں جلدیں پڑھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ میں نے قرآن حکیم میں دیئے گئے احکام الٰہی کو یکجا کر کے درج ذیل چھ حصوں میں تقسیم کیا:۔

عبادات، معاشرے، معاملات، اخلاقیات، معاشیات، اصول حکمرانی۔ پہلے دو حصے جلد اول میں اور باقی کے چار حصے دوسری جلد میں شامل کئے گئے ہیں۔

پہلی جلد کی اشاعت کے بعد میرے علاج کیلئے ہمارا سعادت مند بیٹا ڈاکٹر راشد اشرف ہم دونوں کو امریکہ لے آیا۔ 4 مئی 2000 کو اس کی شادی ہوئی اور 10 مئی کو ہم چاروں بفضل ایزدی امریکہ پہنچ گئے۔ یہاں بیٹے نے میری بیماری کے پیش نظر تمام ضروری سہولتیں فراہم کر رکھی تھیں۔ چیل کے درختوں کے جھنڈ میں صحت افزا مقام پر وسیع و عریض فارم ہاؤس کے پر سکون ماحول میں کتاب کی دوسری جلد کو مرتب کرنے میں ہمہ وقت مصروف ہو گیا۔ رفیقہ حیات اور بہو بیٹی نے بڑا تعاون کیا۔ اس طرح ستمبر 2000 میں کتاب کی دوسری جلد چار ماہ میں مکمل ہو گئی۔ اس کے بعد اشاعت کا مسئلہ درپیش آیا۔ نیو یارک میں ایک اردو پریس سے رابطہ کرنے کے بعد پتہ چلا کہ یہاں کتاب چھپوانا بہت ہی مہنگا ہے۔ لہٰذا لاہور میں الفیصل سے رابطہ کر کے مسودہ بھجوا دیا۔ میری پہلی تمام تالیفات کے پبلشر بھی وہی ہیں۔

آخر میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے حضور دست بہ دعا ہوں کہ وہ قرآن حکیم کی میری اس ادنیٰ تحقیقی خدمت کو جو سات کتب پر مشتمل ہے شرف قبولیت بخشے۔ میرے والدین، بیوی، بچوں اور

مجھے اپنے کثیر اجر وثواب سے نوازے جو اجر کریم' اجر عظیم اور اجر غیر ممنون ہو اور صالحین کیساتھ جنت میں داخلہ مل جائے۔ آمین۔

رجب 1421ھ　　　　　　　　محمد شریف

اکتوبر 2000ء　　　　　　　　محقق القرآن الحکیم

بارئز ول' ساؤتھ کیرولینا۔ امریکہ۔

Marfat.com

حصہ سوم

معاملات

Marfat.com

محاسن

0333 - 4688562
0300 - 4350042
0333 - 430

Marfat.com

معاملات

فیروز اللغات کے مطابق معاملہ کے معنی ہیں کاروبار، کام کاج، باہمی کام، لین دین، بیوپار، تجارت، خرید و فروخت، سودا طے کرنا، تعلق واسطہ، قول وقرار، عہد و پیمان، جھگڑا، فیصلہ وغیرہ وغیرہ۔ معاملات کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق ہے۔

الدین المعاملہ کی حدیث کے مطابق دین بھی معاملہ ہے۔ اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے. اس لحاظ سے اسلام معاملات کا نام ٹھہرا۔ اسی لئے قرآن الحکیم بھی مکمل دستور حیات ہے۔ زندگی کے ہر معاملے کے بارے میں اس میں بندوں کی رہنمائی کے لئے ہدایات اور احکام الٰہی درج ہیں۔ بندہ اگر اللہ اور رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے تو اسے اللہ کی رضامندی اور اجر وثواب بصورت جنت ملتا ہے. یہ ایک طرح کا اللہ اور بندے کے مابین لین دین ہے۔ اسی لئے اللہ بزرگ و برتر کا سورہ فاطر میں فرمان ہے کہ جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور صلوٰۃ قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کرتے رہتے ہیں وہ امیدوار ایک ایسی تجارت کے ہیں جس میں کوئی گھاٹا نہیں۔ انہیں پورا ملے گا ان کا اجر اور انہیں اللہ زیادہ دے گا اپنے فضل سے ۔ بے شک وہی بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔ (30-29/35) سورہ الصف میں ایسی ہی تجارت کی نشان دہی کی گئی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ اے اہل ایمان! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتادوں جو تمہیں عذاب الیم سے بچاوے۔ وہ یہ کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر اور اپنے مال اور جان سے فی سبیل اللہ جہاد کرو۔ یہی تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تمہیں علم ہو۔ اللہ تمہارے گناہ بخش دیگا اور تمہیں جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں کے طیب مسکنوں میں رہنا ہوگا۔ یہی عظیم فوز وفلاح ہے۔ (12-11-10/61) یہ تو اللہ اور بندوں کے مابین معاملہ ہے۔ اس کے بندے روزانہ اس کے حضور اپنے پیش آمدہ معاملات، مشکلات اور حاجات پیش کرتے رہتے ہیں اور ان کی قبولیت کی دعائیں مانگتے ہیں۔ بندوں کے آپس میں بھی معاملات ہوتے ہیں کیونکہ

Marfat.com

زندگی اجتماعیت کا نام ہے' اکیلے تو گذاری نہیں جاسکتی' دوسروں کے باہمی تعاون اور لین دین سے بسر ہوتی ہے۔ بندہ از خود اپنی روزمرہ کی ضروریات وحاجات پوری نہیں کرسکتا۔ دوسروں پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اسی لئے رب العالمین نے لوگوں کے رزق میں فرق رکھا ہے تا کہ وہ ایک دوسرے کے کام آسکیں۔ خوشحال لوگوں کو خدام کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے بغیر ان کے کام نہیں چلتے۔ مفلس ومحتاج اور مسکین لوگوں کو آمدن چاہیے تا کہ وہ گذر بسر کرسکیں۔ دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی معاشرت اور معاملات کو بنایا ہی ایسا ہے۔ انسانی تخلیق میں یہی مشیت ایزدی کارفرما ہے کہ انسان انسان کے کام آئے۔

1۔ تجارت و بیع

تجارت پیشہ انبیا رہا ہے۔ ہمارے پیارے رسولؐ نے سوداگری کی جس میں امانت و دیانت سے خوب نام کمایا یہاں تک کہ حضرت خدیجہؓ نے جن کا سامان تجارت آنحضورؐ فروخت کرتے تھے آپؐ کی انہی صفات کی بنا پر آپ کو پیغام نکاح دیا۔ آنحضرتؐ کے رفیق خاص حضرت ابوبکر صدیقؓ بڑے متمول تاجر تھے۔ حضرت عثمانؓ بھی بہت دولت مند تاجر تھے جس کی وجہ سے انہیں غنی کا خطاب دیا گیا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے تجارت اور سفارت دونوں کو نبھایا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تجارت کو اپنے فضل کے مترادف قرار دیا۔ حج کے دوران سوداگری کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ارشاد ربانی ہے کہ تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اگر تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ (198/2) پھر فرمایا کہ جب جمعہ کی اذان ہو تو اللہ کے ذکر کیطرف آؤ اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ پھر جب تم صلوٰۃ مکمل کر چکو تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل یعنی روزی تلاش کرو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تمہارا بھلا ہو۔ جو اللہ کے پاس ہے وہ تماشے اور تجارت سے بہتر ہے۔ اللہ ہی بہتر رازق ہے۔ (11-10-9/62)

عبادات کو بہترین تجارت قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے اہل ایمان! میں تم کو ایسی تجارت بتاتا ہوں جو تم کو عذاب الیم سے بچائے۔ وہ یہ کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ (11-10/61) پھر فرمایا کہ جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں، صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے چھپے اور کھلے خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں خسارہ نہیں۔ (29/35)

فرمان الٰہی ہے کہ جو لوگ تجارت اور بیع میں ذکر اللہ، صلوٰۃ اور زکوٰۃ سے غافل نہیں رہتے انہی کیلئے بہتر جزا ہے۔ (37/24) حکم الٰہی ہے کہ اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ آپس کی باہمی رضامندی کی تجارت ہو۔ (29/4)

Marfat.com

اللہ پاک کو خیانت کرنے والے پسند نہیں۔(4/107-8/58-22/38)اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ تجارت کے جائز طریقے سے مال کمانے کی اجازت دیتا ہے۔ جھوٹ، فریب، دھوکا اور دغا سے ناحق مال کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ صاف ستھری تجارت ہونی چاہیے۔ آنحضورؐ کا قول ہے کہ دکاندار کو چاہیے کہ وہ گاہک کو شے میں اگر کوئی نقص ہے تو بتا دے ورنہ وہ ہم میں سے نہیں۔ عیب بتانے کی بجائے ایسی خوبیاں بتائی جاتی ہیں جو سرے سے موجود ہی نہ ہوں۔ موجودہ دور میں اشتہاروں خاص کر ٹی وی کے اشتہارات میں دھوکا اور فریب عام نظر آتا ہے۔ امانت و دیانت کا عنصر غائب ہو گیا ہے۔ قول رسول کا کوئی پاس نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وعید کا کوئی خوف نہیں۔ سورۃ توبہ میں ہے آپ کہہ دیں اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہاری برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کی کساد بازاری کا تمہیں خوف ہو اور مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیج دے۔ اللہ فاسق لوگوں کو (اللہ کے نافرمان) ہدایت نہیں دیتا۔(9/24) یہ آیت کتنی حسب حال ہے۔ ہم اپنے اہل و عیال، مال اور کاروبار کی خاطر ادائیگی صلوٰۃ و زکوٰۃ سے غافل ہو جاتے ہیں یا کاہلی کرتے ہیں۔ جہاد کا تو ہم نام بھی نہیں لیتے اور نہ ہی اللہ کے غضب کا ہمیں ڈر ہے۔ اسی لئے ہم کرپشن کے عذاب میں مبتلا کر دیئے گئے ہیں۔ اور ہمیں احساس زیاں بھی نہیں حالانکہ کرپشن میں ہم غرق ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

2۔ ناپ تول

اسلام میں کاروبار اور تجارت میں لین دین اور باہمی معاملات کی اہمیت کا اندازہ اس حکم سے ہوتا ہے کہ ناپ اور تول کو پورا کرو اور لوگوں کو انکی اشیا گھٹا کر نہ دو۔۔۔۔۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مومنین ہو۔(85/7) اس طرح کا حکم سورہ اعراف کے علاوہ سورہ ہود میں بھی ہے۔ حضرت شعیبؑ اپنی قوم سے فرماتے ہیں کہ اے قوم! ماپ اور تول کو مت گھٹاؤ میں تمہیں خوشحال دیکھتا ہوں اور میں تم کو ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔(84/11) ناپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو اور لوگوں کو ان کی اشیاء گھٹا کر نہ دو۔(85/11) اللہ کے دیئے ہوئے میں سے جو بچ جائے وہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مومنین ہو۔(86/11) سورہ بنی اسرائیل میں بھی یہی حکم ہے کہ ماپ کو پورا کرو جب ماپ کر دینے لگو تم سیدھی ترازو سے وزن کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت اچھا ہے۔(35/17) سورہ شعرآ میں حکم ربانی ہے کہ ماپ کو پورا کرو اور خسارہ کرنے والے نہ بنو۔ سیدھی ترازو سے وزن کرو اور لوگوں کو ان کی اشیا مت گھٹا کر دو۔(181/26 تا 183) سورہ رحمٰن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اس نے ترازو وضع کی۔ ترازو میں گڑبڑ نہ کرو۔ اور وزن انصاف سے کرو اور تول کو نہ گھٹاؤ۔ (7/55-8-9) سورہ التطفیف میں متنبہ کیا گیا ہے کہ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کیلئے خرابی ہے کہ جو لوگوں سے ناپ تول کرلیں تو پورا پورا لیں اور جب ان کو وزن کر کے دیں تو کم کر دیں۔ کیا وہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ ان کو دوبارہ زندہ ہونا ہے اس یوم عظیم کے لیے جس دن رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے۔(1/83 تا 6) سورۃ الانعام میں بھی یہی حکم ہے کہ ناپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو(152/6) سورۃ الحدید میں فرمایا کہ ہم نے اپنے رسولوں کو نشانیاں دے کر ارسال کیا اور اُن کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ (25/57) اسی طرح کی ایک آیت سورہ الشوریٰ کی ہے کہ اللہ وہی ہے جس نے کتاب حق کے ساتھ نازل کی اور میزان بھی۔(17/42)۔

Marfat.com

ناپ تول سے متعلق قرآنی احکام درج ذیل ہیں:۔

152/6۔ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پورا کرو۔

85/7۔پس ناپ اور تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو اُن کی اشیاء گھٹا کر نہ دیا کرو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ مچاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مومنین ہو۔

35/17۔اور ناپ کو پورا کرو جب تم ناپ کر دو اور وزن بھی سیدھی ترازو سے کیا کرو۔ یہی بہتر ہے اور اس کا انجام بھی احسن ہے۔

181/26۔ناپ کو پورا کیا کرو اور خسارہ پہنچانے والے نہ بنو۔

182/26۔اور سیدھی ترازو سے وزن کیا کرو۔

183/26۔اور لوگوں کو ان کی اشیاء گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں فساد کرنے والے نہ بنو۔

1/83۔بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی۔

2/83۔وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیتے ہیں۔

3/83۔اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔

4/83۔کیا خیال نہیں کرتے کہ وہ لوگ (دوبارہ) زندہ اٹھنے والے ہیں۔

5/83۔اس عظیم دن کے لئے۔

6/83۔جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے۔

Marfat.com

3۔ ادھار یا قرض

ادھار یا قرض سے متعلق معاملات کے بارے میں حکم الٰہی ہے کہ اے ایمان والو!

جب تم آپس میں ادھار کا معاملہ کسی مقررہ وقت کے لئے کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔ اور کاتب کو چاہیئے کہ وہ تمہارے مابین عدل سے لکھے۔ کاتب لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اللہ نے اُسے سکھایا ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ لکھ دے جیسا کہ وہ شخص لکھوائے جس پر قرض ہے۔ اللہ سے ڈرتا رہے جو اسکا رب ہے اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کرے۔ اگر وہ شخص جس پر قرض واجب ہے، بے عقل ہے یا ضعیف ہے یا خود لکھوانے کے قابل نہیں تو اسکا ولی عدل سے لکھوا دے۔ اپنے مردوں میں سے دو گواہ کو کر لو۔ پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم چاہو گواہی دیں تا کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے تو اس کو دوسری یاد دلا دے۔ اور گواہ انکار نہ کریں جب بلائے جائیں اور اس کے لکھنے میں تساہل نہ کریں خواہ وہ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد تک۔ کتابت اللہ کے نزدیک عین انصاف ہے اور گواہی کو درست تر رکھنے والی ہے اور قریب تر اس کے کہ تم شبہ میں نہ پڑو۔ بجز اس تجارت یا سودے کے جو تم ہاتھوں ہاتھ کرتے ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم اسے نہ لکھو۔ جب تم سودا کرو تو گواہ کر لیا کرو۔ نہ کاتب اور نہ گواہ نقصان کرے۔ اگر ایسا ہو تو یہ گناہ ہو گا۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ ہی تمکو سکھاتا ہے۔ اللہ کو ہر شے کا علم ہے۔ اگر تم سفر میں ہو اور کوئی کاتب نہ ملے تو رہن رکھ لو جو قبضے میں ہو۔ اگر ایک دوسرے پر اعتبار کرو تو جس پر اعتبار کیا ہے اسے چاہیے کہ اسکی امانت پوری ادا کر دے۔ اور ڈرتا رہے اللہ سے جو اسکا رب ہے۔ گواہی کو مت چھپاؤ اور جو کوئی اسے چھپائے گا تو اسکا قلب گنہگار ہوگا۔ اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو خوب جانتا ہے۔ (283-282/2)

متعلقہ قرآنی آیات حسب ذیل ہیں۔

282/2 اے ایمان والو! جب تم ایک دوسرے کو قرض دو مدت معین تک کا قرض تو اسے لکھ لیا کرو اور چاہیے کہ کاتب تمہارے درمیان عدل سے لکھ دے۔ اور کاتب انکار نہ کرے کہ لکھ دے جیسا

Marfat.com

اللہ نے اسکو علم دیا۔ سو اُس کو چاہیے کہ لکھ دے اور چاہیے کہ وہ لکھائے جس پر (قرض) واجب ہے اور ڈرے اللہ سے جو اس کا رب ہے اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کرے۔ پھر اگر وہ جس پر (قرض) واجب ہے کم عقل ہے یا ضعیف ہے یا اس قابل نہیں کہ وہ خود لکھوا سکے تو اس کا ولی عدل سے لکھوادے۔ اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ کرلیا کرو۔ پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں میں سے ہوں جن سے تم راضی ہو۔ تاکہ ان میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے۔ اور گواہ انکار نہ کریں جب بلائے جائیں اور سستی نہ کرو اسکے لکھنے میں چھوٹی ہو یا بڑی اس کی معیاد تک۔ اللہ کے نزدیک یہ بڑی انصاف کی بات ہے اور شہادت کو درست سیدھا رکھنے والی ہے اور بہت نزدیک ہے کہ تم شبہ میں نہ پڑو سوائے اس کے کہ تجارت روبرو ہو جسے تم آپس میں لیتے دیتے ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اسے نہ لکھو اور گواہ کرلیا کرو جب تم خرید و فروخت کرو اور نقصان نہ کاتب کرے اور نہ گواہ۔ اگر ایسا کرو گے تو یہ تمہارا گناہ ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور اللہ تمہیں علم دیتا ہے اور اللہ ہر شے کا علم رکھتا ہے۔

245/2۔ کون شخص ہے جو اللہ کو قرض دے۔ قرض حسنا پھر اللہ اسکو دوگنا کر دے کثرت سے دوگنا (-17/64-11/57-12/5)

283/2۔ اگر تم سفر پر ہو اور کوئی کاتب نہ پاؤ تو رہن قبضہ میں کرو۔ پھر ایک دوسرے پر اعتبار کرو۔ تو چاہیے کہ وہ شخص جس کا اعتبار کیا گیا وہ دوسرے کی امانت کو پورا ادا کر دے۔ اپنے رب اللہ سے ڈرتا رہے۔ شہادت کو مت چھپاؤ۔ جو کوئی اسکو چھپائے گا تو اسکا قلب گنہگار ہوگا۔ اللہ علم رکھتا ہے جو عمل تم کرتے ہو۔

21/52۔ ہر آدمی اپنے کئے کا رہن ہے۔ (38/74).

Marfat.com

4۔عہد و پیمان

عہد کے معنی ہیں قول وقرار۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں عہد کی اسقدر اہمیت ہے کہ نیکی کا مفہوم بتاتے ہوئے اسے دیگر عقائد وعبادات کے ساتھ شامل کر دیا ہے۔ارشاد الٰہی ہے کہ نیکی صرف یہی نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق اور مغرب کی طرف کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ جو:۔

☆ ایمان لائے اللہ اور یوم آخر اور ملائکہ اور کتابوں اور نبیوں پر

☆ اور مال دے اسکی محبت میں قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں کو

☆ اور گردنیں چھڑانے میں

☆ اور صلوٰۃ قائم رکھنے اور زکوٰۃ دے

☆ اور پورا کرے اپنے عہد کو جب عہد کرے

☆ اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت۔یہی لوگ سچے ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں۔177/2

بندوں سے کئے گئے عہد کو پورا کرنے کا حکم دیگر قرآنی آیات میں بھی دیا گیا ہے کہ عہد کو پورا کرو۔ بے شک عہد کے بارے میں پوچھ ہوگی۔(15/33-34/17) پھر کہا گیا ہے کہ اہل ایمان! عہد کو پورا کریں۔(1/5) جو کوئی اپنا عہد پورا کرے وہ متقی ہے اور اللہ متقین سے محبت کرتا ہے۔

(76/3) فلاح پانے والے مومنوں کی صفات کے بیان سے عہد کی اہمیت مزید اجاگر ہوتی ہے۔اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے کہ وہ مومن فلاح پاگئے جو:۔

☆ اپنی صلوۃ میں خشیت اختیار کرتے ہیں۔

☆ اور لغویات سے اعراض کرتے ہے۔

☆ اور زکوٰۃ دینے والے ہیں۔

☆ اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے ہیں..........

☆ اور اپنی امانتوں اور اپنے عہد سے خبردار ہیں۔

☆ اور اپنی صلوٰۃ کی حفاظت کرنے والے ہیں۔(23/1تا8)

اس آیت سے ظاہر ہے کہ دیگر امور کے علاوہ فلاح کا راز عہد کی پاسداری میں بھی مضمر ہے۔

جنتیوں کی صفات بیان کرتے ہوئے بھی عہد کی افادیت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ سورۃ المعارج میں ارشادِ الٰہی ہے کہ وہی مکرم لوگ جنتوں میں ہونگے:۔

☆ جو اپنی صلوٰۃ ہمیشہ ادا کرتے ہیں۔

☆ جن کے مال میں سائل اور محروم کا حق مانا ہوا ہے۔

☆ جو یوم الدین کو سچ ماننے والے ہیں۔

☆ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں...........

☆ جو اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے ہیں..............

☆ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کو نباہنے والے ہیں۔

☆ جو اپنی گواہی پر قائم رہنے والے ہیں۔

☆ جو اپنی صلوٰۃ کی حفاظت کرنے والے ہیں۔(23/70تا35)

فوز و فلاح اور جنت کے حصول کے جو دو مندرجہ بالا نسخے مولا کریم نے بتا دیئے ہیں۔ ان دونوں میں درج ذیل صفات کا ذکر دہرایا گیا ہے جس سے ان کی اہمیت اور افادیت اور زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے:۔

صلوٰۃ' زکوٰۃ' شرمگاہ کی حفاظت' امانتوں اور عہد کی پاسداری۔

مومنین اور مومنات کو چاہیے کہ وہ ان امور کا خاص خیال رکھیں تا کہ کامیابی سے جنت میں احترام و تکریم سے داخل ہو سکیں۔

بندوں کو اللہ سے عہد کی پاسداری کی بھی تلقین کی گئی ہے۔ سورۃ الانعام میں حکم الٰہی ہے کہ اللہ سے جو عہد کیا ہے اسے پورا کرو۔ تمہیں یہ حکم دیا ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

(152/6) اسی طرح کا حکم سورہ النحل میں بھی ہے کہ اللہ سے جب تم عہد کرو تو اسے پورا کرو۔ اور قسموں کو پکا کرنے کے بعد نہ توڑو۔ یقیناً تم نے اللہ کو اپنا کفیل بنایا ہے۔ (91/16) اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے محنت سے کاتا ہوا سوت ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اسی طرح تم اپنی قسموں کو ایک دوسرے کے معاملات میں دخل دینے کا بہانہ نہ ٹھہراؤ صرف اس لئے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھا ہوا ہے۔ (92/16) ایفائے عہد اور قسم کی تاکید کا تقاضہ ہے کہ عہد اور قسم کو کچے دھاگے کی طرح سمجھ لینا اور توڑ دینا شیوہ مردانگی نہیں اور نہ ہی اخلاق محمدیؐ اس کی اجازت دیتا ہے۔ مسلمان کا فرض ہے کہ جب اللہ کا نام لیکر یعنی اللہ کو گواہ بنا کر کوئی معاہدہ کیا ہے تو اسے پورا کرے۔ خواہ اس میں کتنی ہی مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے ورنہ اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔ ہر معاملہ میں خواہ دینی ہو یا دینوی یا نجی ہو یا ملکی اس اصول کی عملداری بہت ضروری ہے۔ اللہ کے عہد کو قلیل معاوضہ پر نہ خرید و نہ بیچو۔ بیشک اللہ کے پاس جو ہے وہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ اگر تمہیں علم ہو۔ (95/16) جو لوگ اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور میثاق کو نہیں توڑتے ان کیلئے آخرت کا گھر ہے اور جنت عدن بھی۔ (20/13) جو لوگ اللہ کے عہد کو مضبوط کرنے کے بعد توڑتے اور جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم کیا ہے اسے قطع کرتے ہیں اور ملک میں فساد مچاتے ہیں وہی لوگ خسارے میں ہیں۔ ایسے لوگوں کیلئے لعنت ہے اور ان کیلئے برا گھر ہے۔ (25/13-27/2) بنی اسرائیل کو اللہ اپنی نعمتیں یاد کراتے ہوئے فرماتا ہے کہ تم میرا عہد پورا کرو اور میں تمہارا عہد پورا کروں اور مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔ (40/2) اللہ مثال دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ ان میں بعض وہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور صدقہ خیرات کریں گے اور صالحین میں رہیں گے۔ پھر جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو اس میں بخل کیا اور عہد سے پھر گئے اور وہ تھے ہی منہ پھیرنے والے۔ (76-75/9) اللہ نے ان کے قلوب میں نفاق کا اثر کر دیا اس سے ملاقات کے دن تک اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدہ کے خلاف کیا تھا اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے

Marfat.com

تھے۔ (77/9) سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص بھی اپنے عہد کو پورا کرے اور ڈرتا رہے تو اللہ متقین سے محبت کرتا ہے۔ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو قلیل قیمت پر خریدتے ہیں۔ انہی لوگوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اللہ قیامت کے دن نہ ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور انکے لئے عذاب الیم ہے۔

(3/76-77) بعض لوگ نذر نیاز مانتے ہیں کہ اگر اللہ نے ان کے کام پورے کر دیئے تو وہ فلاں بزرگ کے مزار کے خزانے میں کوئی رقم ڈالیں گے چڑھاوا چڑھائیں گے یا اتنے نفل پڑھیں گے یا اتنی رقم اللہ کے نام پر صدقہ و خیرات میں دیں گے۔ یہ تمام باتیں اللہ سے عہد کے زمرے میں آتی ہیں۔ لہٰذا ان کا کام ہو جانے پر پورا کرنا لازمی ہے بشرطیکہ کام نیک ہو۔ ورنہ وہ شخص عذاب کا مستحق ہے۔ یاد رکھیں دینے والا واپس بھی لے سکتا ہے لہذا اللہ کے ساتھ معاملہ خلوص پر مبنی ہونا چاہیے۔ اور بندوں کے ساتھ تو کوئی گڑبڑ، دھوکا یا فریب ہو سکتا ہے۔ لیکن اللہ کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ اگر دھوکے سے وقتی کامیابی حاصل ہو بھی گئی تو وہ بعد کی ناکامی اور اخروی عذاب کے سامنے ہیچ ہے۔ اکثر دکاندار عہد کی پاسداری نہیں کرتے۔ وعدہ کر کے ٹال مٹول کرتے رہتے ہیں۔ وعدے کے مطابق کام نہیں کرتے نہ کام کر کے دیتے ہیں۔ وہ بے علمی میں گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ عہد کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ ارشاد الٰہی ہے کہ جو لوگ آپؐ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ پھر جو کوئی اسے توڑے تو اس کا توڑنا اسی پر ہے۔ جو کوئی اسے پورا کرے جس پر عہد کیا اللہ سے تو اُسے وہ عنقریب اجرِ عظیم دے گا۔ (10/48)

5۔ قسمیں اور قول وقرار

قسمیں کھانا انسانی معاملات میں ایک عام رویہ ہے۔ قسم کھانے کا مقصد اپنی بات کو یقینی اور موثر بنانا ہوتا ہے یا قول وقرار کو پکا کرنا ہوتا ہے یا تاکید کرنا ہوتا ہے تاکہ سننے والے کو یقین آجائے اور وہ بات کو مان جائے۔ بعض اوقات بندہ از خود قسماً بات کرتا ہے۔ بعض اوقات اس سے قسم لینے کو کہا جاتا ہے کیونکہ سننے والے کو یقین نہیں ہوتا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔ بعض منافق بندے قسم توڑنے کیلئے ہی کھاتے ہیں۔ کیونکہ وہ جھوٹے اور فریبی ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ قسم کھا کر اپنا کام نکالا جائے۔ قسمیں کھانے کے کئی طریقے ہیں۔ بعض اللہ کی قسم کہہ کر بات کرتے ہیں اور بعض اپنی جان، بیوی، بچوں کی یا اور کسی عزیز چیز کی قسم کھاتے ہیں۔

القرآن الحکیم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انیس سورتوں کی ابتدا قسم سے کی ہے تاکہ کلام کی صداقت وسچائی یقینی، موثر اور موکد ہوجائے۔ جن چیزوں کی قسمیں کھائی گئی ہیں وہ درج ذیل ہیں:۔

☆ القرآن الحکیم کی (سورہ 36 اور 38)

☆ کتاب مبین کی (سورہ 43 اور 44)

☆ صف باندھنے والوں کی (سورہ 37)

☆ کوہ طور، کتاب مسطور، بیت المعمور، اونچی چھت اور بحر مسحور کی (سورہ 52)

☆ ستاروں کے ڈوبنے کی (سورہ 75/56)

☆ گرتے ہوئے ستارے کی (سورہ 53)

☆ ہواؤں کی (سورہ 77)

☆ قلم کی (1/68)

☆ قمر کی رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب روشن ہوجائے (32/74 تا 34)

☆ یوم قیامت اور نفس لوامہ کی (75/1-2)

Marfat.com

☆ رب المشارق والمغارب کی (40/70)

☆ ما تبصرون و ما لا تبصرون کی (69/38-39)

☆ فرشتوں کی (سورہ 79)

☆ برجوں والے آسمان، یوم موعود، شاہد و مشہود کی (سورہ 85)

☆ آسمان وزمین اور طارق کی (سورہ نمبر 86)

☆ فجر، لیال عشر (ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں) جفت (دسویں) اور طاق (نویں) اور شب معراج کی (سورہ 89)

☆ مکہ معظمہ، والد اور ولد کی (سورہ 90)

☆ شمس وقمر، لیل ونہار اور ارض سما کی (سورہ 91)

☆ لیل ونہار اور نر اور مادہ کی (سورہ 92)

☆ دن کی روشنی اور رات کی تاریکی کی (سورہ 93)

☆ انجیر، زیتون اور طور سینا اور امن والے شہر مکہ معظمہ کی (سورہ 95)

☆ جہاد کے گھوڑوں کی (سورہ 100)

☆ عصر (زمانہ) کی (سورہ 103)

☆ پیچھے ہٹ جانے والوں، سیدھے چلنے والوں، دبک جانے والوں، رات کی جب پھیل جائے اور صبح کی جب دم بھرے (81/15 تا 18)

☆ شفق اور رات اور جو چیزیں اس میں سمٹ آتی ہیں اور قمر کی جب پورا ہو جائے۔(84/16-17-18)

قسموں کے متعلق قرآنی تعلیمات کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے کہ تمہاری لغو قسموں پر کوئی پکڑ نہیں۔ لیکن اُن قسموں پر پکڑ ہے جن کا قصد تمہارے دلوں نے کیا۔(2/225) سورہ المائدہ میں ہے کہ جن قسموں کو تم نے پکا کیا ان کو توڑنے کا کفارہ ہے دس مسکینوں کو اوسط درجہ کھانا

Marfat.com

کھلانا جو اپنے گھر والوں کو دیتے ہو یا کپڑے دینا یا غلام آزاد کرنا۔ اگر کسی کو میسر نہ ہو تو وہ تین دن روزے رکھے۔ یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم حلف اٹھا چکو۔ اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔ اللہ اسی طرح اپنی آیات تمہارے لئے بیان کرتا ہے تا کہ تم شکر کرو۔ (89/5) سورہ النحل میں بھی یہی حکم ہے کہ قسموں کو موکد (پکا) کرنے کے بعد مت توڑو جبکہ تم اللہ کو اپنا کفیل بنا چکے ہو۔ (91/16) اپنی قسموں کو ایک دوسرے میں دخل دینے کا بہانہ ٹھہرا کر نہ توڑ دو۔ (اس عورت کی طرح جو محنت سے کاتا ہو سوت ٹکڑے ٹکڑے کر دے) صرف اس لئے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھا ہوا ہے۔ (92/16) سیاست میں جماعتی وفاداریاں بدلنے والوں کو اس حکم الٰہی کو ضرور یاد رکھنا چاہے، کیونکہ قسمیں توڑنا اور بدعہدی کرنا شیوہ مسلمانی نہیں۔ اس سے اسلام کی نیک نامی اور اخلاق کی بلندی پر حرف آتا ہے۔ نو مسلم کا پاؤں اسلام میں جمنے کی بجائے پھسل سکتا ہے۔ جو اللہ کی راہ سے روکنے کے مترادف ہے جس کی سزا عذاب عظیم ہے۔ (94/16) اللہ نے اپنے بندوں کی سہولت اور آسانی کیلئے بیہودہ قسموں کو کھول دینا ضروری قرار دیا ہے۔ جس کا ذریعہ کفارہ ہے اور جس کا ذکر سورہ مائدہ کی آیات میں کیا گیا ہے۔

Marfat.com

6۔ مشورہ

یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپؐ اُن کیلئے نرم دل ہیں۔ اگر آپ تند خود اور سخت دل ہوتے تو لوگ آپؐ کے پاس سے بھاگ گئے ہوتے۔ سو آپؐ اُن سے درگذر کریں اور ان کیلئے استغفار کریں۔ اُن سے معاملات میں مشورہ لیتے رہیں۔ پھر جب آپؐ پختہ عزم کرلیں تو اللہ پر توکل رکھیں۔ بے شک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ (159/4) اسلام میں نظام شوریٰ کی اہمیت اس آیت سے خوب واضح ہے۔ جنگ احد کے موقع پر پہاڑی درہ پر متعین پچاس میں سے چالیس نافرمان مسلمانوں کی وجہ سے وقتی طور پر جو فتح شکست میں تبدیل ہوئی انہیں معاف کرنے، ان کیلئے استغفار کرنے اور ان سے مشورہ لینے کی رسول کریم کو ہدایت کی گئی ہے۔ حالانکہ ان کی وجہ سے حضورؐ کے دندان مبارک اور چہرہ انور زخمی ہوا اور کتنے ہی مسلمان شہید ہوگئے۔ یہ انتہائی صبر وتحمل کا مقام تھا کیونکہ وہ تو سخت سزا کے مستحق تھے۔ لیکن ان سے درگذر کرنے، ان کی بخشش کی دعا اور ان سے مشورہ کرنے کی تلقین کی گئی۔ یہ حکم الٰہی تھا۔ عام حالات میں تو مشورہ کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے۔ سورہ الشوریٰ میں مومنینؓ کے اوصاف میں سے یہ وصف بھی بیان فرمایا کہ وہ آپس میں مشورہ سے کام کرتے ہیں۔ (38/42) مندرجہ بالا سورہ میں باوجود ہزیمت کے نافرمانوں سے مشورہ کیلئے حکم دیا گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ باہمی مشورہ اللہ تعالیٰ کو کتنا پسند ہے۔ اسی وجہ سے نبی کریمؐ تمام امور میں خواہ وہ دین، دنیا یا غزوات سے متعلق ہوں صحابہ اکرام سے مشورہ ضرور فرماتے تھے۔ اسی لئے خلافت راشدہ کی بنیاد شوریٰ پر قائم تھی۔ مشورہ کی ضرورت انہی اہم امور کے بارے میں پڑتی ہے جو قرآن وسنت کی روح سے واضح نہ ہوں۔ ورنہ ہر چھوٹے بڑے کام میں مشورہ کی ضرورت نہیں۔ مشورہ بھی عاقل و عابد کا بہتر ہوتا ہے ورنہ بے وقوف اور بے علم کے مشورہ سے کام کے بگڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

7۔ دوستی

دنیوی اور دینی معاملات میں دوستی بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے۔ بشرطیکہ خلوص پر مبنی ہو۔ مخلص دوست اپنوں سے بھی بڑھ کر نعمت ہوتا ہے۔ منافق دوست کی دوستی غرض اور مفاد سے وابستہ ہوتی ہے جو موجب لعنت ہے۔ دوست وہی ہے جو ضرورت کے وقت کام آئے اور مشکل وقت میں ساتھ دے۔ مدینہ منورہ کے انصار نے مہاجرین سے دوستی کا حق ادا کر کے زریں مثال رقم کی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن حمید میں فرمایا کہ مہاجر اور انصار ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ (72/8) مومنین ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ (71/9) مدینہ کے مومنین کے مابین مودت کی یہ لازوال اور بے نظیر نظیر دنیا آج تک پیش کرنے سے قاصر ہے۔ انصار مدینہ نے مومن مہاجرین کو نہ صرف رہنے کو اپنا گھر بار دیا اور کاروبار میں شریک کیا بلکہ اپنی زائد ازواج کو ان کی زوجیت میں دینے کی پیش کش بھی کی۔ انہیں اپنا بھائی بنایا اور اپنا آدھا مال بھی دیا۔ دل و جان سے ان کی مدد کی اور انصار ہونے کا ثبوت دیا۔ مومنین کی آپس میں یہ مودت اللہ کی بہت بڑی رحمت اور نعمت تھی جس کا ظہور آنحضور کی دعاؤں کی تاثیر اور آپ کی موجودگی کا معجزہ تھی۔

سب سے اعلیٰ اور پاکیزہ دوستی اللہ کی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ اللہ کے سوا مومنین کا کوئی دوست اور مددگار نہیں۔ (120-107/2) یاد رکھو جو اللہ کے دوست ہیں اُن کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ (62/10) اللہ مومنین کا ولی ہے۔ (68/3) مومنین کے دوست تو اللہ، اس کا رسول اور مومنین ہیں۔ (55/5) جو کوئی، اللہ اس کے رسول اور اہل ایمان سے دوستی کرے گا تو حزب اللہ ہی غالب ہے۔ (56/5) اللہ ایمان والوں کا ولی ہے۔ ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے اور جو کافر ہیں ان کا دوست شیطان ہے۔ ان کو روشنی سے اندھیروں کی طرف نکالتا ہے۔ یہی لوگ تو اصحاب النار ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (257/2) ارشاد الٰہی ہے کہ ہم نے شیطان کو ان لوگوں کا دوست کر دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ (27/7) گمراہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بناتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں۔ (30/7) حکم الٰہی

ہے کہ جو کوئی اللہ کے سوا شیطان کو اپنا دوست بنائے گا وہ صریح خسارے میں پڑ گیا۔(119/4)
اور ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔(120/4) شیطان کے دوستوں سے لڑنے کا بھی حکم ہے۔
(76/4) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ کافروں کو دوست نہ بناؤ۔(89/4-80/5-81) یہاں تک
کہ اگر تمہارے باپ اور بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو عزیز رکھیں تو ان سے بھی دوستی نہ رکھو۔
(23/9) کافر تو ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔(73/8) پھر فرمایا کہ مومنوں کو چاہئے کہ وہ
مومنین کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی نہ رکھیں جو کوئی ایسا کریگا تو اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں سوائے
اس صورت میں کہ تم اپنا بچاؤ کرنا چاہو۔(28/3) ایسا کرنے میں کیا تم ان کے پاس عزت
ڈھونڈتے ہو(139/4) اور کیا تم اپنے اوپر اللہ کی حجت صریح قائم کرنا چاہتے ہو۔(144/4)
یہود و نصاریٰ کو بھی دوست نہ بنانے کا حکم ہے۔(51/5) عداوت میں شدید یہودی اور مشرک
ہیں۔ مودت میں قریب نصاریٰ ہیں۔(82/5) حکم ایزدی ہے کہ جو لوگ تمہارے دین کو کھیل
تماشہ بناتے ہیں اور جن کو پہلے کتاب مل چکی ان کو اور کافروں کو دوست نہ بناؤ۔(57/5) ایک
اور ارشاد الٰہی ہے کہ اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں سے دوستی مت کرنا۔ تم ان کو مودت کا
پیغام چھپا کر بھیجتے ہو۔ مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور جو ظاہر کیا۔ جو کوئی تم میں سے ایسا
کریگا تو وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔(1/60) امید ہے اللہ تمہارے اور جو تمہارے دشمن ہیں
ان کے مابین دوستی پیدا کر دے۔(7/60) اللہ تمہیں ان سے بھلائی اور انصاف کرنے سے منع
نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ بے شک
اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔(8/60) اللہ تو تمہیں صرف ان لوگوں سے دوستی
کرنے سے منع کرتا ہے جو تم سے دین کے بارے میں لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور
تمہارے نکالنے میں مدد کی۔ جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہ لوگ ظالم ہیں۔(9/60) فرمان
الٰہی ہے کہ اے ایمان والو! اپنوں کے سوا کسی کو راز دار دوست نہ بناؤ۔ وہ تمہاری تباہی میں کوتاہی
نہیں کرتے۔ وہ تو تمہاری تباہی کی تمنا کرتے ہیں۔(118/3) ان لوگوں سے بھی دوستی رکھنے

Marfat.com

سے منع کیا گیا ہے جن پر اللہ کا غضب ہوا ہے۔(13/60)

مکہ مکرمہ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو نہ خود مسلمان ہوئے اور نہ مسلمان ہونے والوں سے دشمنی رکھی، نہ دین کے معاملہ میں ان سے لڑے، نہ ان کو ستانے اور نکالنے میں ظالموں کی مدد کی۔ ایسے کافروں کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک سے پیش آنے کو اللہ منع نہیں کرتا۔ اگر وہ مسلمانوں سے رواداری اور خوش خلقی سے پیش آتے ہیں تو انصاف کا تقاضا ہے کہ مسلمان بھی اُن سے ویسا ہی اچھا حسن سلوک روا رکھیں تا کہ دنیا کو معلوم ہو کہ اسلامی اخلاق کا معیار کس قدر بلند ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہرگز نہیں کہ اگر بعض کافر مسلمانوں سے برسرپیکار ہیں تو دوسروں کافروں سے اچھا سلوک نہ کیا جائے۔ یہ تو اسلامی اخوت واخلاق اور عدل وانصاف کے خلاف ہوگا اور اسلام کی بدنامی ہوگی۔ جو بھلائی اور رواداری اور خوش خلقی سے پیش آئے تو ہمیں بھی اس سے بہتر حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے۔ کیونکہ احسان اور بھلائی کا بدلہ احسان اور بھلائی کے سوا کچھ نہیں۔ احسان اور حسن اخلاق سے دشمن کو بھی گرویدہ کیا جا سکتا ہے اور وہ بھی دوست بن سکتا ہے اور دائرہ اسلام میں آسکتا ہے۔ اسلامی اخوت اور رواداری سے ہی تو اسلام پھیلتا ہے۔ سورہ حم السجدہ میں ہے کہ نیکی اور بدی برابر نہیں۔ جواب میں وہ کہیں جو اس سے بہتر ہو۔ پھر تو دیکھ کہ تجھ میں اور جس میں دشمنی تھی گویا وہ دوست ہو گیا ہے' گہرا دوست۔(34/41)

Marfat.com

8۔ عدل وانصاف

معاشرتی معاملات میں عدل وانصاف کا بڑا اہم مقام ہے۔ یہ بنیادی معاشرتی قدر ہے۔ یہ نہ ہو تو معاشرہ ظلم وزیادتی کا شکار ہو جائے اور زندگی دوبھر اور جینا محال ہو جائے۔ اس قدر کے بغیر معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جائے اور دنیا رہنے کی جگہ نہ رہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ خود بہت بڑا عادل اور منصف ہے۔ بے شک اللہ ہمیں عدل واحسان کرنے کا حکم کرتا ہے۔(90/16) حالات وواقعات خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ حکم ہے کہ جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو۔ اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔(42/5-58/4) عدل کرتے وقت خواہشات کی پیروی نہ کرو(135/4) کسی قوم کی دشمنی کے باعث عدل کو ہرگز نہ چھوڑو۔ عدل کرتے رہو یہی تقویٰ کے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔(8/5) جب بات کرو تو عدل کی (حق کی) بات کرو۔ اگرچہ وہ اپنا قریبی ہی ہو۔(152/6) فرمان الٰہی ہے کہ اے اہل ایمان! کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے ہاں یہ بڑی بیزاری کی بات ہے کہ وہ کہو جو نہیں کرتے۔ (3-2/61) اگر مومنین کے دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرادو۔ پھر اگر ان میں ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف آجائے۔ پھر اگر وہ آجائے تو ان کے مابین عدل وانصاف کے ساتھ صلح کرادو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ بے شک مومنین آپس میں بھائی ہیں۔ سو دو بھائیوں کے مابین صلح کرادو۔ اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔(10-9/49) اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اگر تمہیں ڈر ہو کہ بیویوں میں عدل نہ کرسکو تو ایک ہی سے نکاح کرو۔(3/4)

اللہ تعالیٰ کے عدل کی اعلیٰ مثال یہ ہے کہ ہر کوئی اپنے اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔ یہ نہیں کہ باپ کے گناہ بیٹے کے ذمے لگا دیئے جائیں اور بیٹی کے گناہ ماں کے۔(15/42) نہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ اٹھائے گا۔(38/53-18/35)۔ اللہ پاک کسی شخص کو

اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔(286/2) :: ں ہمارا رب ایسا ہے کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کر دے اور وہاں کے رہنے والوں کو خبر بھی نہ ہو۔(131/6) ارشاد الٰہی ہے کہ ہم نے رسول بھیجے' کتاب اور میزان اتاری تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔(25/57) قیامت کے دن اعمال کا وزن ٹھیک ٹھیک ہوگا۔ ذرہ بھر خیر و شر کا حساب ہوگا اور ہر کوئی اسے دیکھ لیگا۔ (8-7/99)۔اللہ حساب کے لیے کافی ہے۔(47/21) کسی پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہ ہوگا ان میں فیصلہ انصاف سے ہوگا۔(71/17-47/10-77-49/4) نیک عمل والوں کو جزا ملے گی۔(4/10)

اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ اللہ کے واسطے انصاف سے گواہی دینے کیلئے کھڑے ہو جایا کریں۔(8/5) حکم الٰہی ہے کہ اللہ کیلئے گواہی دو انصاف سے خواہ تمہارا نقصان ہی ہو جائے یا والدین کا یا قرابت والوں کا۔ گواہی سے اعراض نہ کرو اور نہ ہی زبان سے کوئی ہیر پھیر کرو۔ (135/4) سورہ الاعراف میں ہے کہ آپؐ کہہ دیں کہ میرے رب نے انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔(7/29) ناپ تول انصاف سے پورا کرنے کا حکم ہے۔ (17-85/11-152/6 نیز 3/83-9/55-182/23) قرض یا ادھار کا معاملہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے لکھنے میں کاہلی یا سستی نہ کرو کیونکہ یہی اللہ کے نزدیک انصاف ہے۔اس سے گواہی بھی درست رہتی ہے اور شک وشبہ بھی نہیں ہوتا۔(282/2) یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔(127/4) یہ بھی حکم کیا گیا کہ لے پالکوں کو ان کے باپ کی نسبت سے پکارو۔ یہی اللہ کے نزدیک انصاف ہے۔(5/33)۔اللہ مومنین کو اُن لوگوں سے بھلائی اور انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا جنہوں نے نہ تمہیں اپنے گھروں سے نکالا اور نہ تم سے دین کے معاملہ میں لڑائی کی۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔(8/60) اس قسم کے غیر مسلموں سے انصاف ایسے سلوک کا تقاضہ کرتا ہے۔ کہ اُن سے بھلائی کی جائے اور ان سے خوش خلقی اور رواداری سے پیش آیا جائے۔ اگر ایسے غیر مسلموں کا برتاؤ مسلموں سے حسن

Marfat.com

سلوک پر مبنی ہے تو مسلمانوں کو تو اس بہتر حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے۔ یہ ہی اسلامی اخلاق اور انصاف کا تقاضہ ہے۔

Marfat.com

9۔ شہادت(گواہی)

زندگی کے معاملات میں شہادت (گواہی) بڑا اہم مقام رکھتی ہے۔ مختلف اداروں میں چھوٹے بڑے جھگڑے اور تنازعات گواہی کی بنا پر طے ہوتے ہیں۔ عدالتوں میں بھی مقدمات کا فیصلہ گواہوں کی گواہی پر ہی کیا جاتا ہے۔ اگر گواہی حق و صداقت و دیانت پر مبنی ہے تو فیصلہ بھی عدل و انصاف پر ہوگا۔ اگر گواہی جھوٹ' رعایت اور بدنیتی سے دی جائے گی تو عدل و انصاف کے تقاضے پورے نہ ہوں گے اور فیصلہ صحیح نہ ہوگا اور ملزم کو ناکردہ جرم کی سزا ملے گی جو سراسر ظلم ہوگا۔ اس ظلم کے ذمہ دار گواہ ہوں گے جنہوں نے غلط گواہی دی۔ وہ اللہ پاک کے گنہگار ہونگے اور وہی ان کو عذاب دے گا۔ اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے گواہی کو بڑا اہم قرار دیا ہے۔ حکم الٰہی ہے کہ اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہتے ہوئے اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاؤ چاہے وہ تمہارے اپنے یا والدین اور اہل قرابت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ خواہ وہ غنی یا فقیر ہوں۔ دونوں سے اللہ کا حق فائق ہے۔ سو تم خواہش نفس کی پیروی نہ کرنا کہ عدل سے ہٹ جاؤ۔ اور اگر تم کجی کرو گے یا اعراض کرو گے تو جو کچھ تم کرو گے اللہ اس سے خوب خبردار ہے۔ (135/4)۔

اسلام میں گواہی کا کتنا بڑا اہم مقام ہے وہ مندرجہ بالا آیت سے ظاہر ہے جس سے درج ذیل نکتوں کی وضاحت ہوتی ہے۔

☆ گواہی عدل انصاف پر قائم رہتے ہوئے دینی چاہیے سورہ المائدہ میں بھی یہی حکم ہے کہ اے اہل ایمان اللہ کے لیے انصاف سے گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جائے کرو (8/5)۔

☆ گواہی اللہ کے لیے ہونی چاہیے جس سے اس کی رضامندی یا خوشنودی حاصل ہو۔ وہی نیکی کا اجر و ثواب عطا کرنے والا ہے سورۃ الطلاق میں بھی ہے کہ شہادت اللہ کے لیے قائم کرو (2/65)۔

☆ گواہی سچی اور حقی ہونی چاہیے خواہ وہ اپنی ذات، اپنے والدین یا اپنے عزیز و اقارب

Marfat.com

کے خلاف ہی کیوں نہ ہو یا نقصان دہ ہو۔خواہ جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔شہید کا درجہ ملے گا۔ اللہ کے احکام کی بجا آوری میں جان جاتی ہے تو شہادت ملتی ہے۔

☆ گواہی کسی فریق کے امیر یا غریب ہونے سے بالاتر ہونی چاہیے۔کسی کی امیری یا غریبی کا کوئی لحاظ نہ رکھا جائے۔امیر کے ڈر سے تو اس کے فائدے کی گواہی دے دی اور غریب کا خواہ نقصان ہو جائے۔مکمل غیر جانبداری سے کام لیا جائے۔

☆ گواہی چونکہ اللہ کیلئے ہے لہٰذا اللہ کا حق ہر فریق سے فائق ہے۔

☆ گواہی میں اپنی خواہش نفس کی پیروی نہ کی جائے بلکہ حق وصداقت کا بول بالا کیا جائے۔سچائی اور دیانت داری پر مبنی گواہی دی جائے۔عدل وانصاف پر قائم رہا جائے۔جھوٹی گواہی سے گریز کیا جائے۔یہ نہ ہو کہ جیسا دل چاہے ویسی گواہی دے دی۔

☆ گواہی سیدھی سیدھی دینی چاہیے۔اس میں کوئی کجی یا ہیر پھیر یا ایچ پیچ نہیں ہونا چاہیے یا زبان کو گھما پھرا کر گواہی نہ دی جائے۔

☆ گواہی سے پہلو تہی، اعراض یا کنارہ کشی نہ کی جائے۔اگر واقعات کا چشم دید علم ہو تو گواہی ضرور دینی چاہئے۔فرار اختیار نہ کیا جائے۔کیونکہ گواہی اللہ کیلئے ہے اور وہی اس کا اجر و ثواب دینے والا ہے۔وہ خوب جانتا ہے جو ہمارے دلوں میں ہے اور جو کچھ ہم چھپائیں یا ظاہر کریں۔اس لئے گواہی بھلائی یا نیکی سمجھ کر دی جائے۔حکم الٰہی ہے کہ گواہی کو مت چھپاؤ اور جو شخص اسے چھپائے گا تو اس کا دل گنہگار ہوگا۔(283/2) سورہ المعارج میں بشمول دیگر نیک لوگوں کے وہ لوگ بھی جنت میں مکرم ہونگے جو اپنی شہادت کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (33/70)۔

مندرجہ ذیل معاملات میں گواہ مقرر کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

☆ ادھار یا قرض کا سودا طے کرتے وقت دو مرد گواہ کر لیں۔اگر نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ رکھیں۔(282/2)

☆ طلاق رجعی پر اپنوں میں سے دو معتبر گواہ کرلو۔(2/65)

☆ یتیم کا مال اس کے حوالہ کرتے وقت گواہ کرلو۔(6/4)

☆ وصیت کے وقت بھی دو عادل گواہ ہونے چاہیں۔(5/106-107-108)

☆ عورت کی فحاشی ثابت کرنے کیلئے چار مردوں کی گواہی لازمی ہے۔(4/15)

☆ نیک اور پارسا عورتوں پر تہمت لگانے والے اگر چار گواہ نہ لاسکیں تو انہیں اسی درے ماریں اور ان کی گواہی کبھی نہ قبول کریں۔(24/4) ایسے لوگوں پر دنیا وآخرت میں اللہ کی لعنت ہے۔ اور یوم قیامت ان کی زبان ہاتھ اور پاؤں قاذف کے خلاف شہادت دیں گے۔ (24/23-24)

☆ اپنی بیوی پر تہمت لگانے والے خاوند کے پاس اگر گواہ نہ ہوں تو خاوند چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اللہ کی اس پر لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہو۔ اسی طرح بیوی اللہ کی قسم کھا کر چار بار شہادت دے کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اللہ کا اس پر غضب ہو اگر خاوند سچا ہو۔(24/6-7-8-9)

یوم حساب کافروں کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور ان کے ہاتھ اور پاؤں شہادت دیں گے جو وہ کرتے رہتے تھے۔(36/65) یوم حشر بھی اصحاب النار کے کان، آنکھیں اور جلد شہادت دیں گے جو وہ کرتے رہے تھے۔(41/20)

Marfat.com

10۔ظلم وزیادتی (اعتداء)

معاشرتی معاملات میں اعتدال اور توازن قائم رکھنے اور لوگوں کو دوسروں کی زیادتیوں سے بچانے کیلئے اللہ نے اپنے احکامات جاری فرمائیں ہیں جن کا اتباع کر کے ہم عذاب سے بچ سکتے ہیں۔ مقتول کے ورثا اگر معاوضہ یا معافی پر راضی ہو جائیں تو قاتل کو چاہئے کہ وہ دیت کو احسان مندی اور خوش دلی سے ادا کرے۔ اگر خون بہا کی ادائیگی یا معافی کے بعد قاتل کو قتل کیا جائے تو اس زیادتی کیلئے عذاب الیم ہے۔ (178/2) حکم الٰہی ہے کہ اگر مشرکین امن والے مہینوں میں عہد و پیمان کے خلاف لڑائی کریں تو تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے لڑو لیکن تمہاری طرف سے ابتداء یا زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ (55/7-87/5-140-57/3-190/2) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام امن وسلامتی کا مذہب ہے۔ معاہدے اور میثاق کی پاسداری سکھاتا ہے اور زیادتی سے روکتا ہے۔ اگلی آیت میں اجازت دی کہ جو کوئی تم پر زیادتی کرے۔ تم بھی اسی پر ویسی ہی زیادتی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور حد سے نہ بڑھو۔ (194/2) سورہ التوبہ میں بھی یہی فرمایا کہ مشرکین مومنین کے حق میں نہ قرابت داری کا اور نہ عہد کا لحاظ رکھتے ہیں۔ وہی زیادتی کرنے والے ہیں۔ (10/9) پھر فرمایا کہ بہت سے لوگ اپنی خواہشات کی وجہ سے بغیر علم کے دوسروں کو بہکاتے پھرتے ہیں۔ بے شک آپؐ کا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے۔ (119/6) اہل ایمان کو حکم دیا کہ طیبات جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کر دی ہیں انہیں حرام نہ ٹھہراؤ اور حد سے نہ بڑھو۔ بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ (87/5) مطلقہ عورتوں کے بارے میں اللہ کی حدود سے تجاوز کرنے سے بھی روکا گیا ہے۔ (231-229/2)۔

دعوت وتبلیغ کی راہ میں جو سختیاں اور تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں اگر ان کا بدلہ لینا چاہو تو اسی طرح کا بدلہ لے لو جس قدر کہ تمہیں تکلیف پہنچی ہے۔ اگر تم صبر کرو تو یہ بہتر ہے۔ (126/16) مومن جس قدر اللہ سے ڈر کر تقویٰ، پرہیزگاری اور نیکی کی راہ اختیار کرے گا۔ اسی

Marfat.com

قدر اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل ہوگی۔ مزید فرمایا کہ اگر کوئی اس پر زیادتی کرے تو اللہ اس کی (صبر کرنے والے کی) مدد کرے گا۔ (60/22) لوگوں کو چاہئے کہ وہ معاشرتی معاملات میں عفو، درگذر اور معافی کی عادت اپنائیں۔ بدلہ لینے کے درپے نہ ہو جائیں۔ زیادتی کرنے والوں سے اللہ خود نپٹ لے گا۔ اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو اعلانیہ بُرا کہے سوائے اس کے جو مظلوم ہو۔ (148/4) اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام سوائے مظلوم کے کسی کو کھلم کھلا برائی کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ معاشرتی تعلقات کو سنوارنے اور بہتر بنانے کا کیسا مجرب نسخہ ہے۔ سورہ الشوریٰ کی آیات نمبر 39 سے 43 تک اس لحاظ سے بہت موزوں ہیں۔ اگر کوئی شخص زیادتی کرتا ہے اور اپنے کیئے پر نادم ہو کر معذرت چاہتا ہے تو اسے معاف کر دینا بہتر ہے۔ لیکن اگر کوئی خواہ مخواہ چڑھتا ہی چلا جائے اور ظلم و زور سے دبانے کی کوشش کرے یا جواب نہ دینے سے اس کا حوصلہ بڑھتا ہی جائے تو ایسی حالت میں بدلہ لینے میں کوئی ہرج نہیں لیکن وہ بھی مثل اس کی زیادتی کے۔ بدلے لینے میں حد سے بڑھنا مناسب نہیں۔ ظلم و زیادتی اللہ کے ہاں کسی حالت میں پسند نہیں۔ بہترین صورت یہی ہے کہ آدمی کو جس قدر بدلہ لینے کا جواز ہے اس سے بھی درگذر کرے۔ بشرطیکہ درگذر کرنے سے بات سنورتی ہو۔ مظلوم ظالم سے بدلہ لینا چاہے تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔

البتہ صبر کرنا اور معاف کر دینا افضل و احسن ہے۔ گو یہ بڑی ہمت اور حوصلہ کا کام ہے۔ معافی اور صلح کا اجر و ثواب اللہ دینے والا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس بندہ پر ظلم ہو اور وہ محض اللہ کے واسطے اس سے درگذر کرے تو اللہ اس کی عزت بڑھائیگا اور مدد کرے گا۔ ظلم کے بارے میں اللہ پاک نے ایک اصولی حکم فرما دیا کہ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔ (279/2) عام طور پر ظلم زور آور ہی کرتا ہے۔ اپنے آپ کو ظلم سے بچانے کیلئے قوی اور طاقتور ہونا ضروری ہے۔ اگر کمزوری دکھائی جائے گی تو ظالم کو اور شہ ملے گی۔ ارشاد الٰہی ہے کہ یوم حساب ہر ایک کو اپنے کیئے کا بدلہ ملے گا اور اس پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔ (124-77-49-40/4-161-25/3-281/2)۔

Marfat.com

اللہ اپنے بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا۔(51/8-182/3) بلکہ لوگ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہیں۔(44/10)۔ جو لوگ یتیموں کا مال ظلم (ناحق) کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب دہکتی آگ میں جھونکے جائیں گے۔(10/4) پھر فرمایا کہ جو کوئی زیادتی اور ظلم کرے گا تو ہم اسے آگ میں ڈالیں گے۔(30/4) ظلم وزیادتی کرنیوالوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ اگر کوئی ظلم وزیادتی کے بعد توبہ اور اصلاح کرلے تو اللہ توبہ قبول کرتا ہے۔(11/27-39/5) شرک ظلم عظیم ہے۔(13/31) لہٰذا ہر طرح کے شرک سے بچنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فساد اور فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔(77/28-64/5-205/2) اس لئے اللہ پاک کی خوشنودی کی خاطر ملک میں فساد مچانے سے گریز کرنا چاہیے۔

11۔ سچ اور جھوٹ

سچائی معاشرے کی ایک بنیادی قدر اور اہم ستون ہے جس پر معاشرے کی عمارت قائم ہے۔ معاشرتی حسن سچ سے ہی نکھرتا ہے۔ جھوٹ اسے بگاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ سچائی فائدہ دیتی ہے اور جھوٹ نقصان دہ ہے۔ گو وقتی طور پر بعض حالات میں لوگ جھوٹ بول کر فائدہ اٹھا لیتے ہیں لیکن یہ فائدہ دیرپا نہیں ہوتا۔ سچائی قلبی اطمینان وسکون فراہم کرتی ہے لیکن جھوٹ بے اطمینانی، اضطراب، انتشار اور تناؤ کا باعث بنتا ہے۔ حضور اکرمؐ سے جب ایک شخص نے پوچھا کہ کوئی ایک عمل بتا دیں جس پر عمل کر کے وہ سرخرو ہو جائے تو آپؐ نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا چھوڑ دیں۔ کیونکہ جھوٹ ہی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اگر تمام لوگ اپنے باہمی معاملات میں سچائی سے کام لیں اور جھوٹ کو ترک کر دیں تو معاشرہ جنت کا منظر پیش کرے اور رہنے کی بہترین جگہ بن جائے اور ہر طرف بھلائی ہی بھلائی نظر آئے۔

قرآن حکیم میں ارشاد الٰہی ہے کہ آج کے دن سچوں کا سچ ان کو نفع دے گا۔ ان کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی عظیم کامیابی ہے۔ (119/5) اللہ کی رضا اور جنت کا حصول سچائی کا کیا خوب بدلہ ہے۔ انسان اگر اپنے عقیدے، قول اور فعل کو راستبازی پر استوار کر لے تو عظیم کامیابی اس کی قدم بوسی کیلئے حاضر ہے۔ زندگی خوشگوار بن جائے اللہ راضی ہو جائے اور جنت مل جائے تو بندے کو اور کیا چاہیے۔ یہ صرف سچائی کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ کا حکم بھی یہی ہے کہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (119/9) سورہ العنکبوت میں فرمایا کہ یقیناً ہم نے ان سے قبل لوگوں کو آزمایا۔ اللہ معلوم کریگا سچے لوگوں کو اور معلوم کرے گا جھوٹوں کو۔ (3/29) یعنی لوگوں کا سچ اور جھوٹ ظاہر ہو جائے گا۔ سورہ الاحزاب میں ہے کہ سچوں سے ان کے سچ کے بارے میں پوچھا جائے گا تا کہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کی جزا دے اور منافقوں (جھوٹوں) کو عذاب کرے۔ اگر چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے۔ بے

Marfat.com

شک اللہ غفور رحیم ہے۔ (24-8/33)۔ سورہ الزمر میں فرمایا کہ اس سے ظالم کون جس نے جھوٹ بولا اور سچائی کو جھٹلایا جب اس کے پاس آئی۔ جو سچائی کو لیکر آیا اور جس نے اسے سچ مانا وہی لوگ متقی ہیں۔ ان کیلئے ہے ان کے رب کے پاس جو وہ چاہیں۔ یہ محسنین کی جزا ہے تا کہ اللہ ان سے ان کے برے عمل دور کر دے جو انہوں نے کیے تھے اور بدلے میں دے ان کو اجر اچھے اعمال کا جو وہ کرتے رہے تھے۔ (32/39 تا 34) ان آیات ربانی سے صاف ظاہر ہے کہ سچائی کو جھٹلانا اور جھوٹ بولنا ظلم ہے۔ سچائی کا اعتراف کرنے والے لوگ متقی ہیں۔ ان کو اپنے رب کے ہاں وہی کچھ ملے گا جو وہ چاہیں گے۔ ان کی برائیاں دور ہوں گی اور اچھے اعمال کا اچھا بدلہ ملے گا۔ اللہ سے ڈرنے والے ہی سچ بول سکتے ہیں اور سچ کی گواہی دے سکتے ہیں۔ خواہ ان کے اپنے یا عزیز و اقارب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ یہ بڑی ہمت اور حوصلے کا کام ہے۔ اس میں نقصان بھی ہو سکتا ہے لیکن اللہ پاک کی طرف سے جو جزا ملے گی اس کے سامنے نقصان معمولی ہے۔

اس کے برعکس جھوٹ بولنے والوں کو عذاب الیم ہوگا۔ (10/2) سورہ المومن میں بھی جھوٹ کی سزا کا ذکر ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اس پر پڑیگا اس کا جھوٹ۔ اگر وہ سچا ہوگا تو تم پر پڑیگا۔ بے شک اللہ حد سے بڑھنے والے جھوٹے کو ہدایت نہیں دیتا۔ (28/40) یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب فرعون نے حضرت موسیٰ کو قتل کرنا چاہا تو ایک مومن نے یہ کہا تھا۔ منافق کی دوسری نشانیوں میں سے ایک نشانی جھوٹ ہے۔ سورہ المنافقون میں اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق جھوٹے ہیں (1/63) اسی طرح سورہ الفرقان میں رحمٰن کے بندوں کے جملہ اوصاف میں ایک وصف یہ ہے کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ (72/25) اللہ تبارک و تعالیٰ نے جھوٹ سے بچے رہنے کی تاکید فرمائی۔ (30/22) کیونکہ جھوٹ کا وبال ضرور پڑتا ہے اللہ کے عذاب اور قہر سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ بنی اسرائیل کو ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار نہ کرنے کا حکم تھا کیونکہ وہ عبادت کا دن تھا۔ دریا میں مچھلیاں ہفتے کو کثرت سے اوپر آجاتی تھیں اور باقی دنوں میں نیچے چلی جاتیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش تھی۔ یہودیوں نے ایک حوض بنایا۔ مچھلیاں جب حوض میں

Marfat.com

آ جاتیں تو رستہ بند کر دیتے اور اگلے دن اتوار کو پکڑ لیتے۔ اس طرح دھوکہ، مکر و فریب، مکاری اور عیاری سے احکم الحاکمین کے حکم کی بجا آوری کرتے تھے۔ جھوٹا شخص بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ وہ جھوٹ بول کر دوسروں کو دھوکہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دھوکا دہی کی سزا میں ان کو بندر بنا دیا جو تین دن بعد سب مر گئے۔ (163/7-65/2)

سورہ النور میں افک (بہتان) کے واقعہ کے متعلق ارشاد الٰہی ہے کہ جب تم نے وہ بات سنی تھی تو مومنین اور مومنات نے اپنے دلوں میں اسے حسن ظن پر کیوں محمول نہ لیا اور کہا ہوتا کہ یہ تو صریح بہتان ہے۔ اس بات پر وہ چار گواہ کیوں نہ لائے۔ پھر جب وہ گواہ نہ لائے تو وہی لوگ اللہ کے ہاں جھوٹے ہیں۔ (13-12/24) ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ ہمیں اپنے مومن بھائیوں اور بہنوں کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہیے۔ بدظن اور بدگمان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ان کے لئے مثبت اور اچھی سوچ رکھنی چاہیے۔ خواہ مخواہ کی عیب جوئی مناسب نہیں۔ جب تک کہ ان کے بارے میں بہتان ثابت نہ ہو جائے۔ دوسروں کی بدنامی کیلئے تہمت یا الزام لگانا شیطانی کام ہے۔ سورہ الشعراء میں فرمان الٰہی ہے کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ کس پر شیطان اترتے ہیں۔ وہ ہر گنہگار بہتان تراش پر اُترتے ہیں۔ سنی سنائی بات لا ڈالتے ہیں۔ اکثر ان میں جھوٹے ہیں۔ (223-222-221/26) پھر فرمایا کہ ہر گنہگار بہتان تراش کی خرابی ہے۔ (7/45)۔ ان آیات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کسی کے بارے میں سنی سنائی بات بلا تحقیق آگے بیان نہیں کرنی چاہیے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی کرے تو ہمیں چاہیے کہ ہم دوسروں کے عیب چھپائیں۔

Marfat.com

12۔ فحاشی

بے حیائی یا بے شرمی کے افعال کو فحاشی کہا جاتا ہے فحشاء وہ کبیرہ گناہ ہیں جو برائی میں حد سے بڑھ گئے ہوں اور جن پر حد جاری ہوتی ہے۔ زنا اسی زمرے میں شامل ہے۔ سورہ الاعراف میں ارشاد الٰہی ہے کہ آپ کہہ دیں کہ بے شک میرے رب نے فواحش کو حرام قرار دیا ہے خواہ وہ کھلی ہوئی یا چھپی ہوئی ہوں۔(33/7) سورہ الانعام میں فرمایا کہ فواحش کے قریب نہ جاؤ خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ۔(151/6) اللہ فحشاء سے منع کرتا ہے۔(90/16) حکم الٰہی ہے کہ زنا کے قریب نہ جاؤ وہ فحاشی اور بری راہ ہے۔(32/17) فحاشی کا چرچا چاہنے والوں کیلئے دنیا و آخرت میں عذاب الیم ہے۔(19/24) کبیرہ گناہوں اور فواحش سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اگر کوئی گنا صغیرہ ہو بھی جائے تو رب کی مغفرت بڑی وسیع ہے۔(32/53) پھر فرمایا کہ صلوٰۃ فحشاء اور منکر سے روکتی ہے اس لئے صلوٰۃ قائم رکھنے کا حکم دیا گیا۔ اور یہ کہ اللہ کا ذکر ہی سب سے بڑا ہے۔(45/29) اگر کوئی فحش فعل یا اپنی ذات پر کوئی ظلم ہو جائے تو اللہ کا ذکر کریں اور گناہوں کی بخشش مانگیں۔(135/3) شیطان تو فحشا کا حکم کرتا ہے اور اللہ اپنی مغفرت اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔(268/2) اسی لئے اللہ کا فرمان ہے کہ شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ وہ تمہارا صریح دشمن ہے وہ تو تمہیں برائی اور فحاشی کا حکم کرے گا۔(21/24-169/2) سورہ النساء میں فحاشی کے متعلق دیگر احکامات ملاحظہ فرمائیں۔(25-19-16-15/4)۔

Marfat.com

13۔ بحث و مباحثہ

ہر معاشرے میں مختلف مذاہب، فرقوں، قبیلوں اور ذات برادری کے لوگ آباد ہوتے ہیں۔ ان میں اختلاف رائے بھی ہوتا ہے۔ اکثر اپنے انداز فکر کو صحیح اور بہتر سمجھتے ہیں۔ دوسروں کی بات سننا بھی پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ جس کسی نے اپنی بات دوسروں کو سنانی ہے تو ان کی بات بھی سننا گوارا کرنی چاہئے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ کھلے ذہن سے دوسرے لوگوں کی بات سنے اور اپنی کہی۔ تعصب اور عناد سے بالاتر ہو کر حقائق کو تسلیم کیا جائے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورہ النحل میں دعوت و تبلیغ کے تین طریقے وضع فرما دیئے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ آپ اپنے رب کی راہ کی طرف بلایئے حکمت سے اچھی نصیحت سے اور اچھے طریقے سے بحث کریں۔ (125/16) تین طریقے یہ ہیں: حکمت، اچھی نصیحت، اور اچھی بحث۔ حکمت سے مراد یہ ہے کہ عقل و دانش اور دانائی سے کام لیتے ہوئے دلائل اور براہین کی روشنی میں ایسا حکیمانہ انداز فکر اختیار کیا جائے کہ سامعین قائل ہو جائیں۔ اچھی نصیحت وہ ہے جو موثر ہو جس میں خلوص ہو جو نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کے مصداق ہو۔ جو دل سوزی، حسن اخلاق اور اعتدال سے مزین ہو۔ ایسے انداز میں کی گئی نصیحت دل میں اتر جاتی ہے۔ اور پژمردہ روح تازہ ہو جاتی ہے۔ البتہ جن لوگوں کا کام کج بحثی، حجتیں نکالنا اور خواہ مخواہ بحث و مناظرہ میں الجھنا ہو وہ نہ حکمت کی بات قبول کرتے ہیں اور نہ وعظ و نصیحت کا ان پر کوئی اثر ہوتا ہے۔ اصل میں اللہ کی طرف سے انہیں ہدایت کی توفیق نہیں ہوتی کیونکہ ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوتے ہیں۔

تیسرا طریقہ اچھی طرح سے بحث کرنا ہے۔ دوسرے فریق کو اس کے جواب میں بہتر جواب دو تہذیب و شائستگی کے دائرہ میں رہتے ہوئے۔ دل آزاری اور جگر خراشی نہ کی جائے۔ ادفع بالتی ہی احسن (34/41) کے اصول پر عمل کیا جائے۔ یہی ایک مخلص داعی الی اللہ کا حسن اخلاق ہے۔ برائی کا جواب بھلائی سے دیا جائے۔ گرمی دکھانے کی ضرورت نہیں بلکہ ٹھنڈے دل و دماغ، بردباری اور نرمی سے پیش آئے۔ اس طرز عمل سے دوسرا فریق ضرور متاثر ہوگا۔ دعوت الی

Marfat.com

اللہ کیلئے بہت بڑا حوصلہ، صبر و استقلال اور حسن خلق کی ضرورت ہے۔ حکم الٰہی ہے کہ اہل کتاب سے اگر جھگڑا ہو تو بہتر اسلوب والا اصول اپنایا جائے۔ کیونکہ ہم ان کی کتاب کو مانتے اور ہم دونوں کا معبود بھی ایک ہی ہے۔ (46/29) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی طرف سے جھگڑا کرنے سے روک دیا ہے۔ جو خیانت اور بددیانتی کے مرتکب ہیں۔ (107-105/4) حج کے دوران جھگڑا نہ کیا جائے۔ (197/2) منافق لوگوں سے بھی جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں۔ (204/2) کیونکہ ان کا رویہ سامنے کچھ اور ہوتا ہے اور بعد میں کچھ اور۔

Marfat.com

14۔ امانت وخیانت

انسانی معاملات میں امانت و دیانت کا بہت اہم مقام ہے۔ معاشرتی حسن انہی مثبت بنیادی اقدار پر مبنی ہے۔ اگر ایسی اقدار ناپید ہو جائیں تو معاشرہ گل سڑ جائے۔ ان اقدار کی آبیاری باہمی اعتماد و اعتبار کی فضا میں ہو سکتی ہے۔ اسی لئے اللہ پاک نے فرمایا کہ امانت دار کو چاہیے کہ صاحب امانت کی امانت ادا کر دے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے جو اس کا رب ہے۔ (283/2) بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دو۔ (58/4) اللہ تبارک وتعالیٰ اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کی امانت وخیانت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ ان میں بعض ایسے ہیں کہ اگر ان کے پاس سونے کا ڈھیر بطور امانت رکھ دیا جائے تو وہ ادا کر دیں۔ بعض ان میں وہ ہیں جو امانت کا ایک دینار بھی ادا نہ کریں جب تک ان کے سر پر کھڑا نہ رہا جائے۔ (75/3)

اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور نہ آپس کی امانتوں میں۔ (27/8) اللہ اور رسول کی خیانت یہ ہے کہ حقوق اللہ ادا نہ کئے جائیں۔ احکام الٰہی اور سنت رسول کی خلاف ورزی کی جائے۔ آپس کی امانتوں میں سارے حقوق العباد آ گئے خواہ ان کا تعلق باہمی لین دین، مالیاتی امور یا معاشرتی معاملات وتعلقات سے ہو۔ مومنین کو چاہیے کہ امانت دار بننے کیلئے وہ اللہ کے احکام کی بجا آوری میں کوئی کوتاہی نہ کریں۔ اپنے محبوب رسولؐ کی سنت مطہرہ پر عمل کریں۔ جو امین اور صادق کے اعلیٰ القاب سے مشہور ہوئے۔ ان کی محبت کا تقاضہ ہے کہ ہم ان کی خوبیوں کو اپنائیں۔ اگر ہم ان سے اپنی محبت کا دم بھرتے ہیں تو کیا ہم سے یہ بھی نہیں ہو سکتا؟ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو کیا یہ امانت میں خیانت نہ ہو گی؟ لہٰذا ہمیں خائن بننے کی بجائے امین و صادق بننا چاہیے۔ حقوق العباد کے ضمن میں امانت صرف نقدی اور اشیاء تک محدود نہیں بلکہ سارے معاشرتی تعلقات اور معاملات پر محیط ہے۔ وعدہ کی پاسداری اور راز کی راز داری بھی امانت میں ہے۔ شرمگاہ کی حفاظت بھی بہت بڑی امانت ہے۔ فرائض کی احسن ادائیگی نہ صرف

Marfat.com

امانت ہے بلکہ عبادت ہے۔

فلاح پانے والے مومنین کی دیگر صفات کے علاوہ یہ صفت بھی بتائی گئی کہ وہ اپنی امانتوں اور اپنے عہد کو نباہنے والے ہیں۔(8/23)اسی صفت کا اعادہ سورہ المعارج میں جنتیوں کی صفات بیان کرتے ہوئے کیا گیا ہے۔(32/70)رب العالمین کفران نعمت کرنے والے خائن کو دوست نہیں رکھتا۔(38/22)اس کی نعمتیں ہمارے پاس امانت ہیں۔لہٰذا کفران نعمت کر کے خیانت کے مرتکب نہیں ہونا چاہئے۔اللہ پاک کسی خیانت کرنے والے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔(58/8-107/4)یہ بھی فرمادیا کہ خیانت کرنے والے کی حمایت نہ کی جائے۔(105/4)
الحکم الحاکمین دغابازوں کا فریب چلنے نہیں دیتا۔(52/12)

ہمارا جسم احسن الخالقین کی طرف سے ہمارے پاس امانت ہے۔جسمانی اعضاء مثلاً آنکھ،کان،دل،زبان،ہاتھ پاؤں سب سے پوچھ ہوگی کہ انہیں کیسے نیک و بداعمال وافعال میں استعمال کیا گیا۔نظر بچا کر یا چوری چھپے کسی پر بُری نگاہ ڈالنا یا کن آنکھوں سے دیکھنا یا دل میں طرح طرح کے خیالات کا آنا سب اللہ کے علم میں ہے۔آنکھوں کی خیانت اور سینوں میں جو کچھ مخفی ہے اللہ سب جانتا ہے۔(19/40)لہٰذا ہمیں جسمانی اعضاء کی ایسی لطیف خیانت سے بھی محفوظ رہنا چاہئے۔

Marfat.com

15۔ شفاعت

سفارش ہماری معاشرتی زندگی کا ایک اہم جزو ہے۔اپنی روزمرہ کی زندگی میں ہم کئی ایک امور میں ایک دوسرے کی سفارش کرتے ہیں۔لیکن روزِ محشر مومنین کی سفارش وہی کریگا جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ راضی ہوگا۔مشرکین اور کافروں کیلئے اس روز کوئی سفارش نہ ہوگی۔حکم الٰہی ہے کہ اس دن سے ڈرو جس دن کوئی کسی کے کچھ کام نہ آئے۔نہ اس کی طرف سے کوئی سفارش قبول ہو۔نہ اس کی طرف سے کوئی فدیہ یا معاوضہ لیا جائیگا اور نہ ہی اس کی مدد ہوگی۔ (123-48/2) ایک اور آیت میں فرمایا کہ اے ایمان والو! ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرو اس دن سے پہلے کہ جس میں نہ کوئی بیع ہے، نہ دوستی اور نہ سفارش (254/2) اس لیئے ہمیں اس دن کے آنے سے پہلے دنیا ہی میں تیاری کرنی چاہیے۔صلوٰۃ وزکوٰۃ قائم کریں۔ماہ رمضان کے روزے رکھیں۔انفاق فی سبیل اللہ کرتے رہیں۔حج وعمرہ ادا کریں اگر اللہ نے استطاعت دے رکھی ہو۔سفارش کا ایک اصول اللہ تعالیٰ نے وضع کر دیا ہے کہ جو کوئی نیک کام میں سفارش کرے تو اُسے بھی اس میں سے حصہ ملے گا اور جو کوئی بُرے کام میں سفارش کرے تو اس پر اس میں سے گناہ ہوگا۔(85/4)

حصہ چہارم

اخلاقیات

Marfat.com

اخلاقیات

اخلاقیات اخلاق کی جمع ہے اور واحد خلق ہے۔ اس کا تعلق خصائل و عادات، ملنساری رواداری، چلن، سیرت اور مروت سے ہے۔ اس سے مراد وہ علم ہے جس میں تہذیب نفس اور اصول اخلاق پر بحث کی گئی ہو۔ اخلاقیات ہمہ گیر موضوع ہے۔ اس میں انسانی ادب آداب، حسن سلوک، آداب مجلس و گفتگو، مزاح، عجز و انکساری، تواضع، مہمان نوازی، رواداری، میانہ روای، اعتدال، عفوودرگذر، قناعت، توکل، تحفے تحائف جیسے خوش خلق موضوعات مکارم اخلاق میں شامل ہیں۔ ان کے علاوہ منفی موضوعات جیسے بدخوئی، غرور و تکبر، سرگوشی، گالی گلوچ، ریا، غیبت، عیب جوئی، مکروفریب، یاوہ گوئی، بیہودہ گفتگو، لہوولعب، مذاق و تمسخر وغیرہ غیر اخلاقی باتیں ہیں۔

خلق محمدی کے بارے میں خالق کائنات کا ارشاد ہے کہ آپ ﷺ بے شک اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں۔ (4/68) ہمیں اگر خلق عظیم کا نمونہ دیکھنا ہے تو اخلاق محمدی ﷺ کا بھر پور مطالعہ کرنا ہوگا۔ ان کے اخلاق سے بڑھ کر اور کس کا اخلاق ہو سکتا ہے جس کے خلق کی تعریف خود خلاق العظیم نے فرمائی ہو۔ اللہ جل جلالہٗ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے سرور کائنات اور فخر موجودات جناب رسالت مآب، سید المرسلین، خاتم النبین، شفیع المذنبین، رحمت العالمین، رسول مکرم محمد مصطفےٰ ﷺ کو جن وانس کی ہدایت کیلئے مینارہ نور بنا کر بھیجا۔

سورت الاحزاب میں الہ العالمین کا ارشاد ہے کہ یقیناً رسول اللہ کی ذات مبارکہ میں تمہارے لئے اسوہ حسنہٗ ہے اس کیلئے جو اللہ سے ملاقات اور یوم آخر کی امید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔ (21/33) زندگی کے ہر شعبے میں خواہ اس کا تعلق دین سے ہو یا دنیا سے ہر مسلمان کیلئے رسول ﷺ اللہ کی سنت کا اتباع واجب ہے۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا ہر پہلو اور ہر گوشہ شمع ہدایت ہے۔ آپ ﷺ کی ذات منبع البرکات بہتر نمونہ ہے۔ مومنین کو چاہیے کہ ان کے نقش قدم پر چلیں اور ان کی سنت کو اپنائیں۔ قرآن وسنت پر عمل پیرا ہونا ہر مومن کا فرض ہے۔ اسی میں ہماری نجات ہے اور یہی دنیوی و آخروی فلاح کا ذریعہ ہے۔ پھر فرمایا کہ تمہارے لئے عمدہ

نمونہ ہے حضرت ابراہیمؑ اور ان کے رفقا کی ذات میں۔ (4/60) اور یہ کہ ان لوگوں میں تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہے جو اللہ سے ملنے اور یوم آخر کی امید رکھتا ہے۔ (6/60) سنت مصطفویﷺ کی طرح سنت ابراہیمیؑ کا اتباع بھی لازمی ہے۔

اسلامی رواداری اور خوش خلقی کا معیار جو احکم الحاکمین نے قرآن حکیم میں دیا ہے وہ کچھ یوں ہے۔ اللہ تو ان کافروں سے بھی بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے تمہیں منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے نہ دین کے کسی معاملہ میں لڑائی کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ (8/60) جب وہ تمہارے ساتھ نرمی، رواداری اور خوش خلقی سے پیش آتے ہیں تو انصاف اور اخلاق کا تقاضہ ہے کہ تم بھی ان کے ساتھ حسن سلوک روا رکھو اور دنیا کو دکھا دو کہ اسلامی اخلاق کا معیار کس قدر بلند و اعلیٰ ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ نہیں کہ اگر کافروں کی کوئی جماعت مسلمانوں سے برسر پیکار ہے تو تمام کافروں کو بلا امتیاز ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا شروع کر دو۔ ایسا کرنا اسلامی اخلاق و رواداری کے خلاف ہوگا۔ اللہ تو تمہیں ان کافروں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے لڑائی کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا یا نکالنے میں معاون ہوئے اور جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ (9/60)۔

القرآن العظیم آپؐ کے خلق عظیم کی سورہ آل عمران میں شہادت دے رہا ہے کہ یہ اللہ ہی کی رحمت ہے کہ آپﷺ ان کیلئے نرم دل ہیں۔ اگر آپﷺ تند خو اور سخت دل ہوتے تو لوگ آپﷺ سے دور ہو جاتے۔ سو آپﷺ انہیں معاف کر دیں۔ ان کیلئے استغفار کریں اور ان سے کام میں مشورہ لیں۔ (159/3) سورہ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے کہ تمہارے پاس تم میں سے ہی ایک رسول آیا ہے جسے گراں گزرتی ہے جو تکلیف تمہیں پہنچتی ہے۔ تمہاری بھلائی کا وہ حریص ہے۔ مومنین کیلئے وہ رؤف رحیم ہے۔ (128/9) مومنین کے درد کو اپنا درد سمجھتے ہیں۔

بقول جناب مظفر وارثی:۔

اسقدر تو کوئی ماں بھی نہ تڑپی ہوگی　　　جس قدر امت بیمار کا غم تو نے کیا

Marfat.com

اللہ رحمان و رحیم نے آپ ﷺ کو تو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ (107/21)
نبوت سے قبل اپنی چالیس سالہ زندگی میں آپ ﷺ کا اخلاق و کردار ایسا رہا کہ آپ صادق و امین مشہور ہو گئے۔

حضرت خدیجہؓ الکبریٰ جو پچیس برس آپکی زوجہ مطہرہ رہیں آغاز وحی میں آپکو تسلی دیتے ہوئے فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم اللہ کبھی آپؐ کو غمگین نہ کرے گا۔ آپ ﷺ صلہ رحم کرتے ہیں۔ مقروضوں کا بار اٹھاتے ہیں۔ غریبوں کی اعانت کرتے ہیں۔ مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں۔ حق کی حمایت کرتے ہیں۔ مصیبت میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔ (صحیح بخاری باب الوحی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ آنحضرت کی عادت کسی کو برُا بھلا کہنے کی نہ تھی۔ برائی کے بدلے میں برائی نہ کرتے تھے بلکہ درگذر کرتے اور معاف کردیتے۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا۔ آپ ﷺ نے نام لے کر کبھی کسی مسلمان پر لعنت نہیں کی۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی غلام، لونڈی، عورت یا جانور کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ آپ ﷺ نے کسی کی کوئی جائز درخواست رد نہیں فرمائی۔ آپ ﷺ جب گھر کے اندر تشریف لاتے تو نہایت خنداں، ہنستے اور مسکراتے ہوئے آتے۔ دوستوں میں پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے تھے۔ باتیں ٹھہر ٹھہر کر اس طرح فرماتے کہ کوئی یاد رکھنا چاہیے تو کرلے۔ حضرت عائشہؓ سے جب آپؐ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے۔ ان کا مطلب تھا کہ آنحضور ﷺ قرآن حکیم کی عملی تفسیر تھے۔ آپ ﷺ کا اخلاق ہمہ تن قرآن تھا۔

حضرت علیؓ کو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں تیئس برس رہنے کا شرف حاصل ہے حضرت امام حسینؓ کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ آپ خندہ جبیں، نرم خو اور مہربان طبع تھے۔ سخت مزاج اور تنگ دل نہ تھے۔ کوئی برُا کلمہ منہ سے نہ نکالتے تھے۔ عیب جو اور تنگ گیر نہ تھے۔ اگر کوئی بات ناگوار ہوتی تو اغماض فرماتے یا خاموش رہتے۔ درج ذیل باتیں آپ ﷺ کے اخلاق و کردار کا طرہ امتیاز تھیں۔

Marfat.com

☆ بحث ومباحثہ میں نہ پڑتے۔

☆ ضرورت سے زیادہ بات نہ کرتے اور نہ ہی بلا ضرورت گفتگو فرماتے اکثر خاموش رہتے۔

☆ جو بات مطلب کی نہ ہو اس میں نہ پڑتے۔

☆ کسی کو بُرا نہ کہتے۔ کسی کی توہین نہ کرتے۔

☆ کسی کی عیب جوئی نہ کرتے۔

☆ ...پسند ہوتی اس سے تغافل فرماتے۔

☆ کسی کے اندرونی معاملات کی ٹوہ میں نہ رہتے۔

☆ بات وہی کرتے جس سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا۔

☆ دوسروں کی بات نہ کاٹتے، یعنی جب دوسرا بات ختم نہ کر لیتا آپ ﷺ غور سے سنتے رہتے۔

☆ لوگ جن باتوں پر ہنستے آپ ﷺ بھی مسکرا دیتے۔

☆ لوگ جن باتوں پر تعجب کرتے آپ ﷺ بھی ویسا ہی اظہار فرماتے۔

☆ اگر کوئی اجنبی بے باکی سے گفتگو کرتا تو آپؐ تحمل فرماتے۔

☆ جب کوئی اچھی بات کہتا تو تحسین فرماتے۔

☆ دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سننا پسند نہ کرتے۔

☆ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اظہار تشکر فرماتے۔

☆ کسی چیز کو بُرا نہ کہتے۔

☆ کھانا جیسا بھی ہوتا تناول فرماتے اسے بُرا بھلا نہ کہتے۔

☆ اگر کوئی آپ ﷺ کے احسان و انعام کا شکریہ ادا کرتا تو قبول فرماتے۔ آپ ﷺ نہایت فیاض، نہایت راست گو، نہایت نرم طبع اور نہایت خوش صحبت تھے۔ (شمائل ترمذی) اخلاق

Marfat.com

آپ ﷺ نے اپنے ذاتی دشمنوں کو جنہوں نے ناقابل برداشت ایذائیں پہنچائیں معاف کر دیا اوران کی ہدایت کیلئے دعائیں فرمائیں۔ یہ تو آنحضور ﷺ کے اخلاق کی عمومی باتیں تھیں۔آپ ﷺ کے اخلاق و کردار کے مختلف مخصوص پہلو اور واقعات کی تفصیل کیلئے مولف کی کتاب المفلحون کا باب اسوہ حسنہ ملاحظہ فرمائیں۔

احکم الحاکمین قرآن کریم میں آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ کی یوں تصویر کشی کرتا ہے۔

21/33۔یقیناً رسول اللہ کی ذات مبارکہ میں تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔

45/33۔اے نبی ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو شاہد اور مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

(8/48-24/35-56/25-19/5)

46/33۔اور داعی (بلانے والا) اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور سراج منیر (چمکتا ہوا چراغ)

48/33۔اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیں اور ان کی ایذاؤں کو نظر انداز کریں۔

69/36۔ہم نے آپ کو شعر کہنا نہیں سکھایا اور نہ ہی یہ آپ کے شایان شان ہے۔

8-7/94۔پھر جب آپ ﷺ فارغ ہو جائیں تو محنت کریں اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔

105/4۔آپ ﷺ نہ ہوں دغابازوں کی طرف سے جھگڑنے والے۔

14/6۔آپ مشرکین میں سے نہ ہوں۔

7/13۔آپ ﷺ تو ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کیلئے ہادی ہیں۔

54/17۔ہم نے آپ ﷺ کو ان پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا۔(6/42)

49/22۔اے لوگو! میں تو تمہیں صریح ڈرانے والا ہوں۔(9/46-65/38-92/27-92/6)

25/26۔اپنے بازو نیچے رکھیں ان کیلئے جو مومنین میں سے آپ کا اتباع کرتے ہیں۔
(ان کے ساتھ مشفقانہ رویہ رکھیں)

107/21۔آپ ﷺ کو ہم نے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔

Marfat.com

107/21۔ آپ ﷺ کو ہم نے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔

4/68۔ آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں۔

159/3۔ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ﷺ ان کیلئے نرم دل ہیں۔ اگر آپ ﷺ تند خو اور سخت دل ہوتے تو وہ آپ سے دور بھاگتے۔

128/9۔ تمہارے پاس تم میں سے ہی ایک رسول آیا ہے جسے تمہاری تکلیف گراں گزرتی ہے۔ تمہاری بھلائی کا وہ حریص ہے۔ مومنین کیلئے رؤف الرحیم ہے۔

68/7۔ میں تمہارا مخلص اور خیر خواہ ہوں۔ اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچاتا ہوں۔

خلق محمدی ﷺ سے متعلق احادیث درج ذیل ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا

☆ ایمان لانے کے بعد سب سے بہتر عمل انسانوں سے محبت ہے۔ جو آپ کے رحمت للعالمین ہونے کا ثبوت ہے۔ سنت رسول مخلوق سے محبت کرنے کا درس دیتی ہے۔ دین اسلام تو سراپا محبت ہے۔ اللہ سے محبت اس کے رسولوں سے محبت اور اس کی مخلوق سے محبت جس میں بنی نوع انسان، حیوان، چرند، پرند اور دیگر جاندار شامل ہیں۔ اپنی مخلوق سے بے پایاں حب الٰہی کا اندازہ صفات الٰہی سے لگایا جا سکتا ہے۔ وہ رحیم و رحمان ہے۔ وہ غفور رحیم ہے۔ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ وہ وہاب ہے، ولی ہے، ودود ہے اور رؤف ہے۔ اس کا فرمان ہے تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ (152/2) بے نا چاہت کا ثبوت۔ اگر اللہ اور رسول اس قدر پیار و محبت کرنے والے ہیں تو ہمیں بھی اس کی مخلوق خصوصاً انسانوں سے بھرپور محبت کرنی چاہیے۔

☆ آپ کا ارشاد ہے کہ عجز میرا فخر ہے۔ اس کی شان کبریائی میں کوئی شریک نہیں۔ ہم سب انسان اس کے آگے عاجز ہیں۔ انسان کو عجز و انکساری، فروتنی و خاکساری ہی زیب دیتی ہے۔ اسی لئے آنحضور ﷺ نے عجز کو اپنا سرمایہ فخر فرمایا۔ ہمیں بھی ان کی تعلیمات پر عمل پیرا رہنا چاہیے۔

Marfat.com

☆ آپ کا فرمان ہے کہ صدق میرا حامی و ناصر ہے۔ اسی صدق اور امانت کی وجہ سے آپ نبوت سے پہلے ہی صادق و امین مشہور ہو گئے تھے۔ سچ میں بڑی قوت ہے۔ سبھی اسے پسند کرتے ہیں۔ لیکن سچ بولنا کسی کسی کا کام ہے۔ اسی لئے جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا جہاد ہے۔ حسن اخلاق کا تقاضہ ہے کہ سچ بولا جائے۔ اللہ نے آپ ﷺ کو رسول مصدق فرمایا۔ (81/3) رسول کے ذمے تو پیغام الٰہی کو لوگوں تک پہنچانا ہے۔ جس کیلئے سچ کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

خلق محمدی سمجھنے کے لیے جناب مظفر وارثی کی دو نعتیں بعنوان یا رحمت للعالمین اور محمد مصطفےٰ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

81/3 ooooooooooooo

Marfat.com

16۔ آداب گفتگو

اخلاقیات میں گفتگو کا اہم مقام ہے۔انسان کی شرافت،عظمت اور وقار کا پتہ اس کی زبان سے ہی چلتا ہے۔اس کی آواز،لب ولہجہ،انداز گفتگو اور طرز تکلم شہادت دیتا ہے کہ اس کے آداب گفتگو کا کیا معیار ہے۔وہ کس قدر شریں یا تلخ زبان ہے۔اس کی بول چال کتنی مہذبانہ ہے اور کس قدر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔زبان دانی یا زبان درازی میں کتنا کمال رکھتا ہے اور کس قدر تہذیب کے دائرہ میں رہ کر بات چیت کرتا ہے۔بات چیت اور بول چال سے پتہ چلتا ہے کہ بندہ کتنا شائستہ اور سلجھا ہوا ہے۔

القرآن الحکیم میں حکیم وعلیم کا فرمان ہے کہ لوگوں سے اچھی بات کہو۔(83/2)اور یہ کہ آپ ﷺ میرے بندوں سے کہہ دیں کہ وہ ایسی بات کریں جو احسن ہو۔(53/17)بری بات کے جواب میں بھی وہ کہو جو احسن ہو۔(96/23)مومنین کو حکم دیا گیا کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور سیدھی بات کہو تا کہ تمہارے واسطے تمہارے اعمال سنوار دے اور تمہارے گناہ بخش دے۔(71-70/33)آنحضرت ﷺ کا بھی یہی قول ہے کہ اچھی بات کہو ورنہ خاموش رہو۔ حق تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔(30/22)اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔(61/3)الحق اللہ تبارک وتعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔وہ سچ کو پسند کرتا ہے۔حکم الٰہی ہے کہ حق کو باطل سے نہ ملاؤ اور حق کو مت چھپاؤ جبکہ تمہیں معلوم ہو۔(42/2)سورہ الفرقان میں رحمٰن کے بندوں کے جملہ صفات میں یہ بھی ہے۔کہ رحمٰن کے بندے وہ ہیں کہ جب جاہل ان سے گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں اور جو جھوٹی باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب وہ لغویات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گذر جاتے ہیں۔(72-63/25)سورہ القصص میں ہے کہ جب لغویات سنیں تو اس سے منہ پھیر لیں۔(55/28)فلاح یافتہ مومنوں کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ لغویات سے اعراض کرتے ہیں۔(3/23)بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا حد سے بڑھنے والے جھوٹے کو۔(28/40)وہ لوگ بھی ہیں جو لغو کی باتوں کے خریدار ہیں تا کہ اللہ کی

Marfat.com

راہ سے بغیر سمجھے گمراہ کریں اور اس کی ہنسی اڑائیں۔ انہیں کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔(6/31)۔

احادیث مبارکہ میں نبی اکرمؐ کا فرمان ہے کہ۔

☆ سچ بولو۔ جھوٹ مت بولو۔

☆ اچھی اور میٹھی بات صدقہ ہے۔

☆ سچائی نجات دلاتی ہے۔ جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

☆ سچائی نیکی ہے اور نیکی جنت کے طرف لے جاتی ہے۔ جھوٹ بدی ہے اور بدی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔

☆ بربادی ہے اس شخص کیلئے جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے جھوٹ بولتا ہے۔

☆ چونکہ جھوٹ برائی کی جڑ ہے اس لئے آنحضو ﷺ نے ایک شخص سے اس کی بہت سی بُری عادتوں کو چھڑانے کیلئے صرف جھوٹ نہ بولنے کا عہد لیا۔

☆ اللہ کے نزدیک سب سے بُرا شخص وہ ہے جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔

حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بیچ کی چال چل اور اپنی آواز کو پست رکھ۔ بے شک سب سے بُری آواز گدھے کی ہے۔(19/31) ارشاد ربانی ہے کہ اے اہل ایمان! جب تم کسی کے کان میں بات کرو تو گناہ، زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی بات نہ کرو۔ نیکی اور تقویٰ کی بات کرو۔(9/58) بے شک کانا پھوسی شیطان کا کام ہے تاکہ ایمان والوں کو غمگین کرے۔ ان کا وہ کچھ نہ بگاڑ سکے گا بغیر اللہ کے حکم کے۔ مومنوں کو اللہ پر توکل کرنا چاہیے۔(10/58) فرمایا کہ اے ایمان والو! کیوں وہ بات کہتے ہو جو نہیں کرتے۔ اللہ کے ہاں یہ بڑی بیزاری کی بات ہے کہ وہ بات کہو جو نہ کرو۔(3-2/61) اس لئے بندے کو چاہئے کہ شیخی مارنے سے باز رہے۔ کوئی بات زبان سے کہہ دینا آسان ہے لیکن اس کا نباہنا مشکل ہے۔ اس لئے وہ کہے جو کر سکے۔ قول و فعل کے تضاد سے بچے۔

Marfat.com

فرمان الٰہی ہے کہ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ان سے کھلم کھلا بات کرو جیسے تم ایک دوسرے سے کھل کر بات کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔ بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ کے سامنے پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ نے تقویٰ کیلئے جانچ لیا ہے۔ ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے۔ اگر وہ صبر کرتے حتیٰ کہ آپ ﷺ ان کی طرف خود نکل آتے تو ان کیلئے بہتر ہوتا۔ (5-4-3-2/49)

یتیموں اور مساکین سے قول معروف یعنی معقول و مناسب بات کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ (8-5/4) سورہ بنی اسرائیل میں بھی یہی ہدایت کی گئی ہے کہ اگر کسی وقت سائل کو دینے کیلئے کچھ نہ ہو تو نرم اور میٹھی بات سے معذرت کر لیں۔ (28/17) کیونکہ قول معروف اور مغفرت ایسی خیرات و صدقات سے بہتر ہے جس کے پیچھے اذیت ہو۔ (263/2) اس کے برعکس نبی کی عورتوں کو حکم ہے جس کا اطلاق دوسری مومنات پر بھی ہوتا ہے کہ اے نبی کی عورتو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو نرم اور ملائم بات نہ کرو تاکہ طمع نہ کرے جس کے دل میں کوئی مرض ہو اور معقول بات کہو۔ (32/33) آداب گفتگو میں تعظیم و تکریم کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حکم دیا گیا ہے کہ بوڑھے والدین سے اف بھی نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو۔ (23/17) خوش خلقی کے تقاضے کے پیش نظر ارشاد الٰہی ہے کہ جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر طور پر سلام کرو یا اسی کو دہرا دو۔ (86/4) کسی کو سلام کرنا سلامتی کی دعا دینا ہے۔ یہ دعا دینا در حقیقت دوسرے سے دعا لینا ہے۔ اس لئے سلام کا جواب دینا بہتر ہوتا ہے۔ اگر کسی نے اسلام علیکم کہا تو جواب میں وعلیکم السلام کہنا واجب ہے۔ بعض لوگ فقط وعلیکم کہہ دیتے ہیں جو بخل اور بدخلقی کی نشانی ہے۔ بمطابق حکم الٰہی بہتر جواب اور ثواب کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اسے وعلیکم السلام ورحمت اللہ کہا جائے۔ اگر کسی نے السلام وعلیکم ورحمت اللہ کہا ہے تو اس کے جواب میں وبرکاتہ بڑھا دے تاکہ دعا سلام

Marfat.com

بہتر صورت میں ادا ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اپنے گھر میں داخل ہونے اور باہر جانے کے وقت بھی گھر والوں کو دعا سلام اور اللہ حافظ کہنا خوش خلقی کی علامت ہے۔ آداب گفتگو کا تقاضہ ہے کہ بات کرنے سے پہلے سلام کیا جائے۔

آپؐ کا اندازِ گفتگو نہایت شیریں اور دل آویز تھا۔ آپؐ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے۔ ایک ایک جملے صاف اور واضح ہوتا۔ سننے والے کو یاد ہو جاتا۔ جس بات پر زور دینا ہوتا اسے تین تین بار دہراتے۔

Sufyan
Dildar
Kheser.

Marfat.com

17۔ آداب ملاقات ومجلس

اخلاق وکردار میں ملاقات اور مجلس کے آداب اسلامی طرز معاشرت کا طرہ امتیاز ہیں۔ یہ حسن اخلاق کے بنیادی پہلو ہیں۔ان میں بڑی مہذبانہ تعلیم ہے۔لیکن افسوس مسلمان آج ان مفید ہدایات کو ترک کرتے جارہے ہیں جن کو دوسری اقوام نے اپنالیا ہے اور اپنے آپ کو تہذیب وتمدن کے اعلیٰ معیار پر سمجھتی ہیں۔

سورہ النور میں حکم الٰہی ہے کہ اے اہل ایمان! کسی غیر گھر میں داخل نہ ہوا کرو جب تک گھر والوں سے اجازت نہ لے لو اور سلام نہ کرلو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ پھر اگر اس میں کسی کو نہ پاؤ تو اس میں نہ جاؤ۔ اگر اجازت نہ ملے اور لوٹ جانے کو کہا جائے تو لوٹ جایا کرو۔ اس میں تمہارے لئے پاکیزگی ہے۔ البتہ ان گھروں، مسجد، مدرسہ، دفتر وغیرہ میں جاسکتے ہو جہاں کوئی نہیں رہتا اور وہاں تمہاری کوئی چیز ہو۔ (29-28-27/24) ان ہدایات پر عمل کرنے سے کسی کے مہذب ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ جو ایسی شریفانہ تعلیم کو ترک کرتے ہیں وہ مہذب کہلانے کے حق دار نہیں۔ وہ شاید چور، ڈاکو، فسادی یا بلوائی کے زمرے میں آتے ہیں کیونکہ ایسے ہی لوگ بلا اجازت گھروں میں گھس جاتے ہیں۔ اللہ نے تین خاص اوقات میں گھر میں رہنے والے غلام اور لونڈی کو بھی بغیر اجازت اندر آنے سے منع کیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے کہ اے ایمان والو! تمہارے ہاتھ کے مال جو عقل کی حد کو نہیں پہنچے یعنی بالغ نہیں ہوئے تین اوقات میں تم سے اجازت لیکر آئیں۔ نماز فجر سے قبل جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو، دوپہر میں اور صلوٰۃ عشا کے بعد۔ یہ تین اوقات بدن کھلے رکھنے کے ہیں۔ ان اوقات کے بعد نہ تم اور نہ ان پر کوئی گناہ ہے۔ وہ تمہارے پاس بلا اجازت آتے جاتے ہی رہتے ہیں۔ (50/24)

پھر فرمایا کہ جب تم گھر میں داخل ہونے لگو تو اپنے لوگوں کو سلام کرلیا کرو جو دعا کے طور پر اللہ کی طرف سے مبارک اور طیب ہے۔ اللہ اسی طرح تمہارے لئے احکام بیان کرتا ہے۔ (61/24) آیت کے آخری حصے کو تین دفعہ دہرایا گیا ہے جیسے آیت نمبر 58 اور 59 میں بھی۔

Marfat.com

جس سے اسکی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ یہ ذہن نشین رہے کہ آپس کی ملاقات میں سلام کا تبادلہ اللہ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے جس میں برکت بھی ہے، دعا بھی ہے اور پاکیزگی بھی۔ اللہ کے اس طریقہ کو چھوڑ کر دوسرے طریقے آداب و نیاز وتسلیم کے اپنانا درست نہیں کیونکہ اس میں اللہ کی نافرمانی پائی جاتی ہے اور نافرمان کی جگہ نار جہنم ہے۔

یہ تو آنے پر ملنے کا طریقہ تھا۔ جانے یا رخصت ہونے کا بھی طریقہ بتا دیا کہ مجلس کے بعد ایسے ہی چلے نہیں جاتے جب تک اجازت نہ لے لیں۔ اجازت لینے والے ہی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ (62/24) ادب و آداب اور تعظیم وتکریم کے پیش نظر حکم دیا گیا کہ تم رسول ﷺ اللہ کو اس طرح نہ پکارا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی مصیبت نہ آ پڑے یا انہیں کوئی عذاب الیم نہ پہنچے۔ (63/24) (62/24)، (63/24)

اخلاق کا ایک پہلو مہمان نوازی بھی ہے۔ گھر میں آنے والے کو مسکراتے ہوئے خوش آمدید کہیے۔ آرام کی جگہ پر بٹھایئے۔ موسم کے مطابق یا حسب منشا مشروب پیش کیجئے۔ کھانے کا وقت ہو تو کھانا پیش کیجئے۔ قرآن کریم میں حضرت ابراہیمؑ کی مہمان نوازی کا یوں ذکر ہے کہ کیا تمہارے پاس ابراہیمؑ کے مکرم مہمانوں کی خبر پہنچی ہے۔ جب اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے (انسان کی شکل میں) بشارت دینے آئے تو انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو سلام کہا اور نبی مکرم نے بھی جواب میں سلام کہا۔ سوچا انجان لوگ ہیں۔ پھر مہمان نوازی کے لئے گھر والی کی طرف گئے اور بغیر دیر کئے ایک تلا ہوا موٹا بچھڑا لا کر ان کے سامنے رکھا۔ پھر دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں آتے تو کہا آپ کیوں نہیں کھاتے۔ ان کے ڈر سے گھبرائے۔ فرشتے بولے نہ ڈریں اور ایک علیم لڑکے کی بشارت دی اور کہا کہ ہم قوم لوط کی طرف بھیجے ہوئے ہیں۔
(28تا24/51-70-69/11)

سورہ الدھر میں نیک لوگوں کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ

مسکین، یتیم اور قیدی کو اللہ کی محبت کی بنا پر کھانا کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم صرف اللہ کے منہ کو یعنی اس کی خوشنودی کیلئے کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم تم سے نہ جزا اور نہ شکر گزاری چاہتے ہین۔ (9-8/76) سورۃ البلد میں فرمایا کہ تو کیا سمجھا کیا ہے وہ گھاٹی؟ گردن چھڑانا یا کھانا کھلانا بھوک کے دن قرابت والے یتیم کو یا مسکین کو جو فقر وفاقہ کا شکار ہے۔(12/90 تا 16)

یہاں تک کھانے کے آداب کا تعلق ہے حکم الٰہی ہے کہ تم اپنے گھروں یا اپنے عزیز و اقارب کے گھروں میں کھانا کھا سکتے ہو بشرطیکہ گھر کے مالک کی طرف سے اجازت ہو یا دعوت پر بلائے گئے ہو کھانا آپس میں مل کر کھا سکتے ہو یا الگ الگ۔(61/24) اس آیت سے اکیلے کھانا کھانے کا جواز بھی نکل آیا ہے۔ بعض لوگوں کا وہم ہے کہ اکیلے کھانا کھانے والے کے ساتھ شیطان بھی شامل ہو جاتا ہے جو سراسر غلط ہے۔ البتہ مل کر کھانا باعث برکت ہے۔ کھانے کے آداب میں یہ بھی ہے کہ جب بلایا جائے تب جاؤ۔ وقت سے پہلے مت جاؤ کہ کھانے کا انتظار کرتے رہو۔ باتوں میں دل نہ لگائے بیٹھے رہا کرو۔ یہ بات نبی کریم ﷺ کو ناگوار گزرتی ہے۔ وہ تو تم سے شرماتے ہین لیکن اللہ حق بات سے نہیں شرماتا۔(53/33)

آداب مجلس کے بارے میں حکم الٰہی ہے کہ اے ایمان والو! جب تمہیں کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو تو کھل جاؤ۔ اللہ تمہیں کشادگی دیگا جب تمہیں اٹھ کھڑے ہونے کو کہا جائے تو اُٹھ کھڑے ہوا کرو۔ اللہ ان کے درجے بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان اور علم رکھتے ہیں۔ (11/58) یہاں تعلیم اس بات کی دی جا رہی ہے کہ بعد میں آنے والوں کیلئے جگہ بنائی جائے۔ تھوڑا تھوڑا سرکنے سے جگہ نکل آتی ہے۔ اس میں بُرا ماننے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی تنگی محسوس کرنے کی۔ اللہ تنگی دور کرنے اور کشادگی عطا کرنے والا ہے۔ ہمیں کھلے دل کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

المجادلہ

18۔ سرگوشی

عربی لفظ نجویٰ کے معنی ہیں سرگوشی، کانا پھوسی یا راز کی بات۔ سرگوشی مجلسی اخلاق و آداب کے منافی ہے۔ جب بھی کوئی تین آدمی بیٹھے ہوں اگر دو آپس میں سرگوشی کریں تو تیسرے کو یہ حرکت ناگوار گزرتی ہے اور فکرمند ہو جاتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ شاید میرے خلاف کوئی منصوبہ بنایا جارہا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے اہل ایمان! جب تم کان میں بات کرو تو گناہ، ظلم وزیادتی اور رسول کی نافرمانی کی بات نہ کرو اور نیکی اور تقویٰ کی بات کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تمہیں جمع ہونا ہے۔ بے شک کانا پھوسی شیطان کا کام ہے تاکہ ایمان والوں کو دل گیر کرے۔ وہ ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا بغیر اللہ کے حکم کے۔ مومنوں کو اللہ پر ہی توکل کرنا چاہئے۔ (10-9/58) یہ بھی فرمایا کہ جن لوگوں کو کانا پھوسی سے روکا گیا تھا پھر بھی وہ وہی کرتے ہیں جس سے روکا گیا تھا اور کان میں باتیں کرتے ہیں گناہ کی، زیادتی کی اور رسولوں کی نافرمانی کی۔ (8/58) ان آیات کا حاصل یہی ہے کہ کانا پھوسی سے گریز کیا جائے کیونکہ یہ شیطانی کام ہے اور شیطان کے نقش قدم پر نہیں چلنا چاہئے۔ وہ انسان کا ازلی دشمن ہے۔ اس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ اللہ کے حکم کے بغیر شیطان بندے کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ سب نفع نقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ مومن کو اللہ پر ہی توکل کرنا چاہئے۔ وہی بہترین کارساز اور مددگار ہے۔

Marfat.com

19۔ عفوودرگذر

عفوودرگذراہم معاشرتی اقدار ہیں۔عفو کے معنی ہیں معاف کردینا یا بخش دینا، درگذر کرنا،ضرورت سے زائد مال یا آسان وسہل چیز۔العفو کے معنی ہیں بہت بڑا معاف کرنے والا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔معاف کردینا اور درگذر کرنا بہت اچھی خصلت ہے۔اگر لوگ اسے اپنالیں تو دنیا سے لڑائی جھگڑے اور فتنہ وفساد ختم ہوجائیں۔معاشرے کی بہتری اور باہمی تعلقات کی خوشگواری کیلئے عفو کی صفت کو اپنانا بہت ضروری ہے۔رب غفور رحیم نے عفو کو اختیار کرنے کی ترغیب بھی دی ہے۔کہ اگر تم میرے بندوں کو معاف کروگے تو میں تمہارے گناہ معاف کردوں گا۔ہمارے رسول ﷺ کریم کا اسوہ حسنہ بھی یہی رہا ہے۔انہوں نے اپنے جانی دشمنوں کو معاف کیا۔ایذائیں دینے والوں سے درگذر فرمائی۔ان کی بیمار پرسی کی اور ان کی ہدایت کے لئے دعائیں فرمائیں۔لہٰذا ہم سب کو چاہئے کہ اپنے ذاتی اور معاشرتی معاملات میں صبر وتحمل اور عفوودرگذر کی عادت اپنائیں۔تاکہ معاشرے سے ظلم وزیادتی کا خاتمہ ہوسکے اور بدلے کی نوبت ہی نہ آئے۔احسان کا بدلہ تو احسان ہے لیکن برائی کا بدلہ بھی عفوواحسان اور درگذر سے لیجئے۔یہی بہتر ہے اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی۔کیسا اچھا اصول اور دستور حیات ہے۔کاش اسے ہم سب اپنالیں اور زندگی کو خوشگوار بنائیں۔

سورہ النور میں ارشاد الٰہی ہے کہ وہ لوگ جو اللہ کے فضل وکرم سے غنی اور کشائش والے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اقربیٰ، مساکین اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کی خطائیں معاف کردیں اور درگذر کریں۔کیا وہ نہیں چاہتے کہ اللہ انہیں معاف کردے (22/24) اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بہت اہم سوال ہے۔جس کا جواب ہاں میں ہی ہوسکتا ہے۔ہر کوئی یہی چاہے گا کہ اللہ اس کے گناہ، خطائیں اور تقصیریں معاف کردے۔اسی ترغیب کے تحت بندے کو چاہئے کہ وہ دوسروں کو معاف کردے اور خود غفور ورحیم کی معافی کا مستحق بن جائے۔

سورہ الفرقان میں رحمٰن کے بندوں کی صفت عفویوں بیان کی گئی ہے جب ان سے

Marfat.com

جاہل بات کرنے لگیں تو کہیں سلام۔ یعنی کم عقل اور بے ادب لوگوں سے الجھتے نہیں۔ نرم بات یا صاحب سلام کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ (64/25)

سورہ التغابن میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اہل ایمان! تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو اور اگر معاف کردو اور درگذر کرو اور بخش دو تو اللہ غفور ورحیم ہے۔ (14/64) اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کی بخشش ورحمت کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس سے بڑی ترغیب اور کیا ہو سکتی ہے۔

سورہ آل عمران میں احکم الحاکمین اپنے رسول ﷺ اعظم و آخر کو حکم دے رہا ہے کہ آپ ﷺ ان کو (جنگ احد کے خطا کار مومنین) معاف کر دیں، ان کیلئے بخشش مانگیں اور اپنے امور میں ان سے مشورے لیں۔ (159/3) حالانکہ یہ بہت بڑی ہمت کے کام تھے۔ کیونکہ مسلمانوں کے ایک گروہ کی نافرمانی کی وجہ سے مومنین کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ 75 مومنین شہید ہوئے۔ رسول ﷺ اکرم کے رخسار اور دندان مبارک زخمی ہوئے۔ اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔ دشمن نے آپ ﷺ کی شہادت کی افواہ بھی اڑا دی۔ ان حالات میں نافرمانوں کو معاف کر دینا، ان کے لئے بخشش مانگنا اور اپنے امور میں مشورہ لینا دنیا کی جنگی تاریخ میں عفوودرگذر کی اعلیٰ ترین اور بے مثل مثال ہے۔ حالانکہ جنگ میں ایسے مجرموں کا کورٹ مارشل ہو جاتا ہے۔

اسی طرح سورہ المائدہ میں بنی اسرائیل کی عہد شکنی کی وجہ سے حق تعالیٰ نے ان پر لعنت کی اور دلوں کو سخت کر دیا۔ ان میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے۔ رحمان ورحیم اپنے ہادی ﷺ اعظم کو فرمان جاری کر رہا ہے کہ آپ ﷺ ان کو معاف کریں اور ان سے درگذر کریں۔ اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (13/5) سورۃ الاعراف میں بھی یہی تعلیم دی گی ہے کہ مشرک جاہلوں سے الجھنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے عفو کی خصلت اپنائی جائے۔ معروف کا حکم دیا جائے اور جاہلوں سے اعراض کیا جائے (199/7) اسی طرح ظالم اور سرکش لوگوں کیلئے عذاب الیم تو ہے ہی لیکن بدلہ لینے کی بجائے صبر اور غفر یعنی معافی اور بخشش سے کام لیا جائے تو بہتر اور

Marfat.com

افضل ہے۔ گو یہ بڑے حوصلے اور ہمت کا کام ہے۔(43/42)

کسی خطا کار اور گنہگار سے برتاؤ کے دو ہی طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ عدل و انصاف کا ہے جیسا کرے ویسا بھرے یعنی بدلہ لیا جائے۔ دوسرا طریقہ رحم ورعایت اور عفوودرگزر کا ہے۔ جو اولیٰ اور افضل ہے۔ فرمان الٰہی ہے کہ جو کوئی اپنے ساتھ ظلم ہونے کے بعد بدلہ لے تو ان پر کوئی الزام نہیں۔ الزام تو ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔(42-41/42) برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ پھر جو کوئی معاف کر دے اور صلح کرے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔(40/42)

اسلام میں ظلم وزیادتی کا بدلہ لینے کی اجازت ہے لیکن اسی قدر جتنا ظلم ہوا ہو اگر معاف کر دیا جائے تو اللہ کے ہاں اس کا اجر بے حساب ہے۔ اللہ سے اجر لینا ہی بہتر ہے البتہ ظلم وزیادتی کی سزا نار جہنم ہے۔(30/4) اللہ تعالیٰ جو سب سے بڑا معاف کرنے والا ہے۔ سورۃ النسا میں فرماتا ہے کہ اگر تم کبیرہ گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا گیا ہے بچتے رہو گے تو ہم تم سے تمہاری چھوٹی برائیاں دور کر دیں گے اور تمہیں مکرم مقام میں داخل کر دیں گے۔(31/4) سورۃ الشوریٰ میں ارشاد الٰہی ہے کہ جو لوگ کبیرہ گناہوں اور فحاشی سے اجتناب کرتے ہیں اور جب غضب ناک ہوں تو وہ معاف کر دیتے ہیں۔(37/42) سورۃ النحل میں ہے کہ اگر تم بدلہ لینا چاہو تو انہیں ویسا ہی دکھ پہنچاؤ جیسا کہ انہوں نے تمہیں دکھ دیا ہے۔ اور اگر تم صبر کرو تو صابرین کے حق میں بہت بہتر ہے۔(126/16) انتقام لینے کی اجازت کے ساتھ عفوودرگزر اور صبر وتحمل کی تلقین کر دی جو بدلہ لینے سے کہیں افضل و اعلیٰ ہے کیونکہ معاف کر دینے کی صورت میں بہترین اجر حق تعالیٰ سے ملے گا۔

20۔ فخر وتکبر وجبر

عجز وانکساری، خاکساری، عاجزی اور فروتنی اخلاق وکردار کی مثبت قدریں ہیں۔اس کے برعکس فخر وتکبر وجبر پر اترانا بداخلاقی ہے۔قرآن کریم میں استکبار،فخور،فرح،مرح،مختال، متکبراور مستکبر کے الفاظ کا ذکر ملتا ہے۔لیکن عجز وانکساری کا نہیں۔

سورہ الفرقان میں اللہ جلّہ جلال، نے رحمٰن کے مخلص بندوں کی مختلف صفات کا ذکر کرتے ہوئے پہلی صفت یہ فرمائی ہے کہ رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔(63/25) یعنی ان کی چال ڈھال سے تواضع، متانت، عاجزی اور فروتنی ٹپکتی ہے۔ متکبروں کی طرح زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے۔سورہ بنی اسرائیل میں بھی ایسا ہی فرمان ہے کہ زمین پر اتراتا ہوا نہ چل۔تو زمین کو نہ پھاڑ ڈالے گا اور نہ ہی لمبا ہو کر پہاڑوں تک پہنچے گا (37/17) انسان کو اپنی اوقات وبساط کے اندر رہنا چاہیے زمین پر اکڑ کر چلنے سے کچھ حاصل نہیں۔گھمنڈ غرور اور شیخی سے نہ تو زمین پھٹ سکتی ہے اور نہ انسان لمبا ہو سکتا ہے کہ پہاڑ کی چوٹی کو چھو لے۔حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اپنے رخسار لوگوں سے مت پھیر اور زمین پر اکڑ کر مت چل۔بے شک اللہ کسی تکبر کرنے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔(31/18-19) لوگوں سے منہ موڑنا بداخلاقی ہے۔اس سے بے پروائی بیزاری اور بے مروتی کا اظہار ہوتا ہے۔لوگوں سے ربط اور میل جول رکھنا ضروری ہے۔روگردانی اختیار نہ کی جائے۔

القرآن الحکیم کی دیگر آیات میں ہے کہ بے شک اللہ تکبر کرنے والے اور ناز و فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔(36/4) نہ ہی وہ کسی اترانے والے شیخی خور کو چاہتا ہے۔(10/11) وہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔(23/16)

سورہ النساء میں ہے کہ جس کسی کو اللہ کی عبادت سے عار آئے اور تکبر کرے تو وہ ان سب کو جمع کرے گا جنہوں نے عار کی اور تکبر کیا۔انہیں عذاب الیم ہوگا۔(172/4-173) اللہ

کی عبادت خلوص کا تقاضا کرتی ہے۔ اس سے ناک بھوں چڑھانا یا کسی قسم کی نفرت، حقارت، بیزاری یا ناپسندیدگی کا اظہار کرنا عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ سورہ الاعراف میں فرمایا کہ جو لوگ آپ کے رب کے نزدیک ہیں اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے۔ وہ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔ (206/7) جو لوگ اپنی عبادت، تسبیح اور سجود کی وجہ سے اللہ کے قریب ہو گئے ہیں تو انہیں اس پر تکبر نہیں کرنا چاہیے بلکہ شکر کرنا چاہیے۔

سورہ الانبیا میں بھی اسی طرح کی آیت ہے کہ جو اس کے نزدیک ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ ہی سستی کرتے ہیں۔ رات دن تسبیح کرتے نہیں تھکتے۔ (20-19/21) ان مقربین میں انبیا، شہداء صالحین اور اولیاء شامل ہیں۔ سورہ السجدہ میں ارشاد ربانی ہے کہ ہماری آیات کو وہی لوگ مانتے ہین کہ جب ان سے ان کا ذکر کیا جائے تو گر پڑیں سجدہ کرتے ہوئے اور اپنے رب کی حمد سے تسبیح کریں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ (15/32) سورہ النحل میں فرمایا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے جانداروں اور ملائکہ میں سے اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ (49/16) اللہ کے قرب کا راز اسی میں ہے کہ اس کے آگے رکوع و سجود سے نہ تھکے اور نہ شیخی مارے، نہ غرور اور نہ گھمنڈ کرے بلکہ اللہ سے ڈرتا رہے۔ اور عجز و انکساری سے بلندی درجات کیلئے مزید عبادت میں لگا رہے۔ کیونکہ جو لوگ اللہ کے قریب ہوتے ہیں وہی تو بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں۔ مغرور لوگوں کو اللہ کے آگے سر جھکانا مشکل یا ناگوار لگتا ہے۔ حالانکہ بندے کی معراج اس کی بندگی مین ہے۔ فرمان الٰہی ہے کہ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں۔ وہ عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہونگے۔ (60/40) اللہ ہر متکبر اور جابر کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔ (35/40) جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اس مین سدا رہنے کو۔ کیا بُرا ٹھکانا ہے متکبرین کا۔ (76/40-72/39) کیا جہنم متکبرین کا ٹھکانہ نہیں؟ (60/39) نامراد ہوا ہر ایک ضدی جابر۔ (15/14) ملک میں تکبر کرتے پھرنا اور برائی کی تدبیر کرنا۔ برائی کی تدبیر کرنے والوں پر ہی الٹی پڑتی ہے۔ (43/35) رسول کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

آپ ﷺ ان پر جابر نہیں۔ آپ ﷺ قرآن سے سمجھائیں اسے جو میری وعید (دھمکی) سے ڈرے۔ (45/50) حضرت یحییٰ کے بارے میں فرمایا کہ وہ والدین سے نیکی کرنے والا تھا' خود سر جابر نہ تھا۔ (14/19) حضرت عیسیٰ والدہ سے نیکی کرنے والا تھا۔ اسے بدبخت جابر نہ بنایا۔ (32/19)

بعض لوگ اپنی دولت، عزت اور شہرت سے بڑا اتراتے اور فخر و گھمنڈ کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کی شکر گزاری کرنی چاہئے۔ کیونکہ ان چیزوں کا دینے والا وہی ہے۔ شکر گزاری سے انعامات الٰہی میں اور اضافہ ہوتا ہے۔ اسی میں بندے کا فائدہ ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے دولت، درجہ اور وقار اپنی فہم و فراست اور قوت بازو سے حاصل کیا ہے وہ سخت گمراہی میں ہیں۔ قارون کو اس کی قوم نے کہا کہ (اپنی دولت پر) مت اترا۔ اللہ کو اترانے والے پسند نہیں۔ (76/28) مزید فرمایا کہ شیخی نہ کیا کرو اس پر جو اس نے تمہیں دیا ہے۔ اللہ کو اترانے والے فخر کرنے والے پسند نہیں۔ (23/57) دنیا کی مثال دیتے ہوئے رب العالمین کا فرمان ہے کہ جانتے رہو کہ حیات الدنیا لعب ولہو (کھیل تماشہ) اور زینت (بناؤ سنگار) اور آپس میں فخر کرنا اور مال و اولاد کی کثرت و فراوانی چاہنا ہے۔ یہ سب ٹھاٹھ باٹھ عارضی اور ختم ہونے والے ہیں۔ جیسے بارش سے خوش کن سبزہ و گل زمین سے نکل کر چند روز بہار دے کر اور پک کر زرد اور روندا ہوا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آخرت میں شدید عذاب ہے۔ حیات الدنیا تو صرف دغا و فریب کی متاع ہے۔ (20/57)

Marfat.com

21۔ غیبت، ظن و تہمت

کسی بندے کی پیٹھ پیچھے یا غیر موجودگی میں اس کی ایسی برائی کرنا جو اس میں واقعی موجود ہو چغل خوری یا غیبت کہلاتا ہے۔ اگر برائی موجود ہی نہ ہو تو اسے تہمت کہتے ہیں یا بہتان یا بدگمانی یا بدظنی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے بھائی کی وہ برائی بیان کرو جو اس میں ہے تو تم نے اس کی غیبت کی۔ اگر اس کی طرف وہ برائی منسوب کرو جو اس میں نہیں تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔ غیبت ایک عام برائی ہے۔ عورتوں میں اس کی کثرت ہے۔ جہاں چند اشخاص مل بیٹھتے ہیں دوسروں کی عیب جوئی اور برائی شروع کر دیتے ہیں جو گناہ ہے۔

ظن کے معنی ہیں گمان، اٹکل، شک شبہ، وہم، خیال، قیافہ، قیاس، تہمت، بہتان، بدظنی یا بدگمانی۔ اکثر لوگ ظن کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ حقیقت تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ لہذا نقصان اٹھاتے ہیں۔ ظاہر ہے جس منصوبے کی بنیاد حقائق پر نہ ہوگی، محض اٹکل پچو، قیاس و قیافہ اور تیر تکے پر ہو وہ کیسے کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ لوگوں کے بارے میں آرا اگر محض خواب و خیال پر قائم کی جائیں وہ یقیناً خفت و شرمندگی کا باعث بنیں گی۔ اور ساری منصوبہ بندی ناکام ہوگی۔ آپس میں شکر رنجی اور دشمنی جنم لے گی۔ معاشرتی تعلقات میں بگاڑ اور تناؤ پیدا ہوگا۔ عقل مندی اور سمجھ داری اسی میں ہے کہ ظن کا اتباع نہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان میں (مشرکین و منکرین) سے اکثر صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں۔ بے شک ظن حق کے مقابلے میں کچھ بھی کام نہیں آتا۔ (28/53-36/10) قرآن کریم میں ظن کا استعمال اکثر حق کے مقابلے میں ہوا ہے۔ کہیں غالب گمان اور یقین کیلئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔ کہیں ظن کا استعمال تہمت کیلئے ہوا ہے۔ تہمت لگانا گناہ ہے۔ جو کوئی خطا یا گناہ کرے پھر کسی بے گناہ پر اس کی تہمت لگائے تو اس نے بہتان اور صریح گناہ اپنے سر دھرا۔ (112/4) اپنا گناہ کسی بے گناہ کے سر تھوپ دینا بہت بڑی زیادتی ہے اس کی سزا بھی کڑی ہے۔

Marfat.com

نیک اور پارسا عورتوں پر تہمت لگانے والے اگر چار گواہ نہ لاسکیں تو انہیں اسّی درے ماریں اور اس کی گواہی کبھی قبول نہ کریں۔ (4/24) ایسے لوگوں پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور یوم قیامت ان کی زبان، ہاتھ اور پاؤں قاذف کے خلاف شہادت دیں گے۔ (24-23/24)۔

سورہ الحجرات میں فرمان الٰہی ہے کہ ظن (وہم وگمان اور شک وشبہ) کی کثرت سے بچتے رہو۔ بے شک بعض ظن گناہ ہیں۔ نہ کسی کی جاسوسی کرو نہ تجسس اور نہ ٹوہ میں رہو۔ نہ کسی کی چغل خوری یا غیبت کرو۔ کیا تم میں کسی کو بھلا لگتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ اس سے تمہیں کراہت آتی ہے۔ (12/49) کسی کی ٹوہ میں رہنا اور بھید ٹٹولنا گناہ ہے۔ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ غیبت کتنی مکروہ، گھناؤنی اور کس قدر قابل نفرت اور مذمت عادت ہے۔ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چہ جائیکہ اچھا لگے۔ اس مکروہ خصلت سے چھٹکارا پانے کیلئے سب سے پہلے یہ ذہن نشین ہونا چاہئے کہ غیبت بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ کے خوف کو دل میں بسایا جائے۔ خشیت الٰہی گناہوں سے بچنے کا بہترین ہتھیار ہے۔ اگر کسی شخص کا تذکرہ کرنا ہی ہے تو اس کا ذکر خیر کریں۔ اچھائی بیان کریں اور اس کی برائی بیان نہ کی جائے۔ شخصیات کے علاوہ اور بھی بہت سے موضوعات ہیں جن پر گفتگو ہوسکتی ہے۔ کسی دینی موضوع پر بات کریں۔ اللہ کے احکام کی بات کریں۔ سیرت نبی کی بات کریں۔ کوئی حدیث بیان کریں۔ علم وحکمت کی باتیں کریں۔ حالات حاضرہ پر بحث کریں۔ حکومت کو بہتر بنانے کی بات کریں۔ موسم کا ذکر کریں۔ معاشرت، معیشت اور سیاست پر بحث کریں۔ غرض حسن ظن اختیار کیا جائے۔ غائبت گھن والی غیبت سے بچا جائے۔ کسی کے بارے میں بدظن یا بدگمان ہونے کی ضرورت نہیں۔ لوگوں کے راز، خامیاں، کمزوریاں اور برائیاں تلاش نہ کریں۔ تہمت، بہتان اور الزام تراشی سے گریز کیا جائے۔ دوسروں کے گھروں میں تانک جھانک نہ کریں۔ کسی کی نجی گفتگو نہ سنیں۔ کسی کا خط نہ کھولیں۔ کسی کے گھریلو حالات جاننے کی کوشش نہ کریں۔ ایسا کچھ نہ کیا جائے جس کی غرض بہتان، تہمت یا الزام لگانا ہو۔

Marfat.com

غیبت کا جواز دینی، ملکی، قومی اور اجتماعی مفاد میں ہو سکتا ہے۔ ان معاملات میں بھی اچھے اور بُرے دونوں پہلوؤں کا جائزہ ضروری ہے۔ جو کوئی کھلم کھلا برائی کا ارتکاب کرتا رہتا ہے اس کے شر سے دوسروں کو بچانے کیلئے اس کی برائی بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ سچی گواہی دینا ضروری ہے۔ کسی کی ٹو میں رہنا یا بھید ٹٹولنا بھی گناہ ہے۔ لیکن آج کل کے حالات میں خبر رساں اور جاسوسی کے اداروں کی اشد ضرورت ہے۔ ترقی یافتہ ممالک تو خلائی راکٹوں سے جاسوسی کا کام لیتے ہیں۔ ثبوت کے لیئے اتنی دور سے تصویریں بھی اتار لیتے ہیں۔

مظلوم کو حصول انصاف کیلئے ظالم کے ظلم و زیادتی اپنے وکیل یا عدالت کے جج کے روبرو بیان کرنے کی اجازت ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر اس کے ظلم سے چھٹکارہ ممکن نہیں اور نہ ہی ظالم کو مزید زیادتی کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ دوسرے لوگوں کو ظالم کے جبر و استبداء سے بچانے کیلئے بھی شکایت متعلقہ حکام سے کی جا سکتی ہے کیونکہ اس میں لوگوں کا مفاد مضمر ہے۔ برائی کو ختم کرنے کیلئے بھی لوگوں کو آگاہ کرنے، مزید پھیلنے اور سد باب کرنے کیلئے ظلم و زیادتی کا بیان ضروری ہے ورنہ تو سرکش باغی، فسادی، عادی مجرم، دہشت گرد، چور، ڈاکو، مکار، عیار، دغا باز، چغل خور، عیب جو، چالباز، فریبی، لگائی بجھائی کرنے والے اور کیڑے نکالنے والے معاشرے کا امن و سکون برباد کر دیں اور زندگی دو بھر ہو جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ طعنہ دینے والوں اور بہت عیب نکالنے والوں کیلئے خرابی ہے۔ (1/104) یاد رہے کہ جو لوگ بُرے مکر و فریب کرتے ہیں ان کیلئے سخت عذاب ہے اور ان کا مکر نابود ہوگا۔ بُری چال کا وبال اس کے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے۔ (42-10/35)

تہمت سے متعلق قرآنی آیات درج ذیل ہیں:-

112/4۔ اور جو کوئی خطا یا گناہ کرے پھر اس کی تہمت کسی بے گناہ پر لگا دے تو اس نے بہتان اور صریح گناہ اپنے سر لے لیا۔

4/24۔ اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں۔ پھر چار مرد گواہ نہ لا سکیں تو انہیں اسّی

Marfat.com

درے مارو۔اوران کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔یہی لوگ تو فاسق ہیں۔

5/24۔مگر جنہوں نے ان کے بعد توبہ کرلی اور اصلاح کرلی تو اللہ غفور رحیم ہے۔

6/24۔اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اوراُن کے پاس اپنی ذات (نفس) کے سوا کوئی اور گواہ نہ ہو۔تو ایسے شخص کی گواہی کی صورت یہ ہے کہ وہ چار باراللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ میں سچا ہوں۔

7/24۔اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پراللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں۔

8/24۔اورعورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار باراللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ بے شک مرد جھوٹا ہے۔

9/24۔اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پراللہ کا غضب ہو اگر مرد سچا ہے۔

23/24۔یقیناً جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاک دامن' بے خبر ایمان والیوں پر۔ان پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اوراُن کے لئے عذاب عظیم ہے۔

223-222-221/26۔میں تمہیں بتلاتا ہوں کس پر شیطان اترتے ہیں۔وہ ہر گنہگار بہتان تراش پر اترتے ہیں۔سنی سنائی بات لا ڈالتے ہیں۔اوران میں اکثر جھوٹے ہیں۔

7/45۔ہر گنہگار بہتان تراش کی خرابی ہے۔
لسنز [handwritten: illegible]

Marfat.com

22۔ استہزاو تمسخر

کسی کی خامی یا کمی کا مذاق اڑانا بہت بُری بات ہے۔ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی خوبی یا خرابی ضرور ہوتی ہے۔ اس لئے کسی کی ہنسی اڑانا کسی کو زیب نہیں دیتا۔ کیونکہ کوئی انسان ہر لحاظ سے مکمل نہیں اور نہ ہی کمزوری سے مبرا ہے۔ اللہ کے ہاں رنگ، نسل، حسب نسب، امیری، غریبی، ذات برادری، مرتبہ اور اولاد کی بنیاد پر کسی کو برتری حاصل نہیں۔ برتری صرف تقویٰ کی بنا پر ہے یا خوش خلقی کی وجہ سے کیونکہ اچھا انسان وہی ہے جو اخلاق میں اچھا ہے۔

سورہ الحجرات میں ارشاد ربانی ہے کہ اے اہل ایمان! کوئی قوم' گروہ یا جماعت مذاق نہ اڑائے کسی دوسری قوم، گروہ یا جماعت کا، شاید وہ اس سے بہتر ہو اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا، شاید وہ ان سے بہتر ہوں۔ الزام نہ لگاؤ ایک دوسرے کو اور (بُرے) القاب سے نہ پکارو۔ ایمان کے بعد بُرے نام سے پکارنا برائی ہے۔ جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ظالم ہے۔ (11/49) اللہ پاک نے دوسروں کا ہنسی مذاق نہ اڑانے کا کیسا اچھا طریقہ بتلا دیا۔ ہمیں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ جس کا ہنسی مذاق اڑایا جا رہا ہے وہ شاید ہم سے اللہ کے نزدیک بہتر ہو جس کا ہمیں علم نہیں۔ ویسے بھی دل آزاری بڑی بات ہے۔ کسی کا دل نہ دکھانا چاہئے۔ دوسرے اس اصول کو مدنظر رکھا جائے کہ دوسروں کے ساتھ وہی کیا جائے جو ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہو۔ کوئی نہیں چاہتا کہ اس کی ہنسی اڑائی جائے۔ لہٰذا کسی دوسروں کو رسوا یا ذلیل کرنے کیلئے مذاق کرنے کا حق نہیں۔ دوسروں کی آنکھ کا تنکا دیکھنے والے کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ کسی پر ہنسنا بداخلاقی ہے۔ کسی کے ساتھ ہنسنا خوش رہنے کے لئے ضروری ہے بشرطیکہ کسی کی ذات کا کوئی بُرا پہلو نہ نکلتا ہو۔

بعض آدمی دوسروں کو ان کی خصلت یا عادت کی بنا پر بُرے نام یا القاب سے پکارتے ہیں۔ جو کہ گناہ ہے مثلاً جو کوئی بخیل یا سود خور ہو اُسے یہودی کہنا یا شراب پینے والے کو شرابی، جوا کھیلنے والے کو جواری۔ کسی مومن کو ایسا کہنا مومن کو زیب نہیں دیتا۔ کیونکہ تمام مومنین آپس میں

Marfat.com

بھائی بھائی ہیں۔ اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے تاکہ ہم پر رحم ہو۔ (10/49) ہم سب اللہ سے رحم کے طلبگار ہیں۔ لہٰذا ہمیں اللہ سے ڈرتے ہوئے اس کی نافرمانی سے بچنا چاہیے اور اس کے احکام کی پیروی میں لگے رہنا چاہیے۔ اگر نادانستہ طور پر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کرنی چاہیے اور گناہ چھوڑ دینا چاہیے۔ گناہ پر اصرار کرنا دلیری کی علامت نہیں بلکہ اپنے ساتھ ظلم و زیادتی کرنے کے مترادف ہے۔

سواہ التوبہ میں منافقین کے طعن و تشنیع اور تمسخر کو ظاہر کیا ہے۔ جو مومنین اللہ کے دیئے ہوئے میں سے دل کھول کر صدقہ و خیرات کرتے تھے ان کے بارے میں کہتے کہ یہ دکھلاوے اور نام و نمود کیلئے اتنا زیادہ دیتے ہیں۔ جو غریب محنت و مشقت کی کمائی سے تھوڑا بہت خیرات کرتے تو ان کا مذاق اڑاتے کہ یہ لہو لگا کر شہیدوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے اور ان کے لئے عذاب الیم ہے۔ (79/9) اصل میں بعض لوگ خواہ مخواہ کی نکتہ چینی کرتے ہیں۔ ان کا کام ہی ہر چیز میں عیب یا کیڑے نکالنا ہوتا ہے۔ ان کی سوچ کا محور ہی منفی ہوتا ہے۔ انہیں اچھا کام بھی برا نظر آتا ہے۔ ہر دور میں ایسے منکر لوگ رہتے ہیں جنہوں نے رسولوں کو بھی نہیں بخشا۔ انہوں نے ان کا بھی مذاق اڑایا اور عذاب کے مستحق بن گئے۔ (10/6)

Marfat.com

حصہ پنجم

معاشیات

Marfat.com

معاشیات

معاشیات کا تعلق معاش یا معیشت بہ معنی روزی سے ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ خالق کائنات ہونے کے ناطے روزی رساں بھی ہے وہ بہترین رازق ہے۔وہ رب العالمین ہے۔وہ رب السمٰوٰت والارض ہے۔وہ کل عالم کا پالنے والا اور پروردگار اور واحد حاجت روا ہے۔

معاش یا معیشت کے الفاظ قرآن حکیم میں صرف پانچ آیات میں آئے ہیں جو درج ذیل ہیں:۔

10/9۔یقیناً ہم نے تمہیں زمین میں جگہ دی اور اس میں تمہارے لئے معاش رکھ دی۔تم بہت کم شکر ہوتے ہو۔

20/15۔اور اس میں تمہارے لئے معاش رکھ دی اور ان کے لئے بھی جن کے تم رازق نہیں ہو۔

21/15۔ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں۔ہم انہیں معین مقدار میں نازل کرتے ہیں۔

124/20۔پھر جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو اس کیلئے تنگی کی معیشت ہے اور یوم قیامت اسے اندھا لائینگے۔

58/28۔ہم نے کئی بستیاں ہلاک کر دیں۔جنہوں نے اپنی معیشت پر گھمنڈ کیا۔یہ ان کے مسکن ہیں جو بعد میں آباد نہیں ہوئے مگر تھوڑے سے اور ہم ہی وارث ہیں۔

32/43۔کیا وہ تیرے رب کی رحمت کو بانٹتے ہیں۔ہم نے دنیا کی زندگانی میں ان میں ان کی معیشت بانٹ دی ہے۔اور بعض کے بعض پر درجے بلند کر دیئے کہ ایک دوسرے کو خدمت گار ٹھہراتے ہیں۔اور تیرے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

رازق کا لفظ بھی قرآن پاک میں سات آیات میں آیا ہے۔جو درج ذیل ہیں۔

114/5۔۔۔اور ہمیں رزق دے تو ہی سب سے بہتر رازق ہے۔

20/15۔یہی آیت اوپر دیکھیں۔

58/22۔جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر وہ مارے گئے یا مر گئے تو اللہ انہیں ضرور

Marfat.com

رزق دے گا، رزق حسنہ۔ بے شک اللہ ہی سب سے بہتر رازق ہے۔

72/23۔ کیا تو ان سے خراج مانگتا ہے۔ سو تیرے رب کا خراج بہتر ہے۔ اور وہی سب سے بہتر رازق ہے۔

39/34۔ آپ ﷺ کہہ دیں میرا رب اپنے بندوں میں رزق کشادہ کرتا ہے۔ جس کا چاہے اور تنگ کرتا ہے اور جسکا چاہے۔ جو شے بھی تم خرچ کرتے ہو وہ اس کا عوض دیتا ہے۔ وہی سب سے بہتر رازق ہے (12/42-52/39-39-36/34-37/30-62/29)

11/62۔۔۔۔ آپ ﷺ کہہ دیں جو اللہ کے پاس ہے وہ کھیل تماشہ اور تجارت سے بہتر ہے۔ اللہ ہی سب سے بہتر رازق ہے۔

58/51۔ بے شک اللہ ہی خوب رازق ہے قوت والا مضبوط۔

مندرجہ بالا بارہ آیات کے علاوہ رزق کا ذکر 98 آیات میں آیا ہے۔ جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

رب العالمین نے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا، پانی برسایا اور ہماری روزی کے لئے اناج، سبزہ اور ثمرات اُگائے۔ (22/2) زمین کو معاش کا ذریعہ بنایا۔ (10/9) ہر جاندار کے رزق کا ذمہ لیا۔ (6/11) معیشت کو بندوں میں بانٹ دیا۔ بعض کے بعض پر درجے بلند کئے اور بعض کو دوسروں کا خدمت گار بنا دیا۔ (32/43) دنیا کی زندگی باہمی دارومدار پر موقوف کردی تاکہ کوئی دوسرے سے بے نیاز نہ ہو جائے۔ اور بندے مل جل کر زندگی بسر کریں۔ حلال اور پاکیزہ رزق کھانے کو دیا تاکہ ہم شکر کریں۔ (26/8-88/5-172/2) اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ (37-27/3-212/2) جس کا چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہے تنگ کرتا ہے۔ (39/34-30/17-26/13) رزق کی کشادگی او رتنگی بندے کی محنت پر موقوف نہیں بلکہ حق تعالیٰ کی مشیت پر منحصر ہے۔ محنت بہر حال لازمی ہے۔ رزق میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔ (71/16) اللہ تعالیٰ بندے کو رزق دیتا ہے جہاں سے

57680

Marfat.com

اسے خیال بھی نہ ہو۔(3/65) اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر رازق ہے۔(11/62) جو بستیاں اپنی معیشت پر گھمنڈ کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کر دیتا ہے۔ جن کے کھنڈر بنے ہوئے مسکن باعث عبرت ہیں۔(58/28) ارشاد الٰہی ہے کہ جس نے ہماری یاد سے منہ پھیرا تو اس کیلئے تنگی کی معیشت ہے اور یوم قیامت اسے اندھا لایا جائے گا۔(124/20) فرمان الٰہی ہے کہ ان طیب چیزوں میں سے کھاؤ جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اور اس میں زیادتی مت کرو۔ پھر تو تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ گر کر رہا۔(81/20) اسی لئے حکم الٰہی ہے کہ میرے دیئے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ یا علانیہ خرچ کرتے رہو۔ (31/14-22/13-39/4-3/2) وہ اس کا عوض دیتا ہے۔(39/34) وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہونگے جس میں کوئی خسارہ نہیں۔(29/35) یہ بھی حکم دیا کہ مفلسی کے ڈر سے اولاد کو قتل نہ کر ڈالو۔ ہم ہی تمہیں اور انہیں رزق دیتے ہیں۔ بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔ (31/17-151/6) یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مومنین اور مہاجرین کیلئے مغفرت اور رزق کریم ہے۔ (50/22-74-4/8)

فرمان الٰہی ہے کہ تم اللہ کے ہاں رزق تلاش کرو۔ اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر ادا کرو۔(17/29) پھر فرمایا کہ کیا اللہ کے سوا کوئی خالق ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟(5/35) ایک اور آیت میں بتا دیا کہ تمہارا رزق آسمان میں ہے۔(22/51) اور یہ کہ ہم ہی مینہ برسانے والی ہوائیں بھیجتے ہیں۔ پھر ہم ہی آسمان سے پانی نازل کرتے ہیں۔ پھر وہی تمہیں پلاتے ہیں۔ تم اس کے جمع کرنے والے نہ تھے۔(22/15) ارشاد الٰہی ہے کہ کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھا نہیں رکھتے۔ اللہ ہی ان کو اور تم کو رزق دیتا ہے۔(60/29) پالتو جانوروں کا چارہ مالک فراہم کرتا ہے لیکن جنگلی جانور اپنی روزمرہ کی خوراک خود تلاش کرتے ہیں جس کے لئے انہیں بڑی تگ و دو اور دور دراز کا سفر اختیار کرنا پڑتا ہے۔ وہ کل کے لئے کچھ بچا کر نہیں رکھتے۔ وہ اللہ پر توکل اور اپنی ہمت پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اگلے دن انہیں وہی محنت مشقت

Marfat.com

کرنی پڑتی ہے اور اپنی روزی کی تلاش میں سرگرداں ہو جاتے ہیں۔

عربی لغت میں رزق کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اس سے صرف کھانا پینا ہی مراد نہیں بلکہ اس میں وہ تمام انعامات الٰہی شامل ہیں جو رب العالمین اپنی مخلوق کو اپنے فضل و کرم سے عطا کرتا ہے۔

Marfat.com

23۔ مال کی حقیقت

مال میل سے ماخوذ ہے جس کے معنی کسی طرف بڑھنا یا جھکنا ہے۔ کسی کو چھوڑنا یا اس سے ہٹنا ہے۔ دوسرے کی طرف جانا یا اس سے ملنا ہے۔ مال کو اسی لئے مال کہا جاتا ہے کہ آج کسی کے پاس ہے تو کل کسی اور کے پاس ہے۔ مال چلتا پھرتا رہتا ہے۔ مال میں وہ تمام اشیاء آسکتی ہیں جو کسی کی ملکیت ہوں، قیمت رکھتی ہوں، قبضہ میں ہوں اور جو وصول اور تقسیم کی جاسکتی ہوں۔ انسان کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ ہی کا مال ہے۔ انسان تو وقتی طور پر اس مال کا مالک اور محافظ ہے جو اس کے قبضہ اور تصرف میں ہے۔ مال تو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ وہ جسے چاہے عطا کرے۔ یہ تو رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ انسان کی جان بھی اللہ پاک کی اور مال بھی اسی کا دیا ہوا ہے۔ وہی دینے والا اور وہی لینے والا ہے۔ مال کا حقیقی وارث تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ بندے کو عطا کر کے عظیم احسان کیا جو بندے کے لئے اعزاز بھی ہے۔ مال اللہ کا اور فی سبیل اللہ خرچ کرنے پر نیکی بندے کی۔ ہمیں خوشی سے اس کے مستحق بندوں کو دینا چاہئے اور شکر ادا کرنا چاہئے کہ ہمیں مال دیا اور دینے والا بنایا، لینے والا نہیں جو باعث عزوشرف ہے۔ اگر مال پاک اور حلال ذرائع سے کمایا گیا ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے تو اس کا اجر دس گنا، ستر گنا بلکہ بے حساب ہے۔ اللہ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں۔ اللہ کے مستحق بندوں میں مال خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔

حرام مال وہ ہے جسے ناجائز ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو یعنی غصب، چوری، ڈاکہ جعل سازی، رشوت، مکر وفریب، سود، ذخیرہ اندوزی، ناجائز منافع خوری، دغابازی، دھوکا دہی، سٹے بازی، غنڈا گردی، یا انعامی سکیموں سے حاصل کیا گیا ہو۔ حرام مال سے جتنی جلدی ہو چھٹکارا پانا چاہیے کیونکہ حق تعالیٰ کی نظر میں بندہ حرام مال کا مالک نہیں ہوسکتا۔ حرام مال سے سبکدوش ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ جس سے مال ناجائز طریقے سے حاصل کیا اسے واپس کر دیا جائے۔ اگر وہ نہیں تو اس کے ورثا کو دے دیا جائے۔ بصورت دیگر فقرا کو دے دیا جائے۔ یاد رہے یہ نیکی شمار نہ ہوگی

Marfat.com

کیونکہ مال حرام ہے۔ شکر ادا کرے کہ حرام مال سے نجات مل گئی۔ آنحضورﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ پاک ہے اور پاک چیزوں کو پسند کرتا ہے۔

مال یتیم کے بارے میں حکم الٰہی ہے کہ یتیموں کو ان کا مال دیدو۔ اپنے خبیث مال کو ان کے طیب مال سے نہ بدل لو۔ ان کا مال اپنے مال کے ساتھ نہ کھاؤ۔ یہ وبال کبیرہ ہے۔ (2/4) پھر فرمایا کہ یتیموں کو آزماتے رہو حتیٰ کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں۔ پھر اگر تم ان میں سمجھ بوجھ دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالہ کردو۔ ان کا مال اسراف میں نہ کھا جاؤ جلدی میں ان کے بڑے ہونے سے قبل۔ جو کوئی غنی ہو تو وہ مال یتیم سے بچتا رہے۔ جو کوئی فقیر یا محتاج ہو تو وہ بھلے طریقے سے کھائے۔ پھر جب تم ان کا مال ان کے حوالہ کرنے لگو تو اس پر گواہ کرلو۔ حساب لینے کو اللہ کافی ہے۔ (6/4) یتیموں کا مال ناحق کھانے والوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ اس طرح اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور وہ عنقریب نار جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔ (10/4) سورہ الانعام اور بنی اسرائیل میں دوبارہ فرمایا کہ مال یتیم کے پاس بھی نہ جاؤ مگر اسی طرح سے کہ وہ بہتر ہو حتیٰ کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔ (34/17-152/6)

قرآنی آیات کی روشنی میں مال کے متعلق مالک الملک کے احکام درج ذیل ہیں:۔

سورہ البقرہ میں ارشاد ہے کہ ہم تمہیں تھوڑے سے خوف اور بھوک اور مال، جان اور ثمرات کے نقصان سے آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو بشارت دیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ویسے ہی لوگوں پر ان کے رب کی طرف سے عنائتیں اور رحمت ہے اور وہی ہدایت پر ہیں۔ (157-156-155/2)۔

سورہ آل عمران میں یہی فرمایا کہ مال و جان سے تمہاری آزمائش ہوگی۔ اگر تم صبر اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ ہمت کا کام ہے۔ (186/3) مال کی حقیقت ظاہر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مال اور اولاد فتنہ ہیں اور اللہ کے پاس ہی اجر عظیم ہے۔ (15/64-28/8) پھر ارشاد ہوتا ہے کہ مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی زینت ہیں۔ اور باقیات صالحات کا تیرے رب

Marfat.com

کے ہاں بہتر ثواب ہے۔(46/18-20/57) اور یہ کہ تمہارے مال اور اولاد ہمارے قرب کا ذریعہ نہیں۔وہ کچھ کام نہ آئیں گے۔(37/34-17/58) ایمان اور عمل صالح ہی کام آئیں گے۔روز قیامت مال اور بیٹے کچھ کام نہ آئیں گے سوائے قلب سلیم کے جو حب الٰہی سے موجزن ہو۔(88/26) مومنین کو آگاہ کردیا کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں ذکر اللہ سے غافل نہ کردیں۔ جو کوئی غافل رہا تو وہی خسارے میں ہوگا۔(9/63) احکم الحاکمین کا حکم ہے کہ اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ سے نہ کھاؤ سوائے یہ کہ باہمی تجارت ہو۔ (29/4) پھر فرمایا کہ ایک دوسرے کا مال آپس میں باطل طریقے یعنی رشوت کے ذریعے نہ کھاؤ اور نہ اسے حکام تک پہنچاؤ اور یہ کہ لوگوں کے مال میں سے کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ اور تمہیں معلوم بھی ہو۔(188/2)

مال و جان سے جہاد کرنے کا حکم ہے۔ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ جہاد کرنے والوں کیلئے اجر عظیم ہے۔(95/4-41/9-88-81-15/49-12/61) ارشاد الٰہی ہے کہ جس نے (اپنا مال) دیا اور ڈرتا رہا اور بھلی بات کو سچ جانا تو ہم اس کیلئے آسانی کو اور آسان کردیں گے۔(5/92-6-7)

پھر فرمایا کہ ہم بچالیں گے اس ڈرنے والے کو جو اپنا مال پاک ہونے کو دیتا ہے۔اس پر کسی کا احسان نہیں،جس کا اسے بدلہ ادا کرنا ہو۔وہ تو اپنے رب اعلیٰ کی رضا چاہتا ہے۔اور اسے عنقریب راضی کردیا جائیگا۔(17/92 تا 21) اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ التوبہ میں مومنین کو ایک یقینی بشارت دی کہ اللہ نے مومنین کی جان و مال کا سودا کرلیا ہے اس قیمت پر کہ ان کیلئے جنت ہے جو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں۔یہ وعدہ پکا اور سچا ہے۔لیکن جہاد کا اجر عظیم فوری نہیں ملتا ادھار ہے۔لیکن اللہ سے زیادہ وعدہ کا کون پورا کرنے والا ہے۔ (111/9)۔

تصویر کا دوسرا رخ کچھ یوں ہے۔فرمایا کہ اگر اللہ تم سے تمہارا مال مانگے اور پھر تم سے

Marfat.com

اصرار کرے تو تم بخل کرنے لگو اور تمہارا کینہ ظاہر ہو جائے۔(37/47) اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا اور بات کو جھوٹ سمجھا۔ تو ہم اس کیلئے سختی کو آسان کر دیں گے۔ اور اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا جب وہ گڑھے میں گرے گا۔(92/8-9-10-11) اصل میں انسان کو مال کی محبت بڑی شدید ہے۔(100/8) ایک اور جگہ فرمایا کہ تم مال سے محبت کرتے ہو اور جی بھر کر محبت کرتے ہو۔(89/20) ایسے انسانوں کیلئے وعید بھی بڑی سخت ہے کیونکہ وہ اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ فرمایا خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب نکالنے والے کی جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا۔ وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال سدا اس کے پاس رہے گا۔ ہرگز نہیں وہ حطمہ میں جھونکا جائے گا۔ تو کیا سمجھا حطمہ کیا ہے۔ ایک آگ ہے اللہ کی سلگائی ہوئی جو دلوں تک جا پہنچے گی۔ وہ ان پر بند کر دی جائے گی لمبے لمبے ستونوں میں۔(104/1 تا 9)

مندرجہ بالا آیات سے ظاہر ہے کہ ایک وہ ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کیا۔ اللہ کے دیئے ہوئے مال سے وہ محبت نہیں کرتے اور اللہ کے احکام کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جنہیں جہنم کی وعید ملی ہے کیونکہ انہوں نے مال سے والہانہ محبت کی، اسے سمیٹ کر رکھا اور اللہ کے احکام کی روشنی میں اسے خرچ نہ کیا۔

Marfat.com

24۔ انفاق فی سبیل اللہ

اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا انفاق فی سبیل اللہ کہلاتا ہے۔ اپنی ذات اور اپنے بیوی بچوں پر ہر کوئی حسب مقدور خرچ کرتا ہے۔ لیکن نیکی تو یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد انسان اپنا مال اللہ تعالیٰ کی محبت میں قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور گردنیں چھڑانے میں دے۔ (177/2) انفاق فی سبیل اللہ کے بارے میں قرآن حکیم میں کئی جگہ احکام دیئے گئے ہیں۔ ترغیب کیلئے مثالیں اور اجر وثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ حکم ربانی ہے کہ اے ایمان والو! جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے جس میں نہ بیع (خرید وفروخت) ہے، نہ دوستی اور نہ شفاعت (سفارش) (254/2) ایک اور جگہ فرمایا کہ خرچ کرو اس میں سے جو کچھ رزق ہم نے تمہیں دے رکھا ہے قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے۔ پھر کہنے لگے کہ اے رب! کیوں نہ میری اقربہی مہلت موخر کر دی (مزید مہلت کیوں نہ دی) کہ میں خیرات کرتا اور صالحین میں ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ کسی نفس کو مہلت نہیں دیتا جب اس کی موت آ جاتی ہے۔ (11-10/63)

پھر فرمایا کہ آپ ﷺ میرے ان بندوں سے کہہ دیں جو ایمان رکھتے ہیں کہ وہ صلوٰۃ قائم کریں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کریں، پوشیدہ اور علانیہ اس دن کے آنے سے قبل جس میں نہ بیع ہے اور نہ دوستی (31/14) موت کو تو ایک وقت مقرر پر ضرور آنا ہے۔ اس وقت کا بندے کو علم نہیں۔ لہٰذا سمجھ داری اور عقل مندی اسی میں ہے کہ جو وقت ہاتھ میں ہے اسے غنیمت جانتے ہوئے اللہ کا مال اس کی راہ میں خرچ کرے۔ انتظار نہ کرے کہ فلاں جگہ سے رقم ملے گی تو خرچ کروں گا۔ جو ہاتھ میں ہے اس میں سے تو خرچ کرے۔ جب اللہ اور دے گا تو پھر اس میں سے خرچ کر دے۔ حق تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ خرچ کرتے رہو اپنے نفس کی بھلائی کیلئے۔ جسے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا وہی فلاح پا گیا۔ (16/64) جو کچھ بھی مال میں سے خرچ کرتے ہو اپنے ہی نفس کیلئے کرتے ہو۔ (272/2) وسعت والے کو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا

Marfat.com

چاہیے۔

جس کا رزق تنگ کیا گیا ہے تو اسے خرچ کرنا چاہیے جتنا اللہ نے اسے دیا ہے۔ اللہ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا سوائے اس کے جتنا اسے دیا ہے۔ اللہ تنگی کے بعد جلد آسانی بھی کر دے گا۔ (7/65) سورہ البقرہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ احسان کرتے رہو۔ اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (195/2) رب العالمین کی نافرمانی سے بچنا چاہیے۔ اس کے احکام پر عمل کیا جائے۔ ورنہ تباہی و بربادی کے سوا کیا ملے گا۔ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے اس کے حاجت مندوں کو دے کر احسان کرتے رہو۔ اور اللہ کی محبت کے حقدار بن جاؤ۔ اللہ کے پسندیدہ بندوں میں اگر شمار ہو جائے تو بندے کو اور کیا چاہیے۔ پھر فرمایا کہ اے اہل ایمان! جو تم نے کمایا ہے اس میں سے طیب مال خرچ کرو اور اس میں سے جو چیزیں ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہیں۔ خبیث چیز کا قصد بھی نہ کرو کہ اس میں سے خرچ کرو گے حالانکہ تم اس کو خود بھی لینے والے نہیں ہو سوائے اس کے کہ اس سے اغماض کر جاؤ۔ معلوم رہے کہ اللہ بے شک غنی و حمید ہے۔ (267/2) حق تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے جو بھی دیا جائے عمدہ اور پاک ہونا چاہیے۔ اللہ کی راہ میں اچھی چیز دی جائے تا کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو کر اچھا اجر دے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ تم ہرگز نیکی حاصل نہ کر سکو گے جب تک خرچ نہ کرو گے اس میں سے جو تمہیں محبوب تر ہے۔ (92/3) نیکی اور اعلیٰ درجہ کے اجر و ثواب کے حصول کے لئے عمدہ ترین چیز حسن نیت، خوشی اور ذوق و شوق سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنی چاہیے۔ جتنی محبوب اور پیاری چیز اللہ کو دیں گے اتنا ہی زیادہ اچھا معاوضہ ملے گا۔

پھر فرمایا کہ قسم نہ کھائیں تم میں سے فضل والے اور وسعت والے اس پر کہ وہ قرابت والوں اور مساکین اور مہاجرین کو اللہ کی راہ میں نہ دیں گے۔ انہیں چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگذر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے۔ (22/24) قرابت والوں سے اگر کوئی جھگڑا ہو جائے تو حاجت مند قرابت والوں کی امداد بند نہیں ہونی چاہیے بلکہ جاری رکھی

Marfat.com

جائے اور درگذر کی جائے اور انہیں معاف کر دیا جائے۔ اس لئے بھی کہ ہر کوئی چاہتا ہے کہ اللہ اُسے معاف کر دے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تم لوگ ایسے ہو کہ تمہیں بلایا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ پھر تم میں بعض وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں۔ جو کوئی بخل کرتا ہے تو وہ اپنے ہی نفس سے بخل کرتا ہے۔ اللہ تو غنی ہے اور تم فقیر ہو۔ اگر تم روگردانی کرو گے تو تمہاری جگہ اللہ دوسری قوم بدل لے گا پھر وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے۔ (37/4-38/47) مٹھی بند رکھنا یا بخل کرنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرنا اپنا ہی نقصان کرنا ہے اور حق تعالیٰ کو ناراض کرنا ہے۔ وہ تو بخیل لوگوں کی جگہ اور لوگوں کو لا سکتا ہے جو اس کی راہ میں خرچ کرنے والے ہونگے۔ احکم الحاکمین کا فرمان ہے کہ وہ لوگ جب خرچ کرنے لگیں نہ تو اسراف کریں اور نہ تنگی کریں بلکہ اس کے درمیان اعتدال کی راہ اختیار کریں۔ (67/25) رحمان کے بندوں کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی بھی ہے کہ وہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ سورہ بنی اسرائیل میں بھی ارشاد ہے کہ فضول خرچی میں مت اڑاؤ۔ بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ (27-26/17) مال اللہ تعالیٰ کی دین ہے اور بہت بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت کی قدر فاقہ مست لوگوں کو دیکھ کر لگائی جا سکتی ہے۔ مال کو بیجا اڑانا بہت بڑی ناشکری ہے۔ بندہ ناشکری کر کے شیطان کی برداری میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس نے بھی حق تعالیٰ کی نافرمانی کر کے ناشکری کی تھی۔ اور راندہ درگاہ ہو گیا۔ ہمیں بھی اللہ جل شان کی نافرمانی سے بچنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ بہترین صدقہ و خیرات وہ ہے جس کے دینے کے بعد بندہ غنی رہے اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات پوری ہوتی رہیں نہ کہ مانگنے کی نوبت آئے۔ مال کو نہ ضرورت سے زیادہ اور نہ غیر ضروری چیزوں پر صرف کیا جائے۔ موقع اور ضرورت کے مطابق خرچ کیا جائے تا کہ حق تعالیٰ کی ناشکری کے مرتکب نہ ہوں۔ اس لئے افراد و تفریط سے بچا جائے۔ کیونکہ فضول خرچ اللہ کو پسند نہیں۔ (31/7-141/6) سورہ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے

Marfat.com

کہ بعض گنوار اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو تاوان سمجھتے ہیں۔ اور تم پر گردش کا انتظار کرتے ہیں۔ ان پر ہی بُری گردش آئے۔ بعض اللہ کی قربت اور رسول ﷺ اللہ کی دعا کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ہاں ان کے لئے قربت ہے۔ اللہ ان کو جنت میں داخل کریگا۔ (99-98/9) دیکھ لیا نافرمانی اور فرمانبرداری کا نتیجہ۔ لہٰذا بندے کو چاہیے کہ وہ اللہ کے احکام کی پیروی کرتا رہے اور اس کے لطف وکرم اور رحمت ومغفرت کا مستحق ہو جائے۔

جہاد کیلئے انفاق فی سبیل اللہ کے سلسلے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہو۔ آسمانوں اور زمین میں میراث تو اللہ ہی کی ہے۔ (10/57) پھر فرمایا کہ اُن لوگوں پر کوئی الزام نہیں جو ضعیف یا مریض ہیں اور نہ ان پر جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ نہیں جبکہ اللہ اور رسول سے وہ مخلص ہیں اور نہ محسنین پر اور نہ اُن لوگوں پر جو کوئی سواری نہ ملنے پر واپس ہو گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے اس غم میں کہ ان کے پاس خرچ کرنے کو کچھ نہیں۔ (92-91/9) الزام تو ان پر ہے جو جہاد پر نہ جانے کی آپ ﷺ سے رخصت چاہتے ہیں جبکہ وہ مال دار بھی ہیں۔ وہ پیچھے رہ جانے والیوں کے ساتھ رہ جانے میں راضی ہو گئے۔ اللہ نے ان کے قلوب پر مہر کر دی ہے۔ سو وہ نہیں جانتے۔ (93/9) کتنے افسوس کی بات ہے کہ مالدار تو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے خرچ کرنے سے کتراتے ہیں اور جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ نہیں وہ آنسو بہاتے ہیں کہ وہ جہاد میں شریک نہ ہو سکے۔ یہ مال کی کثرت کا اثر ہے کہ خلوص اور جذبے ماند کر دیتی ہے۔ ایسے مال کا کیا فائدہ جو دین کے کام نہ آسکے اور آخرت میں رسوا ہونا پڑے۔ حالانکہ اسلام تو سارے مال کا تقاضہ بھی نہیں کرتا۔ صرف ضرورت سے زیادہ مال خرچ کرنے کا حکم ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ آپ ﷺ سے سوال کرتے ہیں۔ کہ کیا خرچ کریں، آپ ﷺ فرما دیں کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو۔ اس طرح اللہ تمہارے لئے آیات بیان کرتا ہے تا کہ تم دنیا و آخرت میں غور وفکر کرو۔ (219/2) اسی طرح کا ایک سوال البقرہ کی ایک اور آیت میں کیا گیا ہے جس کے جواب میں حکم ربانی ہے کہ آپ ﷺ فرما دیں کہ جو کچھ بھی تم بھلائی سے

Marfat.com

خرچ کرو سو وہ والدین، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کیلئے ہے۔ جو بھی بھلائی تم کرو گے سو وہ اللہ کو خوب معلوم ہے۔(215/2)

مالک الملک اور احکم الحاکمین نے بجا آوری کیلئے اگر احکام صادر فرمائے ہیں تو فرمان برداروں کیلئے بے حد وحساب اجر وثواب کا پکا وعدہ بھی کر رکھا ہے۔ اور اللہ سے بڑھ کر کس کا وعدہ سچا ہو سکتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ مثال ان لوگوں کی جو اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جیسے ایک دانہ کہ اس سے سات بالیں اگیں، ہر بال میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جس کیلئے چاہے۔ اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا ہے اور بڑے علم والا ہے۔(261/2) اللہ کی راہ میں خرچ کئے گئے تھوڑے سے مال پر بھی بہت بڑا معاوضہ ہے۔ سات سو گنا عوض تو ایک مثال ہے۔ اللہ چاہے تو ستر ہزار گنا اور اس سے بھی بڑھا سکتا ہے جو اس کی صفت واسع علیم سے بخوبی ظاہر ہے۔ پھر فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ پھر جو خرچ کیا اس کا اتباع (پیروی) نہیں کرتے احسان سے اور نہ اذیت سے۔ ان کیلئے اس کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔ ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔(262/2) ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ اے ایمان والو! اپنے صدقات احسان اور ایذا سے اس شخص کی طرح ضائع نہ کریں جو لوگوں کو دکھانے کیلئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخر پر ایمان نہیں رکھتا۔(264/2) اللہ نے ایک اور مثال یوں بیان فرمائی اُن لوگوں کی جو اپنے مال خرچ کرتے ہیں اللہ کی رضا تلاش کرنے میں اور اپنے نفس میں پختگی کیلئے، ایسی ہے جیسے ایک باغ بلند زمین پر ہے۔ اس پر زور کا مینہ پڑا تو وہ دوگنا پھل لایا۔ اگر زور کا مینہ نہ بھی پڑے تو پھوار ہی کافی ہے۔ اللہ دیکھتا ہے جو عمل تم کرتے ہو۔(265/2) ایک اور ایسی ہی آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان کو ہدایت دینا آپ ﷺ کے ذمے نہیں بلکہ اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ تم جو کچھ بھی مال میں سے خرچ کرتے ہو سو اپنے ہی نفس کیلئے کرتے ہو۔ جو تم خرچ کرتے ہو سو اللہ کی رضا کی تلاش کرنے کیلئے اور جو مال بھی خرچ کرتے ہو تمہیں پورا ملے گا اور تم پر ظلم نہ ہوگا۔(60/8-272/2) جو بھی تم خرچ کرتے ہو وہ

Marfat.com

اس کا عوض دیتا ہے۔ (39/34) پھر فرمایا کہ جو لوگ اپنے مال رات اور دن چھپا کر اور ظاہر کر کے خرچ کرتے ہیں ان کیلئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔ نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ (274/2) سورہ الانفال میں ہے کہ وہ لوگ جو صلوٰۃ قائم رکھتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اس رزق سے جو ہم نے انہیں دیا ہے وہی حقیقی مومنون ہیں۔ ان کیلئے ان کے رب کے ہاں درجے ہیں اور مغفرت اور رزق کریم۔ (4-3/8) پھر فرمایا کہ جو خرچ تم کرتے ہو خواہ چھوٹا خواہ بڑا اور جو میدان مارتے ہو لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ ان کو بہتر جزا دے اس کی جو عمل انہوں نے کئے۔ (121/9) سورہ فاطر میں ارشاد ربانی ہے کہ جو لوگ کتاب پڑھتے ہیں اور صلوٰۃ قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور اعلانیہ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی مٹنے والی نہیں۔ (29/35) کیا خوب وعدہ ہے سدا رہنے والی تجارت کا۔ اور کیا خوب سرمایہ کاری ہے۔ ایسی تجارت اللہ ہر مومن اور مومنہ کو نصیب کرے۔ پھر فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی رضا کیلئے صبر کرتے ہیں اور صلوٰۃ قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کرتے رہتے ہیں اور برائی کے مقابلے میں بھلائی کرتے ہیں ان کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ (22/13) وہ لوگ اپنا دوہرا اجر پائیں گے اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا اور برائی کے جواب میں بھلائی کرتے رہے اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے رہے۔ (54/28)۔

اب آخر میں انفاق فی سبیل اللہ نہ کرنے والوں کیلئے انتباہ ہے اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو عذاب الیم کی بشارت سنا دیں۔ کہ جس دن نار جہنم ان پر دھکائی جائے گی۔ پھر اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ یہ ہے وہ مال جو تم اپنے نفس کیلئے جمع کرتے تھے تو اب ذائقہ چکھو اس کا جو مال تم نے جمع کیا تھا۔ (35-34/9) عقل مندی اسی میں ہے کہ جہنم کے عذاب الیم سے بچنے کیلئے بندہ مومن انفاق فی سبیل اللہ کرتا رہے۔ باب 23 کے آخری پیرا سے پہلا پیرا دوبارہ پڑھ لیا جائے۔

Marfat.com

25۔ قرضِ حسنہ

قاموس القران کے مطابق قرض کے اصل معنی کاٹنا ہے۔ کیونکہ قرض دینے والا اپنے مال میں سے کچھ کاٹ کر لینے والے کو دیتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کو قرض سے تعبیر کیا گیا ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کو قرض قرار دینا رب رحیم وکریم کی شان فیاضی ہے۔ کیونکہ بندے کی جان کا مالک تو خالق کائنات ہے اور مال بھی اسی کی عطا ہے۔ بندہ تو فقط اس مال کا امین ہے۔ اس کے باوجود رب العالمین بندے کو بے حساب اجر وثواب دیتا ہے۔ یہ اس کی شان رحیمی وکریمی ہے۔ کہ مال اللہ کا اور ثواب بندے کا۔ وہ بھی مال کے کچھ حصہ پر سارے مال پر نہیں۔ سارا مال تو اللہ چاہتا بھی نہیں۔ وہ بھی اپنے لئے نہیں۔ اسے تو اس کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کی کوئی حاجت ہی نہیں۔ وہ تو انسان کے اپنے بھائی بندوں کی مدد کیلئے چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارا انفاق فی سبیل اللہ مجھ پر قرض ہے۔ جو میں منافع کے ساتھ واپس کردوں گا جو سات سو گنا سے بھی بڑھ کر بے شمار ہوگا۔ بھلا اتنا منافع اللہ پاک کے سوا کون دے سکتا ہے۔ اس قرض کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ قرض حسنہ ہو۔ یعنی بندے کی حسن نیت رضائے الٰہی کیلئے ہو۔ اللہ کی خوشنودی کیلئے خوش دلی سے خرچ کرے۔ کوئی جبر واکراہ کا احساس نہ ہو۔ مال بھی حلال اور پاک ہو اور محبوب ترین ہو۔ اور جس پر خرچ کیا جائے اس پر احسان نہ جتایا جائے، نہ شرمسار کیا جائے، نہ ہی کوئی ایذا دی جائے، نہ واپسی کا تقاضہ کرے اور نہ بدلہ چاہیے۔ خالص اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے خرچ کرے تو اجر وثواب بے حساب، بے انتہا ہے۔ اللہ نے اپنے ایسے ہی بندوں کیلئے جنت لازم کررکھی ہے۔ بھلا کیا اعلیٰ وارفع کامیابی ہے اور مفت میں جنت کا حصول۔ یہ تو اللہ کیلئے قرض حسنہ دینے والوں کی بات تھی۔ کئی تنظیمیں اور دیندار بندے ضرورت مندوں کو قرض حسنہ بلا سود اور بلا معیاد دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرتے ہیں اور خوب اجر وثواب کماتے ہیں۔

قرض حسنہ سے متعلق قرآنی آیات درج ذیل ہیں:۔

Marfat.com

245/2۔ کون ہے جو اللہ کو قرض دے، قرض حسنہٗ ؟ پھر اس کیلئے اسے دوگنا کر دے۔ کئی گنا زیادہ۔ اللہ ہی تنگی کرتا ہے اور وہی کشائش کرتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ جانا ہے۔

12/5۔ اللہ بنی اسرائیل سے عہد لے چکا ہے۔ ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کئے۔ اللہ نے کہا میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم صلوٰۃ قایم رکھو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے اور اللہ کو قرض دو گے، قرض حسنہٗ تو میں تم سے تمہارے گناہ دور کر دوں گا اور تمہیں جنت میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ پھر جس نے تم میں سے اس کے بعد کفر کیا، تو وہ یقیناً سیدھی راہ سے گمراہ ہوا۔

11/57۔ کون ہے جو اللہ کو قرض دے، قرض حسنہٗ ؟ پھر وہ اسے اس کیلئے دوگنا کر دے۔ اس کیلئے اجر کریم ہے۔

18/57۔ بے شک صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور جو اللہ کو قرض دیتے ہیں قرض حسنہٗ ان کے لئے دوگنا ہے اور ان کے لئے اجر کریم ہے۔

17/64۔ اگر تم اللہ کو قرض دو۔ قرض حسنہٗ تو وہ تم کو دوگنا کر دے اور تمہیں بخش دے۔

20/73۔ اور صلوٰۃ قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کو قرض دو۔ قرض حسنہٗ۔ جو کچھ تم آگے بھیجو گے نیکی میں سے اپنے واسطے اسے اللہ کے ہاں بہتر پاؤ گے اور اجر میں زیادہ۔ اللہ سے استغفار کرتے رہو۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔

Marfat.com

26۔ اسراف وبخل

اسراف کے معنی ہیں بے جا خرچ یا فضول خرچی، بے ضرورت خرچ کرنا یا ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا یا بے موقع خرچ کرنا۔ اسراف حد سے تجاوز کرنے کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ بخل کے معنی ہیں کنجوسی یا کم خرچ کرنا یا تنگدلی۔ اسراف وبخل افراط وتفریط کے دو کنارے ہیں۔ بہتات اور کمی دونوں مذموم ہیں۔ اعتدال اور میانہ روی ہی معروف ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ کفایت شعاری اختیار کرے۔ خرچ میں نہ زیادتی اور نہ کمی کرے۔ معتدل رویہ اپنایا جائے۔ القرآن الحکیم ہمیں افراط وتفریط سے بچ کر درمیانی راہ اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ہمیں امت وسطا قرار دیا ہے۔ (143/2) اور صلوٰۃ وسطیٰ کی حفاظت کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ (238/2) میانہ روی ہی بہترین راہ ہے اور تقویٰ کے قریب ہے۔ اسراف وبخل سے متعلق قرآنی تعلیمات حسب ذیل ہیں:۔

حکم الٰہی ہے کہ اسراف نہ کرو۔ بے شک اسے اسراف کرنے والے پسند نہیں۔ (141/6) پھر فرمایا کہ کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو۔ بے شک اسے مسرفین پسند نہیں۔ (31/7) سورہ بنی اسرائیل میں ہے کہ بے شک فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔ (27/17) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فضول خرچی اللہ کی ناشکری ہے۔ لہٰذا اس سے بچنا چاہے۔ کیونکہ مسرفین ہی اصحاب النار ہیں (43/40) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تو اپنا ہاتھ نہ تو گردن سے باندھ رکھ اور نہ ہی بالکل کھول دے ورنہ تو ملامت زدہ ہارا ہوا بیٹھا رہے گا۔ (29/17) اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ تو اسراف کریں اور نہ تنگی کریں بلکہ اس کے درمیان متوسط راہ اختیار کریں۔ رحمان کے بندوں کی یہ بھی ایک نشانی ہے۔ (67/25) رزق رب العالمین کے اختیار میں ہے۔ وہ ہر ایک کو رزق اپنی حکمت کے مطابق دیتا ہے۔ جس کے لئے چاہے رزق کھلا کر دے اور جس کیلئے چاہے تنگ کرے اور جسے چاہے بے حساب دے۔ ہر بندے نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرنا ہے۔ اگر زیادہ دیا ہے تو بھی

Marfat.com

اسراف جائز نہیں۔البتہ انفاق فی سبیل اللہ کی کوئی حد نہیں۔لیکن اتنا دے کہ حالت غنیٰ میں رہے تا کہ اپنے اہل وعیال کی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔ہاتھ اتنا بھی نہ کھلا رکھے کہ کل کو زیر بار افراد کی کفالت نہ ہو سکے۔اور مانگنے کی نوبت آئے۔اور نہ ہی اتنا تنگ کر لے کہ مکھی چوس بن جائے اور مال پر سانپ بن کر بیٹھ جائے اور آخرت میں سانپ اسے ڈستے رہیں۔جس کا رزق تنگی کا ہے اس کی خانگی ضروریات ہی مشکل سے پوری ہونگی۔اسے ابھی چاہیے کہ غیر ضروری اخراجات سے گریز کرے۔غربت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پیسہ غیر ضروری اور بری عادتوں پر صرف ہو جاتا ہے۔انفاق فی سبیل اللہ میں ایسے افراد کا ایک روپیہ بھی ایک ہزار کے برابر ہوگا بشرطیکہ خلوص نیت سے دیا جائے۔

بخل کے بارے میں حکم الٰہی ہے کہ جو لوگ بخل کرتے یں اس میں جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دے رکھا ہے ہرگز نہ سمجھیں کہ وہ اُن کیلئے بہتر ہے بلکہ وہ ان کیلئے بہت برا ہے۔ قیامت کے دن طوق بنا کر ڈالا جائے گا اس کا جس میں انہوں نے بخل کیا۔(180/3) دنیا میں اللہ کا فضل بندے کی بخیلی کیوجہ سے قیامت میں عذاب الیم بن جائے گا۔لہٰذا بندے کو چاہیئے کہ اللہ کے فضل وکرم میں دوسروں کو شریک کرے تا کہ دنیا وآخرت میں بھلا ہی ہو۔باری تعالیٰ کا ایک فرمان یہ بھی ہے کہ جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور چھپاتے ہیں جو اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دیا ہے۔ہم نے کافروں کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (37/4) اللہ کے دیئے ہوئے مال کو اس کی راہ میں خرچ نہ کرنا اور اس کے فضل کو چھپانا یا اس پر سانپ بن کر بیٹھے رہنا کفر کے مترادف ہے۔ایسا مومن اپنے آپ کو کافر ہی سمجھے اور ذلت کے دہرے عذاب کا مستحق بھی جس کا حکم اسی آیت میں دیا گیا ہے۔ایک عذاب تو اپنی بخیلی پر اور دوسرا عذاب اوروں کو بخل کی تعلیم دینے پر۔ایسی ہی آیت سورہ الحدید میں آئی ہے۔ارشاد ہے کہ جو لوگ خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم کرتے ہیں اور جو کوئی روگردانی کرے تو اللہ غنی وحمید ہے۔(24/57) اللہ تعالیٰ کے احکام سے منہ موڑنے والوں سے اللہ بے نیاز ہے۔ایسے

Marfat.com

نافرمانوں سے کیا واسطہ وہ تو اس کیلئے بھولے بسرے ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا بندے کو چاہیے کہ وہ احکام الٰہی سے روگردانی نہ کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اُسے بھلا نہ دے۔ اللہ کا ذکر کرتا رہے تاکہ اللہ بھی اسے یاد رکھے۔

سورہ القلم میں فتاح العلیم نے ایک نہایت ہی عمدہ اور موثر مثال بیان فرمائی ہے۔ ان لوگوں کی جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے روگردانی کرتے ہیں اور مسکین کو پاس پھٹکنے بھی نہیں دیتے۔ ارشاد ربانی ہے کہ ہم نے ان کی آزمائش کی جیسا باغ والوں کو آزمایا تھا۔ جب انہوں نے قسم کھائی کہ صبح ہوتے ہی اس کا پھل ضرور توڑیں گے اور انشا اللہ نہ کہا۔ پھر تیرے رب کی طرف سے کوئی پھیرے والا (عذاب) پھر گیا اور وہ سوتے ہی رہے۔ پھر صبح تک ہو گیا جیسے کٹا ہوا کھیت۔ پھر صبح ہوتے وہ پکارنے لگے کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تم توڑنے والے ہو۔ پھر وہ چلے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے تھے کہ آج ان میں تمہارے پاس کوئی مسکین داخل نہ ہونے پائے۔ وہ صبح کو تیزی سے چلے اپنے آپ کو قادر سمجھتے ہوئے۔ جب اس کو دیکھا تو بولے ہم تو گمراہ ہو گئے۔ نہیں۔ ہم تو محروم ہو گئے۔ ان میں سے درمیان والا بولا کیا میں نے تمہیں کہا نہ تھا کہ کیوں اللہ کی تسبیح نہیں کرتے۔ وہ بولے ہمارا رب سبحان ہے۔ بے شک ہم ہی ظالم تھے۔ پھر ایک دوسرے کی طرف مخاطب ہوئے باہم ملامت کرنے لگے۔ بولے ہائے ہماری خرابی ہم ہی سرکش تھے۔ امید ہے کہ ہمارا رب اس سے بہتر باغ بدلہ میں دیدے۔ ہم اپنے رب سے آرزو رکھتے ہیں۔ عذاب اسی طرح ہوتا ہے۔ عذاب آخرت تو بہت بڑا ہے۔ کاش ان کو معلوم ہوتا۔ بے شک نعمت کے باغ متقین کیلئے ان کے رب کے پاس ہیں۔ کیا ہم مسلمین کو مجرمین کے برابر کر دیں گے؟ (17/68 تا 35) یہ مثال قریش کے ایک سردار کی ہے۔ جس کی عادت تھی کہ جس دن میوہ توڑا جاتا یا کھیتی کٹتی تو مانگنے والے سب محتاجوں اور فقیروں کو تھوڑا بہت دیدیتا تھا۔ اسی زکوٰۃ سے برکت تھی۔ اس کی وفات کے بعد بیٹوں نے سوچا کہ ایسی تدبیر کی جائے کہ فقیروں کو کچھ دینا نہ پڑے اور ساری پیداوار گھر آ جائے۔ چنانچہ باہمی مشورے سے طے کیا کہ صبح سویرے ہی پھل توڑ کر گھر

لے آئیں۔ فقیر جب جائیں گے تو وہاں کچھ نہ پائیں گے۔ اپنی اس تدبیر پر انشاء اللہ بھی نہ کہا۔ رات کو کوئی قدرتی آفت آئی اور کھیت اور باغ کو ایسا صاف کر گئی کہ وہ پہچان بھی نہ سکے۔ اور کہا کہ وہ شاید راستہ بھول کر کہیں اور نکل آئے ہیں۔ لیکن جب غور کیا تو سمجھے جگہ تو وہی ہے۔ ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی ہے۔ رب العالمین کے فضل وکرم سے ہم محروم ہو گئے ہیں۔ منجھلے بھائی نے بوقت مشورہ کہا تھا کہ اللہ کی راہ میں دینے سے مت کتراؤ اور فقیر محتاج کی خدمت سے دریغ نہ کرو۔ اللہ کے اس انعام میں برکت اسی خیرات سے ہے۔ لیکن دوسروں نے اس کی بات نہ مانی اور تباہی سے دوچار ہونا پڑا۔ پھر سمجھ آئی کہ ہم نے فقیروں محتاجوں کا حق مارا اور حرص وطمع میں آ کر اصل بھی کھو بیٹھے۔ مگر رب سے ناامید نہ ہوئے کہ شاید وہ اپنی رحمت سے پہلے باغ سے بہتر باغ عطا کر دے جیسا کہ کفار مکہ کی سوچ تھی۔ دنیا کے عذاب کا یہ ایک چھوٹا سا نمونہ تھا۔ آخرت کا عذاب تو اس سے بہت بڑا ہے۔ جنت کے باغ تو اس سے بہت بہتر ہیں جس میں ہر قسم کی نعمتیں ہونگی جو متقین کیلئے ہیں۔ باغی نافرمانوں کیلئے نہیں۔

سورہ محمد ﷺ میں ارشاد الٰہی ہے کہ اگر (اللہ) تم سے کچھ مانگے اور پھر اصرار کرے تو تم بخل کرنے لگو اور تمہارا کینہ ظاہر ہو جائے۔ سنتے ہو تم۔ تمہیں بلاتے ہیں کہ فی سبیل اللہ خرچ کرو۔ پھر تم میں سے کوئی بخل کرتا ہے اور جو کوئی بخل کرے گا تو اپنے ہی نفس کیلئے بخل کرے گا۔ اللہ غنی ہے اور تم فقیر ہو۔ اگر تم اعراض کرو گے تو تمہاری جگہ اور لوگوں کو بدل لے گا۔ تو وہ تمہاری طرح کے نہ ہونگے۔ (38-37/47) سورہ اللیل میں بخل کرنے والوں کیلئے سخت وعید آئی ہے کہ جس نے بخل کیا اور بے پروائی کی اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اس کے لئے تنگی وسختی کو آسان کر دیں گے۔ اس کا مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا جب وہ برباد ہو گا۔ (8/92 تا 11) سورہ التوبہ میں اللہ فرماتا ہے کہ بعض ان میں وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ اپنے فضل سے ہمیں دے گا تو ہم ضرور صدقہ وخیرات کریں گے اور ہم صالحین ہو جائیں گے۔ پھر جب اللہ نے انہیں فضل سے دیا تو اس میں انہوں نے بخل کیا اور پھر گئے۔ وہ تھے ہی اعراض کرنے والے

Marfat.com

پھر ان کے قلوب میں اس نے نفاق کا اثر رکھ دیا اس سے ملاقات کے دن تک اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدہ کے خلاف کیا اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔ (9/75-76-77) اللہ علیم وحکیم نے انسانی رویوں کی بڑی صحیح ترجمانی کی ہے۔ بندے اپنی حاجت روائی کیلئے بڑی لمبی چوڑی دعائیں مانگتے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے وعدے کرتے ہیں کہ اگر تو اپنے فضل وکرم سے ہمیں نوازے گا تو ہم ضرور نذر نیاز پیش کریں گے۔ جب رب العالمین دے دیتا ہے تو بندہ بھول جاتا ہے اور ناشکری کرتا ہے۔ اور اس طرح اللہ کی سزا کا سزاوار ہو جاتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ کا شکر گزار بندہ بنے۔ اللہ سے ڈرتا رہے اور ناشکری کر کے شیطان کا بھائی نہ بنے۔

سورہ الھمزہ میں ارشاد ربانی ہے کہ خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب جوئی کرنے والے کی جس نے مال سمیٹا اور گن گن کر رکھا۔ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا۔ (104/1 تا 9) مال کبھی بھی کسی کا سدا ساتھ نہیں دیتا۔ مال اگر آج ایک کے پاس ہے تو کل کسی اور کے پاس ہوگا۔ مال کو بڑھانے اور پاکیزہ بنانے کا ایک ہی طریقہ ہے کو اسے اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ سورہ بنی اسرائیل میں رب العالمین کا فرمان ہے کہ اگر تمہارے ہاتھ میں میرے رب کی رحمت کے خزانے ہوتے تو ضرور بند رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں۔ انسان دل کا تنگ ہے۔ (17/100) آخر میں سورہ التغابن کی ایک آیت کا ذکر ضروری ہے جس میں حکم ربانی ہے کہ اپنے نفس کی بھلائی کے لئے خرچ کرتے رہو۔ جسے نفس کے بخل وحرص سے بچا لیا گیا وہی فلاح پا گیا ہے۔ (64/16) بندے کو دعا گو رہنا چاہیے کہ اللہ اسے نفس کی طمع اور حرص سے بچائے رکھے۔

Marfat.com

27۔ امانت وخیانت

امانت کے معنی ہیں کسی کی سپرد داری یا تحویل میں حفاظت کیلئے رکھی ہوئی کوئی چیز۔ امانت رکھنے والے کو امانت دار، امین یا تحویل دار کہتے ہیں۔ جو شخص اپنی چیز امانت کے طور پر سپرد کرے اسے امانت گزار یا امانت ولا کہتے ہیں۔ خیانت کے معنی ہیں غبن، دغا، دھوکا، فریب یا مال مار لینا۔ خیانت کرنے والے کو خائن کہتے ہیں۔ امانت میں خیانت کسی کی رکھی ہوئی چیزیں تصرف' خورد برد کرنا یا مال مار لینا ہے۔ امانت داری بہت بڑی اخلاقی قوت کی مظہر ہے اور خیانت اتنی ہی گری ہوئی بد خلقی اور اخلاقی کمزوری کی نشانی ہے۔ رسول ﷺ اعظم و آخر نبوت سے قبل لوگوں سے لین دین اور دیگر معاملات کے حوالے سے اس قدر مقبول اور مشہور ہوئے کہ وہ شہر میں امین کہلانے لگے۔ امانت داری اُن کی پہچان بن گئی۔ لوگ اپنی چیزیں بغیر کسی خوف وخطر کے بطور امانت رکھ جاتے تھے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے محبوب رسول ﷺ کی اس سنت پر عمل پیرا ہو کر حب نبی کا ثبوت پیش کریں اور دین ودنیا دونوں سنوار لیں۔

اس صفتِ رسول ﷺ یعنی امانت کے حوالے سے قرآنی تعلیمات حسب ذیل ہیں:۔

حکم الٰہی ہے کہ امانتیں امانت والوں کو لوٹا دیں۔ اور جب لوگوں کے مابین فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔ بے شک اللہ تمہیں اچھا واعظ کرتا ہے۔ بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ (58/4) یہود میں عادت تھی کہ امانت میں خیانت کرتے اور مقدمات میں رشوت اور سفارش سے فیصلے خلاف حق وانصاف کرتے۔ اس آیت میں ان دونوں باتوں سے روکا گیا ہے۔ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہا تو عثمان بن طلحہ کلید بردار نے چابی دینے سے انکار کیا۔ حضرت علیؓ نے چھین کر دروازہ کھول دیا۔ جب آپ ﷺ باہر آئے تو حضرت عباسؓ نے درخواست کی کہ کنجی ان کو مل جائے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور کنجی عثمان بن طلحہ کے سپرد کر دی گئی۔ یہ ہے حکم برداری کی اعلیٰ ترین مثال۔ عثمان بن طلحہ کی نافرمانی رسول اور کنجی چھین کر لینے کی وجہ سے ناخوشگوار، ناگوار، نازیبا اور طبیعت پر گراں گزرنے والی صورت حال کے

Marfat.com

باوجود اور حضرت عباسؓ کی درخواست رد کر کے کنجی واپس عثمان بن طلحہ کو کرنا امانت داری کی بے مثل نظیر ہے۔ حکم الٰہی کی بجا آوری تو رسول ﷺ اعظم پر لازمی تھی۔ لیکن ماتھے پر شکن لائے بغیر چابی کی واپسی رسول ﷺ مقبول کے بے نظیر امین ہونے کی زبردست شہادت ہے۔ اور صبر، عفو اور درگذر کا شاندار ثبوت ہے۔ ورنہ اور کوئی ہوتا تو نافرمانی رسول کی بنا پر ذلیل وخوار کر کے قتل کر دیا ہوتا۔ کیا نافرمانی رسول توہین رسالت نہیں؟ دوسری بات عدل سے فیصلہ کرنے کی ہے۔ انصاف لوگوں کا حق ہے۔ حق کو لوگوں کی طرف لوٹانا بہترین عدل ہے اور امانت داری کے مترادف ہے۔

سورہ الانفال میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور آپس کی امانتوں میں جان بوجھ کر خیانت نہ کرو۔ (27/8) اللہ اور رسول کی خیانت یہ ہے کہ اُن کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے۔ آدمی اکثر اولاد کی خاطر اور مال کی حرص وطمع کی وجہ سے جانتے ہوئے بھی امانت داری کو بھول جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ مومنوں فلاح پاگئے۔ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کو نباہنے والے ہیں۔ (8/23) عہد کو پورا کرنا بھی ایک طرح کی امانت ہے اس لئے امانت اور عہد کی پاسداری کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنی امانت اور اپنے عہد کو نباہتے ہیں وہی مکرم جنت میں ہونگے۔ (32/70) دو سورتوں میں ایک ہی بات کی تکرار مزید تاکید کی علامت ہے۔ گروی رکھے ہوئے سامان کے گواہ کو اپنی امانت ادا کرنے اور شہادت کو نہ چھپانے کا حکم ہے۔ (283/2) سورہ آل عمران میں ارشاد الٰہی ہے کہ اہل کتاب کے بعض لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ﷺ ان کے پاس سونے کا ڈھیر بطور امانت رکھ دیں تو تجھے لوٹا دیں اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ اگر آپ ﷺ ان کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھیں تو تجھے واپس نہ کریں مگر جب تک کہ آپ ﷺ ان کے سر پر کھڑے رہیں۔ (75/3) حضرت شعیبؑ کی دو صاحبزادیوں میں ایک بولی۔ اے باپ! اس کو (حضرت موسیٰ کو) ملازم رکھ لیں بے شک اچھا ملازم جسے آپ رکھنا چاہیں وہی ہے جو قوی اور امین ہو۔ (26/28) اچھے ملازم کی یہاں دو خوبیاں بیان ہوئیں۔ ایک تو اسے طاقت ور ہونا چاہئے اور دوسرے امانت

Marfat.com

دار۔ طاقت کا استعمال کام کی نوعیت پر ہے۔ بھیڑ بکریوں کی دیکھ بھال۔ پانی پلانے کیلئے کنویں سے ڈول نکالنا اور مجمع کو ہٹانا زور کا تقاضہ کرتا ہے۔ لیکن امانت داری کی ہر کام میں ضرورت ہوتی ہے۔

سورہ الاحزاب میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بے شک ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ پھر انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کیا اور وہ اس سے ڈر گئے۔ انسان نے اسے اٹھالیا۔ بے شک وہ بڑا ہی ظالم، بڑا ہی جاہل ہے۔ (72/33) یہ بار امانت القرآن الحکیم ہی ہوسکتا ہے۔ جسے صادق اور آمین کی صفات سے متصف حضور ﷺ پر نور پر تھوڑا تھوڑا کر کے 23 سال میں نازل فرمایا۔ اللہ نے جو علم و حکیم ہے علم و حکمت کی باتیں حضرت آدمؑ کو سکھائیں جو ملائکہ کو بھی معلوم نہ تھیں۔ قرآن حکیم ان باتوں کا خزانہ ہے۔ زمین اور پہاڑ تجلی ربانی کے متحمل نہ ہو سکے جب حضرت موسیٰ حق تعالیٰ کو دیکھ کر ہمکلامی کا شرف حاصل کرنا چاہتے تھے۔ (143/7) سورہ الحشر میں ارشاد ربانی ہے کہ اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ ﷺ دیکھتے کہ وہ اللہ کی خشیت سے عاجز آ جاتا، ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ (21/59) امانت ایک متشکل چیز ہے جسے کسی کے پاس رکھا جاسکتا ہے اور واپس لی جاسکتی ہے۔ قرآن پاک سے زیادہ معظم اور مطہر امانت کوئی اور نہیں ہوسکتی جو لوح محفوظ میں محفوظ ہے جس کی حفاظت کا ذمہ دار خود باری تعالیٰ ہے۔ جو بڑی فضیلت اور حکمت والی کتاب ہے جو عظیم الشان ہے، بڑے رتبے والی ہے۔ جس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ جس میں لوگوں کے لئے ہدایت، رحمت، نصیحت، شفاعت اور شفا ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ حق و باطل میں امتیاز اور اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی کتاب ہے۔ اس بڑی بار امانت کو اٹھانے والا انسان ہی ہوسکتا ہے۔ جو اشرف المخلوقات اور خود خالق کائنات کا روئے زمین پر خلیفہ ہے۔

حق تعالیٰ جل شانہ کا حکم ہے کہ خیانت نہ کرو نہ اللہ کی نہ رسول کی اور نہ بندوں کی

Marfat.com

امانتوں میں (27/8) اللہ پاک خیانت اور کفران نعمت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (38/22) فرمان الٰہی ہے کہ خائنین کی طرف سے جھگڑا نہ کرو۔ یعنی ان کی حمایت نہ کرو۔ نہ ان لوگوں کی طرف سے جھگڑو جو اپنے نفس سے بھی خیانت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ بڑے خائن گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔ (4/105-107) پھر فرمایا کہ اللہ خیانت کرنے والوں کے مکر کو راہ نہیں دیتا۔ (52/12) ارشاد ربانی ہے کہ اگر کافر آپ ﷺ سے خیانت کرنا چاہیں گے تو وہ اللہ سے بھی خیانت کر چکے ہیں۔ پھر اس نے ان کو پکڑوا دیا (71/8) یعنی آپ کا قیدی بنا دیا۔

سورہ المومن میں ارشاد الٰہی ہے کہ وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو کچھ سینوں میں پوشیدہ ہے۔ (19/40) آنکھوں کی خیانت یہی ہے کہ کسی کو نظر بچا کر یا چوری چھپے یا کن انکھیوں سے دیکھا جائے۔ ماہ رمضان میں کھانے پینے اور عورتوں سے اختلاط کے بارے میں پہلے یہ حکم تھا کہ اول شب کھانے پینے اور عورتوں کے پاس جانے کی اجازت تھی۔ لیکن سو رہنے کے بعد ان چیزوں کی ممانعت تھی۔ بعض لوگوں نے اس کے خلاف کیا۔ اور آپ ﷺ کے پاس آ کر اپنے قصور کا اقرار اور ندامت کا اظہار کیا اور توبہ چاہی جو قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے سابق حکم کو منسوخ فرما دیا اور ماہ رمضان کی ساری رات صبح صادق سے پہلے ان باتوں کی اجازت دیدی۔ لہٰذا سورہ البقرہ میں ارشاد ہے کہ روزہ کی رات تمہیں اپنی عورتوں سے بے حجاب ہونا حلال ہوا۔ وہ تمہاری پوشاک ہیں۔ اور تم ان کی پوشاک ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفس سے خیانت کرتے تھے سو تمہیں معاف کیا اور تم سے درگذر کی۔ (187/2) اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی خیانت ہے اور یہ اپنے جی سے خیانت ہے۔ کیونکہ یہ بندے کا اپنا گناہ ہے۔ سورۃ التحریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک مثل کافروں کے لئے بیان فرمائی۔ حضرت نوحؑ کی عورت کی اور حضرت لوطؑ کی عورت کی۔ دونوں بندوں کے گھر میں تھیں جو ہمارے صالح بندوں میں سے تھے۔ پھر انہوں نے خیانت کی۔ پھر اللہ کے سامنے وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آئے اور حکم ہوا کہ داخل ہونے والوں کے ساتھ آگ میں داخل ہو جاؤ۔ (10/66) نبی کی زوجہ ہونے کے باوجود دونوں واصل جہنم ہو گئیں۔ اللہ نے

ایک مثل ایمان والوں کیلئے بیان فرمائی ۔فرعون کی عورت کی جب اس نے کہا کہ اے رب میرے لئے جنت میں اپنے پاس ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور ظالم قوم سے نجات دے۔(11/66)۔

Marfat.com

28۔ ربوا

ربوا کے معنی سود کے ہیں۔ ربوٰا وہ قرض یا ادھار جو اس شرط پر ہو کہ مقروض قرض خواہ کو اصل رقم سے زیادہ واپس کریگا۔ قرض یا ادھار دینے والے کو قرض خواہ کہا جاتا ہے۔ اور لینے والے کو قرض دار یا مقروض کہتے ہیں۔ ربوٰا سے متعلق قرآنی آیات حسب ذیل ہیں:۔

275/2۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ ایسے اٹھیں گے جیسے اٹھتا ہے وہ شخص جسے شیطان کے مس نے خبطی (دیوانہ یا جنونی) بنادیا ہو یہ اس لئے ہوگا کہ انہوں نے کہا کہ بیع بھی تو ربوٰا ہی کی مثل ہے۔ حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور ربوٰا کو حرام کیا ہے۔ پھر جسے اپنے رب کی طرف سے وعظ نصیحت پہنچی پھر وہ باز آ گیا تو اس کے لئے ہے جو پہلے ہو چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ جو کوئی حد سے تجاوز کرے گا۔ تو وہی لوگ اصحاب النار ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

276/2۔ اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ اللہ ہر بڑے کافر (ناشکرے) گنہگار کو ([illegible]) پسند نہیں کرتا۔

278/2۔ اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرتے رہو اور چھوڑ دو جو کچھ سود سے باقی رہ گیا اگر تم مومنین ہو۔

279/2۔ پھر اگر نہیں چھوڑتے تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کیلئے تیار ہو جاؤ اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے لئے تمہارا راس المال یا اصل مال ہے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔

280/2۔ اگر کوئی تنگ دست ہو تو اسے مہلت دینی چاہئے کشائش ہونے تک اور اگر صدقہ کر دو یعنی بخش دو تو تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تمہیں علم ہو۔

281/2۔ اور ڈرتے رہو اس دن سے جب اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر وہ ہر نفس یا شخص کو پورا پورا دے گا جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

130/3۔ اے ایمان والو! دونے پر دونا سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

Marfat.com

131/3۔ اور اس آگ سے بچو جو کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

160/4۔ یہود کے گناہوں کی وجہ سے ہم نے ان پر طیبات حرام کیں جو ان پر حلال تھیں۔ اس وجہ سے کہ وہ اللہ کی راہ سے بہت روکتے تھے۔

161/4۔ اور اس وجہ سے کہ سود لیتے تھے اور انہیں اس کی ممانعت ہو چکی تھی اور اس وجہ سے کہ لوگوں کا مال باطل طریقے سے یا ناحق کھاتے تھے۔ اور ہم نے ان میں سے کافروں کیلئے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔

39/30۔ اور جو تم سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے سو وہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا۔ جو تم زکوٰۃ میں سے دیتے ہو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے سو یہ وہی لوگ ہیں جن کے دونے ہونگے۔

ہر زمانے میں ادھار یا قرض لینے کی ہر ایک کو زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر ضرورت پڑتی ہے۔ ظاہر ہے قرض مالدار سے ہی لیا جاتا ہے جسے وقت مقررہ میں واپس کرنا ہوتا ہے۔ جسے قرض چاہیے وہ ضرورت مند پریشان حال ہوتا ہے۔ وہ مجبور ہو کر اشد ضرورت کے تحت ہی قرض مانگتا ہے۔ قرض خواہ کا ہاتھ اوپر ہوتا ہے اور مقروض کا نیچے۔ وہ قرض خواہ کی شرائط ماننے پر مجبور ہوتا ہے۔ قرض خواہ مقروض کی اس مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کا بے جا استحصال کرتا ہے اور شرح سود اپنی مرضی کی منواتا ہے۔ بعض تو سادہ سود کی بجائے سود در سود لیتے ہیں یعنی اصل رقم میں سالانہ سود جمع کر کے اگلے سال کے سود کا حساب لگاتے ہیں۔ یہ سراسر ظلم و زیادتی ہے اور کسی کی مجبوری اور پریشانی سے ناجائز فائدہ اٹھانا ہے۔ انسانی فلاح کا تقاضہ تو یہ ہے کہ حاجت مند کو ذاتی ضروریات کیلئے قرض بغیر سود کے دیا جائے اور مدت میں بھی مہلت دی جائے تا کہ آسانی سے ادا کر سکے۔ ذاتی ضروریات میں علاج معالجہ، بچوں کی تعلیم، شادی بیاہ، چھوٹا کاروبار، مکان کی تعمیر و مرمت، گاڑی کی خرید وغیرہ شامل ہیں۔ بڑے کاروبار کے لئے قرضہ لینا اور بات ہے جس سے تاجر لاکھوں کماتے ہیں اور کروڑ پتی بن جاتے ہیں۔

آیات بالا سے یہ بالکل واضح ہے کہ سود حرام ہے اور سود لینے والا جہنمی ہے۔ حرام مال

Marfat.com

میں برکت نہیں ہوتی وہ حرام ہی چلا جاتا ہے۔ بلکہ اصل مال بھی ضائع کر جاتا ہے۔ سودی مال وقتی طور پر اگر فائدہ بھی دیدے تو انجام بخیر نہیں ہوتا۔ دیکھنے سننے میں آیا ہے کہ فلاں شخص حرام کھا کر موٹا ہو گیا ہے اور وہی موٹاپا اسے لے بیٹھتا ہے۔ وہ بیماریوں کا گڑھ بن جاتا ہے۔ اور علاج معالجہ پر جو کمایا ہوتا ہے لگ جاتا ہے۔ یا مقدمے میں لٹ جاتا ہے۔ سورہ البقرہ کی آیت نمبر 278 اور 279 میں رب ذوالجلال والاکرام نے سود کھانے والوں کو بہت زبردست بلکہ تباہ کن چیلنج دیا ہے کہ اگر تم سود لینے سے باز نہیں آتے تو پھر اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کیلئے تیار ہو جاؤ۔ بھلا کون بد بخت ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کا سوچ بھی سکتا ہے۔ ایسا سوچنا بھی اپنی تباہی کو دعوت دینے کے برابر ہے۔ سو بہتری اسی میں ہے کہ انسان سود لینا چھوڑ دے۔ آئندہ کیلئے توبہ کر لے۔ رب رحیم و کریم تو دونوں فریقوں یعنی قرض دینے والا اور قرض لینے والا کا بھلا چاہتا ہے۔ کسی ایک پر بھی ظلم و زیادتی نہیں چاہتا۔ یاد رہے کہ فلاح کا راز اللہ کے خوف میں ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس لین دین میں دو افراد ہی شامل ہیں۔ ایک لینے والا اور دوسرا دینے والا۔ آج کل کے پٹھان اور بنیئے اس وقت کے یہودیوں کی طرح ہیں جو ربوٰا میں ملوث ہیں۔ اس معاملہ میں کوئی مالی ادارہ یا بنک شامل نہیں تھا۔ اس وقت تو بنک کا شاید وجود ہی نہ تھا۔ یہودیوں سے قرض لیا جاتا تھا جو سود در سود لیتے تھے۔ حضرت بلالؓ بھی یہودیوں سے نبی محترم کے گھریلو اخراجات کیلئے قرض لیا کرتے تھے۔ جو جلد ہی واپس کر دیا جاتا تھا۔ پاکستان کے بنکوں میں نفع و نقصان کی شراکت کے بچت کے اکاؤنٹ ربوٰا سے پاک معلوم ہوتے ہیں۔ اسی طرح نیشنل سیونگ سنٹر کے اکاؤنٹس بھی ربوٰا کی زد میں نہیں آتے کیونکہ لوگوں کی بچت قومی دفاع کے کام آتی ہے جس کی تیاری کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ دوسرے ان مراکز میں بیواؤں، یتیموں، معذوروں اور بوڑھے لوگوں کے بچت اکاؤنٹ ہوتے ہیں جن کی امداد کا حکم باری تعالیٰ نے دیا ہے۔ بنک اور مالی ادارے لوگوں کی رقم سے سرمایہ کاری کرتے ہیں اور خوب منافع کماتے ہیں۔ کھاتے داروں کو کم ملتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے اخراجات بھی پورے کرنے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

29۔ مال غنیمت وفئی

انفال وہ مال غنیمت ہے جو مسلمان مجاہدین کافروں سے جنگ کر کے حاصل کریں۔

فئی سے مراد وہ مال ہے جو کافروں سے اللہ لے کر مسلمانوں کو بغیر جنگ کیے عطا کر دے۔

مالِ غنیمت شریعت محمدیہ سے قبل کسی نبی کی امت کیلئے حلال نہ تھا۔ آنحضورﷺ کا فرمان ہے کہ غنائم میرے لئے حلال کیے گئے اور مجھ سے قبل کسی کیلئے حلال نہ تھے۔ مال غنیمت کے پانچ حصے کیے جاتے ہیں۔ ایک حصہ بیت المال کیلئے جو یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر صرف ہوتا ہے۔ بقیہ چار حصے مجاہدین میں تقسیم ہوتے ہیں۔ غنائم سے متعلق قرآنی آیات حسب ذیل ہیں:۔

1/8۔ آپﷺ سے مال غنیمت کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیں کہ مال غنیمت اللہ اور رسول کے لئے ہے۔ سو اللہ سے ڈرتے رہو اور آپس میں صلح کرا دو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومنین ہو۔

41/8۔ تمہیں معلوم ہو کہ جو کچھ تمہیں کسی چیز سے مال غنیمت ملے۔ سو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کیلئے ہے اور اس کے قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کیلئے۔

69/8۔ سو جو کچھ تم کو غنیمت میں ملے اسے حلال وطیب سمجھ کر کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔

18/48۔ یقیناً اللہ مومنین سے راضی ہوا جب شجر کے نیچے آپﷺ سے بیعت کرنے لگے۔ (بیعت رضوان) پھر معلوم کیا جو ان کے قلوب میں تھا۔ پھر ان پر تسکین نازل فرمائی اور قریبی فتح کا انعام دیا۔

19/48۔ اور کثرت سے غنائم جو وہ لیں گے۔ اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

20/48۔ اللہ نے تم سے کثرت سے غنیموں کا وعدہ کیا ہے جن کو تم لو گے۔ سو یہ غنیمت تمہیں جلد دیدی۔ (فتح خیبر جس میں بہت زیادہ مال غنیمت ہاتھ آیا جس سے صحابہ اکرام آسودہ حال ہو گئے

Marfat.com

اور صلح حدیبیہ کی کسر نکال دی) اور لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا تا کہ مومنین کیلئے نشانی ہو اور تمہیں صراط مستقیم کی ہدایت ہو۔

سورہ النسآء میں اللہ نے ہدایت فرمائی کہ جہاد کے دوران اگر کوئی تمہیں اسلام علیکم کہے تو اس کے مسلمان ہونے کا مال غنیمت کے لالچ میں انکار نہ کرو بلکہ تحقیق کر لیا کرو۔ اللہ کے پاس بہت ساری غنیمتیں ہیں۔ (94/4)

مال فئی سارا کا سارا بیت المال میں جمع ہوتا ہے جو یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور مسلمانوں کے دیگر امور خیر واصلاح پر صرف ہوتا ہے۔ اس میں مجاہدین کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

6/59۔ جو مال فئی اللہ نے ان سے لے کر اپنے رسول کو دے دیا۔ اس کیلئے تم نے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ۔ لیکن اللہ اپنے رسول کو مسلط کرتا ہے جس پر چاہے۔ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

7/59۔ جو بستیوں والوں کا مال فئی اللہ نے اپنے رسول کو دیا سو وہ اللہ، اس کے رسول، اہل قرابت، یتامیٰ، مساکین اور مسافروں کیلئے ہے تا کہ یہ مال تمہارے دولت مندوں میں ہی گردش نہ کرتا رہے۔ رسول ﷺ اللہ جو تمہیں دے سو وہ لے لو اور جس سے منع کرے سوائے سے چھوڑ دو۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ کا عذاب شدید ہے۔ (اگر رسول ﷺ اللہ کی نافرمانی کرو گے تو)۔

8/59۔ مال فئی ان فقرا مہاجرین کیلئے بھی ہے جو اپنے گھروں اور اموال سے نکالے گئے۔ وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا کے متلاشی ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ وہی لوگ تو سچے ہیں۔

9/59۔ مال فئی ان لوگوں کیلئے بھی ہے جو ان سے پہلے ایمان لائے۔ گھر میں وہ رہ رہے ہیں۔ (انصار مدینہ) وہ محبت کرتے ہیں ان سے جو ان کے پاس ہجرت کر کے آئے ہیں اور اپنے دل میں کوئی حاجت نہیں رکھتے اس چیز کی جو مہاجرین کو دی جائے اور ان کو اپنی جان سے مقدم رکھتے ہیں اگر چہ وہ خود محتاج ہوں۔ جو اپنے نفس کے حرص سے بچالیا گیا سو وہی لوگ فلاح پانے والے

Marfat.com

ہیں۔

10/59۔مال فیٔ ان کیلئے بھی ہے جو ان کے بعد آئے۔کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے ایمان میں سبقت لے گئے ہیں۔ ہمارے قلوب میں ایمان والوں کیلئے کوئی کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے رب! تو ہی رؤف رحیم ہے۔

30۔ وراثت

وراثت سے مراد وہ جائیداد ہے جو صاحب جائیداد اپنے ورثا کیلئے بطور ترکہ، میراث یا ورثہ چھوڑ جائے یا اپنے وارثوں میں اپنی زندگی ہی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق تقسیم کردے۔ یہ انتقال میراث بغیر کسی سودے کے ہوتی ہے۔اور بغیر محنت ومشقت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ رب العالمین کی طرف سے مقررہ کردہ حق ہے۔ جو کسی صورت ساقط نہیں ہوسکتا۔ بعض والدین ناخلف (نافرمان) اولاد کو عاق کردیتے ہیں۔وہ اپنے اس عمل سے اللہ تعالیٰ کے نافرمان بن جاتے ہیں اور عذاب کے مرتکب ہوجاتے ہیں۔قرآنی آیات جن کا تعلق وراثت سے ہے درج ذیل ہیں:۔

7/4۔ مردوں کا بھی حصہ ہے اس میں جو والدین اور قرابت دار چھوڑ جائیں۔ عوتوں کا بھی حصہ ہے اس میں جو والدین اور قرابت دار چھوڑ جائیں اس (ترکہ) میں سے تھوڑا ہو یا بہت۔ حصہ فرض کیا ہوا ہے۔

8/4۔اور جب تقسیم کے وقت قرابت دار اور یتیم اور مسکین حاضر ہوں تو اس میں سے ان کو بھی کچھ دے دو۔اُن سے اچھی بات کہو۔

9/4۔اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہئے کہ اگر وہ اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ جائیں اور ان کے بارے میں خوف بھی ہو تو اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کریں۔

13/4 ۔ یہ اللہ کی حدود ہیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اس کو جنتوں میں داخل کیا جائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

33/4۔اور ہم نے ہر ایک کے لئے وارث ٹھہرادیئے ہیں جو والدین اور قرابت دار چھوڑ جائیں۔ جن لوگوں سے تمہارا عہد ہوا ہو تو ان کو ان کا حصہ دیدو۔ بے شک اللہ ہر شے پر شہادت دینے والا ہے۔

11/4۔تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تمہیں معلوم نہیں کہ ان میں سے نفع پہنچانے میں تمہارے قریب تر کون ہے۔

مندرجہ بالا آیات میں وراثت کے عمومی اصول کا بیان تھا۔اگلی آیات میں ورثا میں وراثت کے حصوں کی تقسیم کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقررہ قواعد حسب ذیل ہیں جو وصیت یا فرض کی ادائیگی کے بعد ہوگی۔

وراثت کی تقسیم 11/4

1۔ اولاد میں اگر وارث مرد(بیٹے)اور عورتیں(بیٹیاں)ہوں تو مردوں کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔

2۔ اگر ورثا میں صرف دو سے زیادہ عورتیں(بیٹیاں)ہوں تو ان کیلئے ترکہ کا دو تہائی حصہ ہے۔

3۔ اگر وارث صرف ایک ہی عورت(بیٹی)ہو تو اس کیلئے نصف حصہ ہے۔

4۔ اولاد والے والدین کا حصہ۔دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔

5۔ اولاد کے بغیر والدین کا حصہ۔ماں کا حصہ ایک تہائی ہے۔

6۔ اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے۔

زوجہ کا ترکہ 12/4

1۔ اگر اولاد نہ ہو تو خاوند کا حصہ نصف ہے۔

2۔ اگر اولاد ہو تو خاوند کا حصہ ایک چوتھائی ہے۔

خاوند کا ترکہ 12/4

1۔ اگر اولاد نہ ہو تو زوجہ کا حصہ ایک چوتھائی ہے۔

2۔ اگر اولاد ہو تو زوجہ کا حصہ آٹھواں ہے۔

Marfat.com

کلالہ کی میراث 12/4

کلالہ سے مراد وہ مرد یا عورت ہے جس کے نہ والدین اور نہ اولاد ہو۔ بہن بھائی تین طرح کے ہو سکتے ہیں۔

1۔ عینی یا سگے۔

2۔ علاقی یا سوتیلے جن کا باپ ایک ہو۔

3۔ اخیافی یا سوتیلے جن کی ماں ایک ہو۔

(عینی اور علاقی دونوں کے لئے حکم مثل اولاد کے ہے۔ مقدم عینی ہے وہ نہ ہو تو علاقی حق دار ہے)

1۔ اگر عورت کا ایک بھائی یا بہن (اخیافی) ہو تو ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔

2۔ اگر زیادہ ہوں تو سب کیلئے ایک تہائی ہے۔

کلالہ کی میراث 176/4

1۔ اگر مرد کی فقط ایک بہن ہو تو اس کا آدھا حصہ ہے۔

2۔ اگر بہن لاولد مر جائے تو اس کا بھائی بہن کے مال کا وارث ہوگا۔ اگر بہن کا خاوند زندہ ہے۔ تو خاوند کے حصے کے بعد جو بچ جائے بھائی اس کا حق دار ہے۔

3۔ اگر دو بہنیں ہوں تو ان کا دو تہائی حصہ ہے۔

4۔ اگر کئی مرد (بھائی) اور عورتیں (بہنیں) ہوں تو بھائی کا حصہ دو بہنوں کے برابر ہے۔

Marfat.com

31۔ شراب، جوا، بت اور پانسے

القرآن الحکیم میں خمر کے معنی انگوری شراب کے ہیں۔ میسر جوا کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ انصاب نصب کی جمع ہے جس سے مراد پتھر کے بت ہیں جو خانہ کعبہ کے گرد پوجا کے لئے نصب کئے گئے تھے اور ان کے پاس بتوں کے نام پر قربانی ہوتی تھی جس کا خون ان پتھروں پر ملا جاتا تھا اسی لئے اس ذبح کو حرام قرار دیا گیا۔ (3/5) ازلام سے مراد جوئے اور پانسے کے وہ تیر ہیں جو خانہ کعبہ میں ہبل بت کے پاس رکھے تھے۔ ان میں سے کسی پر لکھا تھا رب کا حکم ہے اور کسی پر تھا رب کا حکم نہیں۔ جب کسی کام میں تذبذب ہوتا تو تیر انکل سے نکالتے اور جو تیر ہاتھ میں آجاتا اس کی تحریر کے مطابق عمل کرتے۔ اسلام نے تیروں کے ذریعے قسمت کا حال معلوم کرنے کو حرام قرار دیا ہے (3/5) اول اس وجہ سے کہ اس میں بتوں کی تعظیم پائی جاتی ہے دوسرے اس لئے کہ اس کے ذریعے غیب کو معلوم کرنے کی سعی کی جاتی ہے جس کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں۔ اسلام تو چاہتا ہے کہ ہر کام خوب سوچ سمجھ اور غور و فکر کے بعد کیا جائے۔ بعض اوقات بندہ کش مکش میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ اسلام نے اس کا بھی ایک طریقہ تعلیم فرمایا ہے ایسی صورت میں بندہ اپنے مولیٰ سے مدد طلب کرے۔ وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرے۔ عاجزی اور انکساری سے علام الغیوب اور قادر مطلق کی بارگاہ میں دعا کرے کہ وہ اس پر راہ حق کھول دے۔ جو کام اس کے لئے بہتر ہو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا کے بعد جس طرح اس کا دل چاہے وہ کام کر گزرے۔ انشا اللہ وہی فیصلہ اس کے لئے بہتر ہوگا۔ سنت کی اصطلاح میں اسے استخارہ کہتے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ آپ ﷺ سے خمر (شراب) اور میسر (جوئے) کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ ﷺ فرمادیں کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے منافع (فائدہ) بھی ہے۔ ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت بڑا ہے۔ (219/2) پھر سورہ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے کہ اے ایمان والو! بے شک خمر (شراب) اور میسر (جوا) اور

Marfat.com

انصاب (بت) اور ازلام (پانسے) شیطان کے گندے عمل ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (90/5) بے شک شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تم میں خمر اور میسر کے ذریعے عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور صلوٰۃ سے روکے۔ سو اب بھی تم باز آؤ گے۔ (91/5) زیادہ شراب پینے سے چونکہ عقل جاتی رہتی ہے اور جوئے میں ہار جیت سے لڑائی جھگڑے اور فساد برپا ہو جاتے ہیں۔ نشہ کی حالت میں صلوٰۃ سے اسی لئے منع کیا گیا ہے کہ نشہ میں انسان کو معلوم نہیں رہتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ (43/4) سورہ المائدۃ (مدنی سورت) کے حکم میں قطعی ممانعت پائی جاتی ہے یہ چاروں امور گندے اور شیطانی عمل قرار دیئے گئے ہیں۔ لہٰذا ان سے اجتناب نہایت ضروری ہے۔

سورہ النحل میں ارشاد الٰہی ہے کہ تمہارے واسطے چوپایوں میں عبرت ہے۔ تمہیں پلاتے ہیں جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے، گوبر اور لہو کے بیچ میں سے خالص دودھ پینے والوں کے لئے خوش گوار۔ کھجور اور انگور کے ثمرات سے نشہ حاصل کرتے ہو اور رزق حسنہ بھی۔ (67/16) یہ مکی سورت ہے اس میں کوئی ممانعت نہیں پائی جاتی۔

Marfat.com

32۔ رشوت و ناجائز سفارش

رشوت و ناجائز سفارش کسی بھی مہذب معاشرے میں ایک بدنما داغ، دھبہ اور ناسور ہوتی ہے۔ رشوت دینے اور لینے کے بے شمار طریقے ہیں۔ تحفے تحائف نذرانہ دے کر اپنے کام نکلوانا، کسی کا حق مارنا، ناحق مال کھانا، ظلم سے مال کمانا، عورتوں کے ذریعے کام کروانا اور دیگر غیر اخلاقی اور فحش ہتھکنڈے اختیار کرنا رشوت کے زمرے میں آتے ہیں۔ حکم ربانی ہے کہ ایک دوسرے کا آپس میں مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ اور نہ اسے حکام تک پہنچاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے ناحق کھا جاؤ اور تمہیں معلوم بھی ہو۔ (188/2) مال دے کر حاکم کو موافق بنا کر یا جھوٹی گواہی دے کر یا جھوٹا دعویٰ کر کے کسی کا مال نہ کھاؤ جبکہ تمہیں اپنے ناحق ہونے کا علم بھی ہو۔ حضور ﷺ انور کا ارشاد ہے کہ رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ حکومت کے بعض محکمے سراپا رشوت کے گڑھ ہیں اور سیاست رشوت کی جڑ ہے۔

ناجائز سفارش کرنا اور کروانا دونوں دوسروں کا حق مارنے کے مترادف ہے۔ اگر سفارش نہ ہوتی تو حق دار کو اپنا حق مل جاتا۔ حقدار کو حق نہ ملنے سے کئی معاشرتی مسائل جنم لیتے ہیں جن کے ذمہ دار ناروا سفارش کرنے اور کروانے والے ہوتے ہیں۔ جب نااہل کسی منصب پر فائز ہوتا ہے تو ادارے کا نقصان ہوتا ہے۔ سیاسی سفارشوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ جب حکومت بدلتی ہے تو ایسے سارے نااہلوں کو نکال دیتی ہے اور پھر نئے نااہل بھرتی ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ سلسلہ جاری و ساری رہتا ہے۔

Marfat.com

33۔ رضاعت اور نان ونفقہ

خالق کائنات کی طرف سے یہ فطری تقاضہ ہے کہ جننے والا جاندار اپنے جنے ہوئے بچہ کو دودھ پلائے۔ یہ رب العالمین کی طرف سے نوزائیدہ کی پرورش کا اہم عمل ہے تا کہ بچہ ضروری غذا حاصل کر کے صحت مندرہے اور پروان چڑھے۔ ماں کا دودھ غذائیت سے بھرپور ہے کیونکہ بچے کے لئے یہ عطیہ قدرت ہے۔ باری تعالیٰ نے انسانوں کے لئے اس ضمن میں قرآن حکیم میں احکام نازل فرمائے ہیں۔ سورہ البقرہ میں حکم ربانی ہے کہ بچے والی عورتیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں جو کوئی دودھ کی مدت پوری کرنا چاہے۔ دستور کے موافق عورت کا کھانا اور کپڑا والد کی ذمہ داری ہے۔ کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی۔ ماں کو بھی اس کے بچہ کی وجہ سے کوئی نقصان نہ دیا جائے اور اس کو جس کا وہ بچہ ہے یعنی باپ کو۔ وارثوں پر بھی اسی طرح ذمہ داری ہے اگر باپ وفات پا جائے۔ اگر والدین چاہیں کہ باہمی رضا اور مشورہ سے مدت سے پہلے ہی دودھ چھڑالیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ اگر تم اپنی اولاد کو کسی دایہ سے دودھ پلوانا چاہو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جبکہ دستور کے موافق مقرر کیا ہوا معاوضہ ادا کر دو۔ اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے سب کاموں کو خوب جانتا ہے۔ (233/2) سورہ الطلاق میں مطلقہ عورت کے بارے میں اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ اُن کو گھر میں رہنے دو جہاں تم رہتے ہو اپنی حیثیت کے مطابق اور ان کو تنگ کرنے کے لئے ایذا نہ دو۔ اگر ان کو حمل ہو تو وضع حمل تک ان پر خرچ کرو۔ اگر وہ تمہاری خاطر دودھ پلائیں تو انہیں اس کا معاوضہ دو اور آپس میں بھلائی کا حکم کرو۔ اگر تم آپس میں ضد کرو تو کوئی دوسری عورت اس کی خاطر دودھ پلائے گی۔ وسعت والا اپنی وسعت کے موافق خرچ کرے۔ جسے نپی تلی روزی ملے تو خرچ کرے جتنا اللہ نے اسے دیا ہے۔ اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اللہ تنگی کے بعد آسانی بھی کر دے گا۔ (7/65)

آج کل کی عورتوں کو غور کرنا چاہئے کہ ماں کے دودھ کو اللہ تعالیٰ کتنی اہمیت دیتا ہے۔

Marfat.com

اول تو ماں کو ہی اپنے بچے کو دودھ پلانا چاہیے۔ اگر وہ کسی وجہ سے نہ پلا سکے تو کسی اور دودھ پلانے والی عورت کا بندوبست کرنا چاہیے جو اسے دودھ پلائے اور ڈبوں کا دودھ نہ پلایا جائے۔ سورہ الاحقاف میں ارشاد الٰہی ہے کہ ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ وہ والدین کے ساتھ احسان کرتا رہے۔ اس کی ماں نے اسے تکلیف سے حمل میں رکھا اور تکلیف سے اسے جنا اس کے حمل اور دودھ چھڑائی کے تیس ماہ ہیں۔ (15/45)

Marfat.com

34۔ قربانی

قربانی کا جذبہ خالق کائنات نے ہر جاندار میں ودیعت کیا ہوتا ہے جو حالات و واقعات کے مطابق پروان چڑھتا ہے۔ کسی میں ایثار و قربانی کا جذبہ زیادہ اور کسی میں کم پایا جاتا ہے۔ اس کا انحصار خاندانی اقتدار اور تربیت پر موقوف ہے۔ ماں کی ممتا ایثار و قربانی کی معراج ہے۔ اہل ایمان میں قربانی کا موجودہ سلسلہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ابوالانبیا کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیلؑ سے شروع ہوتا ہے۔ جن کا بچپن قربانیوں سے عبارت ہے۔ حضرت اسماعیلؑ ابھی بچہ ہی تھے کہ حضرت ابراہیم بحکم الٰہی اپنی بیوی حضرت ہاجرہؓ اور بچے کو بالکل غیر آباد لق و دق وادی میں تن تنہا چھوڑ گئے۔ کھانے کے لئے کچھ کھجوریں اور تھوڑا پانی دے گئے۔ یہ چیزیں جلد ہی ختم ہو گئیں۔ حضرت اسماعیلؑ نے بھوک پیاس سے بیتاب ہو کر ایڑیاں رگڑنی شروع کر دیں۔ ماں ممتا کی ماری کبھی مروہ کی پہاڑی کی طرف دوڑتی اور کبھی صفا کی طرف مگر پانی کہیں نہ ملا۔ رب العالمین کی رحمت جوش میں آئی۔ اور حضرت اسماعیلؑ کے پاؤں کے نیچے پانی کا چشمہ بہہ نکلا۔ یہ زمزم کا چشمہ تھا جو بھوک پیاس دور کرنے کے لیے کافی تھا۔ زمزم آج تک ہزاروں سال سے جاری و ساری ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ قائم و دائم رہیگا۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ماں بیٹے نے کتنی مشکلوں اور مصیبتوں میں زندگی بسر کی ہوگی اور وہ بھی ابوالانبیا کی زوجہ محترمہ اور فرزند ارجمند ہونے کے ناطے۔ یہ باپ، بیوی اور بیٹے کی کڑی آزمائش تھی۔ جو رب العالمین کو مقصود تھی۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کا امتحان اسی پر ختم نہیں ہوتا۔ جب حضرت اسماعیلؑ باپ کے ساتھ دوڑنے کے قابل ہوئے تو حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ اے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ سعادت مند بیٹے نے کہا کہ اے باپ! آپ کو جو حکم ہوا ہے کر ڈالیئے۔ آپ مجھے صابرین میں پائیں گے۔ (102/37) پھر دونوں نے حکم کو تسلیم کیا اور بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور گردن پر چھری پھیرنی شروع کر دی۔

Marfat.com

(103/37) ملاءِ اعلیٰ میں شور مچ گیا۔ فرشتے چیخ پڑے۔ حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھ میں کوئی لغزش نہ آئی اور نہ حضرت اسماعیلؑ کی پیشانی پر کوئی شکن۔ حضرت ابراہیمؑ نے حکم الٰہی کی تعمیل میں کوئی کسر نہ چھوڑی وہ بھی جو خواب میں ملا تھا۔ حضرت اسماعیلؑ نے اپنی سعادت مندی اور ارجمندی کا حق ادا کر دیا۔ آزمائش مکمل ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم محسنین کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ (105-104/37) بے شک یہی تو صریح آزمائش ہے۔ جس میں تم پورے اترے۔ پھر جنت سے ایک دنبہ ذبح عظیم حضرت ابراہیمؑ کو پیش کیا گیا اور حضرت اسماعیل کے بدلے اسے قربان کرنے کا حکم ہوا۔ اور اس قربانی کو آنے والے لوگوں میں باقی رکھا۔ سلام ہے حضرت ابراہیمؑ پر۔ ہم محسنین کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ وہ ہمارے مومنین بندوں میں سے ہے۔ (106/37 تا 111)

سورہ الکوثر میں اعلان ہوتا ہے کہ بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی سو اپنے رب کے لئے صلوٰۃ پڑھیں اور قربانی کریں۔ (2-1/108) کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں۔ جس کے تحت ہر قسم کی دینی و دنیوی دولت اور حسی و معنوی نعمت شامل ہے۔ انہیں نعمتوں میں ایک حوض کوثر ہے۔ جس کا پانی آپ ﷺ اپنی امت کو محشر میں پلائیں گے۔ اتنے بڑے انعام و احسان کا شکر بھی بہت بڑا ہونا چاہئے۔ لہٰذا روحانی، جسمانی اور مالی عبادت کا حکم دیا گیا۔ روحانی اور جسمانی عبادت میں صلوٰۃ شامل ہے اور مالی و جانی عبادت میں قربانی ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ قربانی کی اصل حقیقت تو جان قربان کرنا ہے۔ خالق کائنات جو رحیم و رحمان ہے اسے اپنے بندوں کی قربانی کیسے برداشت ہو سکتی ہے۔ حضرت اسماعیلؑ کی قربانی تو باپ بیٹے کی آزمائش تھی اس لئے جانور کی قربانی کو اس کے قائم مقام کر دیا۔ اصل مقصد پورا کرنے کے لئے قربانی کے جانور کا بچہ حاصل کیا جائے۔ اس کی اپنے بچوں کی طرح اپنے ہاتھوں پرورش کی جائے اور پیار کیا جائے۔ جوان ہونے پر اسے خود اپنے ہاتھوں سے قربان کرے تاکہ قربانی کا مقصد پورا ہو۔ سورہ انعام میں ارشاد الٰہی ہے کہ آپ ﷺ فرما دیں کہ میری صلوٰۃ اور میری قربانی اور میری حیات اور میری موت اللہ رب

العالمین کیلئے ہے۔(162/6) پھر فرمایا کہ ہم نے ہرامت کے لئے قربانی مقرر کردی ہے تا کہ چرنے والے چوپایوں کے دیئے ہوئے رزق پر اللہ کے نام کا ذکر کریں۔(34/22) قربانی کا تعلق حج کے مناسک سے ہے۔سورہ الحج میں ہے کہ ہم نے تمہارے لئے اونٹ کو شعائر اللہ ٹھہرادیا ہے۔اس میں تمہارے لئے خیر ہی خیر ہے۔پھران کی صف باندھ کر اللہ کا نام لو۔پھر جب اپنی کروٹ گر پڑے تو اس میں سے خود بھی کھاؤ اور قانع اور بے قرار محتاج کو بھی کھلاؤ۔اس طرح اونٹ جیسے جانور کو تمہارے بس میں کردیا تا کہ تم شکر کرو۔(36/22) اللہ کا پاک نام لے کر ذبح کریں اونٹ کو ذبح کرنے کا طریقہ بھی بتلادیا کہ اس کو قبلہ رخ کھڑا کرکے ایک ہاتھ دایاں یا بایاں باندھ کر سینہ پر زخم لگائیں۔سارا خون نکل جانے پر جب گر پڑے تو پھر ٹکڑے کریں۔بہت سے اونٹ ہوں تو اُن کی قطار بنا کر کھڑا کریں۔پھر فرمایا کہ اللہ کو ان کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ اُن کا لہو لیکن اس کو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔اسی طرح ان کو تمہارے بس میں کردیا کہ اللہ کی بڑائی پڑھو اس بات پر کہ تمہیں ہدایت فرمائی اور محسنین کو بشارت سنادیں۔(37/22) سورہ المائدہ میں حکم ربانی ہے کہ اے ایمان والو! شعائر اللہ کی بے حرمتی مت کرو اور نہ شہر الحرام (ادب والا مہینہ) کی اور نہ قربانی کے جانور کی جو مکہ مکرمہ لائے گئے ہوں اور نہ قربانی کے اس جانور کی جن کے گلے میں پٹہ ڈالا ہو اور نہ بیت الحرام میں آنے والوں کی جو اپنے رب کی رضا اور فضل تلاش کرتے ہیں۔ (2/5)

سورہ البقرہ میں حکم ہے کہ حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو۔پھر اگر تم روک دیئے جاؤ تو قربانی کے لئے جو کچھ میسر ہو تو وہ تم پر واجب ہے۔اور اپنے سر کی حجامت نہ کرو جب تک قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جائے۔(196/2) قربانی مہینہ ذی الحج کی دس تاریخ کو کی جاتی ہے۔حاجی مکہ مکرمہ میں قربانی کرتے ہیں اور دوسرے صاحب نصاب اپنے اپنے شہروں اور گھروں میں۔بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ جانور کی قربانی ضروری نہیں۔وہ رقم دوسرے فلاحی کاموں میں صرف ہوسکتی ہے۔ایسے لوگ صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں اور اللہ کے احکام کی سمجھ نہیں رکھتے ورنہ ایسے اعتراض نہ کرتے۔

Marfat.com

35۔صدقات وخیرات

صدقات صدقہ کی جمع ہے اس کے معنی خیر خیرات کے ہیں۔اجر وثواب کے لیے راہ مولا خرچ کرنا صدقہ ہے۔یہ صدق سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں سچا۔جب بندہ اللہ کی راہ میں اپنی خوشی سے خرچ کرتا ہے تو اللہ کا سچا کھرا اور مخلص بندہ ہو جاتا ہے۔اس کا یہ عمل صدقہ کہلاتا ہے۔قرآن حکیم میں صدقہ دو معنی میں استعمال ہوا ہے۔ایک زکواۃ کے معنی میں جو ہر صاحب نصاب پر فرض ہے۔دوسرے نفلی خیر خیرات کے معنی میں۔زکواۃ کا ذکر کتاب کے حصہ اول عبادات میں ہو چکا ہے۔اس باب میں صرف نفلی صدقے کا ذکر کیا گیا ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بارے میں انفاق فی سبیل اللہ کا باب بھی ملاحظ فرمائیں۔

صدقات کے بارے میں سورۃ البقرہ میں ارشاد باری ہے کہ اگر تم اپنے صدقات ظاہر کر کے دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپاؤ اور فقیروں کو دو تو وہ بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اللہ تم سے تمہارے کچھ گناہ دور کر دے گا۔اللہ کو معلوم ہے جو عمل تم کرتے ہو۔(271/2) پھر فرمایا کہ صدقات اُن فقیروں کے لئے ہیں جو اللہ کی راہ میں گھرے ہوئے ہیں۔زمین پر چلنے پھرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ان کے سوال نہ کرنے سے جاہل انہیں غنی سمجھتے ہیں۔تو ان کو ان کے چہرے سے پہچانتا ہے۔وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔جو مال تم خرچ کرو گے اللہ اسے جاننے والا ہے۔(273/2) پھر ہدایت فرما دی کہ اے ایمان والو! اپنے صدقات باطل مت کرو احسان رکھ کر اور اذیت دے کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخر پر ایمان نہیں رکھتا۔سو اس کی مثال ایسی ہے جیسے صاف اور چکنا پتھر جس پر کچھ مٹی ہے۔پھر اس پر زور کی بارش ہو۔سو وہ اس کو بالکل صاف کر دے۔وہ اس شے پر قدرت نہیں رکھتے جس کا انہوں نے کسب کیا۔اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔(264/2) ارشاد ربانی ہے کہ اچھی بات اور درگذر کرنا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے پیچھے اذیت ہو۔ (263/2) حضور ﷺ پاک کا فرمان ہے کہ اچھی اور میٹھی بات بھی صدقہ ہے۔اللہ سبحان، وتعالیٰ

Marfat.com

کا مزید ارشاد ہے کہ جو کوئی صدقہ کرنے کو کہے یا نیک کام کو یا لوگوں میں صلح کرانے کو تو جو کوئی اللہ کی رضا چاہنے کیلئے یہ کام کرے تو ہم اسے عنقریب اجر عظیم دیں گے۔ (114/4) صدقہ کرنے والے اور صدقہ کرنے والیاں اور جو اللہ کو قرض حسنہ دیتے ہیں ان کے لئے دوگنا ہے اور ان کے لئے اجر کریم ہے۔ (18/57) صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور دیگر صفات کے حامل لوگوں کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (35/33) حضرت یوسف کے بھائی جب غلہ لینے گئے تو بولے اے عزیز! ہم پر اور ہمارے گھر والوں پر سختی آپڑی ہے۔ ہم حقیر سی پونجی لائے ہیں۔ تو ہمیں پورا ناپ دے اور ہم پر صدقہ کر۔ بے شک اللہ صدقہ کرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔ (88/12) حضرت یوسفؑ نے ایسا ہی کیا اور پونجی بھی واپس کر دی۔

بعض لوگ اپنی مرادیں پوری کروانے کے لئے اللہ سے منتیں مانتے ہیں اور نذر نیاز دینے کا عہد کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کا ذکر رب العالمین یوں فرماتا ہے کہ بعض ان میں وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اپنے فضل سے ہمیں دے گا تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور صالحین میں ہو رہیں گے۔ (75/9) پھر جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو اس میں بخل (کنجوسی) کیا اور اپنے عہد سے پھر گئے۔ وہ تھے ہی اعراض کرنے والے۔ (پھرنے والے) پھر ان کے قلوب میں ملاقات کے دن تک نفاق کا اثر ہو گیا اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کی خلاف ورزی کی جو وعدہ اس سے کیا تھا اور وہ تھے ہی جھوٹے۔ (77/9) ایسے ہی ناخلف لوگوں کا سورۃ المنافقوں میں اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا ہے کہ ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم کو موت آپہنچے۔ تب کہے کہ رب تو نے مجھے تھوڑی سی مدت کے لئے مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ کرتا اور صالحین میں ہو جاتا۔ (10/63)۔ بندے کو چاہئے کہ اللہ نے جو تھوڑا بہت اسے دیا ہے اس میں زندگی بھر حسب توفیق صدقہ کرتا رہے۔ تا کہ آخرت میں ایسی صورت حال پیش نہ آئے۔ لوگوں کے طعن و تشنیع کی پروا نہیں کرنی چاہئے۔ لوگ تو زیادہ دینے والوں اور کم

Marfat.com

دینے والوں دونوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے کہ جو لوگ مومنین میں سے جی کھول کر صدقہ دینے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی محنت کے سوا کچھ نہیں رکھتے ان کا بھی مذاق اڑاتے ہیں کہ انگلی کو خون لگا کر شہیدوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے اللہ ٹھٹھا کرتا ہے اور ان کے لئے عذاب الیم ہے۔ (79/9)

سود کی حرمت کے ضمن میں حق تعالیٰ جل وشانہ فرماتا ہے کہ اگر قرض لینے والا تنگ دست ہو تو اُسے کشائش ہونے تک مہلت دی جائے اور اگر صدقہ کر دو تو تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ (280/2) پھر فرمایا کہ اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ (276/2) اس لئے اہل عقل کو سمجھنا چاہئے کہ سود میں خسارہ ہی خسارہ ہے۔ اور صدقات میں نفع ہی نفع ہے۔ اہل ثروت لوگوں کو چاہیے کہ صدقات کو اپنا معمول بنائیں اور اللہ کی مغفرت اور اس کے اجر کریم وعظیم کے حق دار بن جائیں۔ جو لوگ مال دار نہیں وہ جتنا بھی ہو سکے صدقہ کرتے رہیں۔ اللہ ان کے رزق میں اضافہ کر دے گا۔ اور وہ بھی خوشحال ہو جائیں گے۔

Marfat.com

36۔ نذر نیاز

نذر نیاز کا نظریہ حضرت آدمؑ سے چلا آ رہا ہے۔ سب سے پہلے حضرت آدمؑ کے بیٹوں نے اللہ کے لئے نیاز دی۔ جس کا پس منظر یہ تھا کہ اس وقت کے دستور کے مطابق آدمؑ جو لڑکی، ہابیل کے نکاح میں دینا چاہتے تھے قابیل بھی اس کا طلب گار تھا۔ چنانچہ دونوں نے نیاز دی۔ ہابیل کی نیاز قبول ہوئی آتش آسمانی ہابیل کی نیاز کھا گئی جو قبولیت کی نشانی تھی۔ (183/3) قابیل یہ دیکھ کر آتش حسد میں جلنے لگا اور قتل کی دھمکیاں دینے لگا۔ دونوں کے مابین بات چیت ہوتی رہی۔ آخر قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ یہ پہلا قتل تھا اور ہابیل پہلا قاتل اور وجہ قتل عورت تھی۔

نذر نیاز کا مطلب منت ماننا، صدقہ کرنا، قربانی دینا، چڑھاوا یا بھینٹ چڑھانا ہے۔ اس سے مراد وہ چیز ہے جسے اللہ کی راہ میں صدقہ کر کے اللہ کی خوشنودی کے ذریعے مراد کو پورا کروانا ہے۔ مقصد کے حصول کے لئے نفل نماز یا نفلی روزہ رکھنے کا بھی عہد کیا جاتا ہے۔ نیاز کئی چیزوں سے ادا کی جاسکتی ہے جس کا انحصار بندے کی استطاعت پر ہے۔ کھجور، مٹھائی، حلوہ نان سے لے کر پلاؤ اور قورمہ کی دیگ اور دیگر کھانوں تک ہوسکتی ہے۔ منت ماننے سے واجب ہو جاتی ہے۔ اگر پوری نہ کی جائے تو گناہ ہوتا ہے کیونکہ یہ اللہ سے کئے گئے عہد کی خلاف ورزی ہے۔ نذر نیاز اللہ کے علاوہ اور کسی کی جائز نہیں۔ اللہ کے نام کی مانی ہوئی منت کسی فقیر یا محتاج کو دے کر پوری کی جاسکتی ہے۔ بعض لوگ کسی درگاہ پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ غیر اللہ کے لئے نذر نیاز حرام ہے۔ فقط اللہ کے نام کی ہونی چاہئے کیونکہ مرادیں پوری کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ گو کسی دینی بزرگ کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے کہ خیرات میں سے جو کچھ تم خرچ کرو گے یا کوئی نذر مانو گے تو اللہ کو سب معلوم ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ (270/2) نذر ماننے اور پوری کرنے میں اگر کوئی اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرے گا تو یہ اس کا اپنی ذات پر ظلم ہوگا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

مدد سے محروم ہو جائے گا۔ سورہ الدھر میں اللہ کے نیک بندوں کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی کہ وہ اپنی مانی ہوئی نذر کو پورا کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں اس دن کے شر سے جو پھیل پڑے۔(7/76) یاد رہے کہ خوف الٰہی ہی سارے گناہوں کی ڈھال ہے۔ اگر خوف الٰہی کو دل میں بسا لیا جائے تو انسان کئی گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ والدہ مریم نے بھی ایک منت مانی تھی کہ جو میرے پیٹ میں ہے اسے اللہ کے نام پر آزاد کرتی ہوں تو میری نذر کو قبول فرما۔(35/3) مطلب یہ کہ اللہ لڑکا عطا کرے جو اللہ کی عبادت اور اللہ کے گھر کی خدمت میں لگا رہے۔ اس سے بہتر نذر اور کیا ہو سکتی ہے۔ لیکن اللہ نے لڑکے کی بجائے لڑکی عطا کی۔ بشارت دی گئی کہ اے مریم! اللہ نے تجھے پسند کیا اور پاک کیا اور سب جہان کی عورتوں پر تجھ کو پسند کیا۔(42/3) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خالق کائنات اگر کوئی نذر قبول نہیں کرتا تو انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اس میں بہتری ہوتی ہے۔ پھر جب مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو جنم دیا تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تجھے کوئی بشر دیکھے تو کہنا کہ میں نے رحمٰن کے لئے روزہ کی نذر مانی ہے سو آج میں کسی انسان سے بات نہ کروں گی۔(26/19) اس وقت نہ بولنے کا بھی روزہ ہوتا ہوگا۔ مقصد وقتی طور پر کنواری ہوتے ہوئے بچہ کے جنم سے لوگوں کی باتوں کو کم کرنا تھا۔ سورہ الحج میں بھی حاجیوں کو اپنی نذر (قربانی) پوری کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنا میل کچیل دسویں تاریخ کو دور کریں' حجامت بنوائیں، غسل کریں، احرام کی جگہ سلے ہوئے کپڑے پہن کر قربانی کریں اور طواف زیارت کریں۔(29/22)۔

Marfat.com

37۔ درجہ بندی

معاشیات میں تفاوت امر ربی ہے۔اس سے گریز ممکن نہیں۔برابری اور یکسانیت غیر فطری عوامل ہیں۔ ہر کسی کی معیشت کو برابر نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ عمل رب العالمین کی مشیت اور منشا کے منافی ہوگا۔سیاست دان کھوکھلے نعرے لگاتے رہتے ہیں جولوگوں کوفریب دینے کے سوا کچھ نہیں۔انسان اگر اپنے گردوپیش میں نظر دوڑائے تو تضاد ہی تضاد اور فرق ہی فرق نظر آئے گا۔ سب سے پہلے انسان اپنی تخلیق پر ہی غور کرے۔کسی انسان کی صورت کسی دوسرے انسان سے نہیں ملتی حتیٰ کہ حقیقی بھائیوں کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں اور حقیقی بہنوں کی بھی۔ارشاد الٰہی ہے کہ وہی تمہاری صورت جیسے چاہے رحم مادر میں بناتا ہے۔(6/3) پھر فرمایا کہ جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔(8/82) زبان اور رنگ کا اختلاف الگ ہے۔(22/30) شکلیں تو درکنار کسی شخص کی انگلیوں کے نشان دوسرے سے نہیں ملتے۔اسی لئے شناخت کیلئے انگوٹھا یا انگلی کے نشان ضروری کاغذات پر لگوائے جاتے ہیں۔انسان اپنی جسامت اور قد وقامت میں بھی مختلف ہیں۔بعض قد آور ہیں اور بعض پست قد ہیں۔دماغی صلاحیت میں بھی بڑا فرق ہے۔بعض ذہین ہیں اور بعض کند ذہن ہیں۔بعض ان پڑھ ہی رہتے ہیں اور بعض کو اللہ نے خوب علم دیا ہوتا ہے۔ان کے درجے دوسروں سے بلند ہیں۔(11/58)

اسی طرح اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں بڑا تفاوت ہے۔بعض تو عیش وعشرت کی زندگی گذارتے ہیں۔اللہ نے انہیں بے حساب رزق دیا ہوتا ہے۔(2/212-3/37-24/38) وہ جس کا چاہے رزق کشادہ کردے اور جس کا چاہے تنگ کردے۔ (13/26-17/30-28/82-34/36-39-29/62-30/37-39/52-42/12-27) اللہ تعالٰی نے رزق میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔جن کو فضیلت دی گئی وہ اپنا رزق اپنے مملوکوں یا ملازموں کو نہیں دے دیتے کہ وہ اس میں برابر ہو جائیں۔کیا اس کی نعمت کے منکر ہیں۔ (16/71) پھر فرمایا کیا وہ تیرے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں؟ ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کی

Marfat.com

معیشت ان میں تقسیم کردی ہے۔ بعض کے بعض پر درجے بلند کیے ہیں تاکہ ایک دوسرے کو خدمت گار ٹھہرائے۔ تیرے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔(32/43) پھر فرمایا کہ اللہ اگر اپنے بندوں میں رزق پھیلا دیتا تو زمین میں سرکشی کرتے۔ لیکن جتنا چاہتا ہے اتنا ہی نازل کرتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں کی خوب خبر رکھتا ہے اور دیکھتا ہے۔(27/42) مال واولاد میں بھی بڑا فرق ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ آپ ان کے مال واولاد پر تعجب نہ کریں۔ اللہ چاہتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس وجہ سے ان کو عذاب دے۔ ان کی جان نکلے اور وہ کافر ہی ہوں۔(55/9) لوگوں میں بعض محتاج ومفلس ہیں اور بعض امیر کبیر ہیں۔ اللہ مفلس کو غناء کی بشارت بھی دیتا ہے۔ اللہ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔(276/2) سود کھانے والے اور صدقات کرنے والے اس تفاوت کو خوب سمجھتے ہیں۔ وراثت میں مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔(11/4) ہم دیکھتے ہیں کہ اولاد سے نوازے جانے میں بڑی درجہ بندی ہے۔ کیونکہ ■ جسے چاہے بیٹے عطا کرتا ہے۔ جسے چاہے بیٹیاں دیتا ہے۔ جسے چاہے بیٹے اور بیٹیاں دیدے اور جسے چاہے بانجھ رکھے۔(50-49/42) ان کی تعداد میں بھی فرق ہے۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے والوں کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ ایسی ہے جیسے ایک دانہ اس سے اگیں سات بالیں۔ ہر بال میں سو سو دانے۔ اللہ بڑھاتا ہے جس کیلئے چاہے۔(261/2) یہ اجر کثیر ان بدنصیبوں کیلئے نہیں جو راہ مولا میں خرچ نہیں کرتے۔ اللہ نے مال وجان سے جہاد کرنے والوں کا بیٹھ رہنے والوں سے درجہ بڑھا دیا ہے۔(95/4)۔ وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے مال وجان سے فی سبیل اللہ جہاد کیا ان کے لیے اللہ کے ہاں درجے ہیں۔ وہی فلاح پانے والے ہیں۔ 20/9

نفع نقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے آگے کسی کا بس نہیں چلتا۔ اللہ اگر کوئی نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی ہٹانے والا نہیں۔ یہاں تک کہ رسول مقبول کو کہا کہ آپ کہہ دیں کہ میں مالک نہیں اپنے نقصان اور نہ نفع کا مگر جو اللہ چاہے۔

Marfat.com

(11/48-107-49/10-188/7) کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا جب تک اللہ نہ چاہے۔ بات ایمان کامل اور یقین محکم کی ہے۔

اللہ نے قاروں کو اس قدر خزانے دیئے تھے کہ انکی چابیاں اٹھانے سے کئی زور آور تھک جاتے تھے۔ وہ سمجھتا تھا کہ مال اسے علم کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ اس نے غرور کیا۔ اللہ نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ (28/76 تا 81)۔

مردو وزن میں بھی درجہ بندی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لئے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اس واسطے کہ انہوں نے اپنا مال خرچ کیا۔ (34/4) مردوں کا عورتوں پر درجہ ہے۔ (228/2) پھر فرمایا کہ نابینا اور بینا برابر نہیں اور نہ ہی ظلمت اور نور، نہ سایہ اور لو اور نہ زندہ اور مردہ برابر ہیں۔ (19/35 تا 22) ارشاد الٰہی ہے کہ کیا ہم اعمال صالح کرنے والے اہل ایمان کو زمین میں فساد کرنے والوں کے برابر کر دیں گے؟ کیا ہم متقین کو بدکار اور فاسق کے برابر کر دیں گے؟ (28/38) ظاہر ہے اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا۔

درجہ بندی نہ صرف عام انسانوں میں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں میں بھی تفاوت روا رکھا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے اور یہ کہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے چن لیتا ہے۔ (55/17-179/3) آنحضور ﷺ نبوت و رسالت کے آخری تاجدار تھے۔ اسی لئے آپ کو خاتم النبین فرمایا۔ (40/33) اور رحمت العالمین کا منفرد مقام عطا کیا۔ (107/21) معراج میں قرب ملاقات بخشا۔ (1/17) بیت المقدس میں تمام انبیا کی امامت کا شرف عطا کیا۔ اور خیر البشر کیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو خلیل اللہ، حضرت موسیٰؑ کو کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰؑ کو روح اللہ کے خطاب سے نوازا۔ ارشاد ربانی ہے کہ یہ سب رسول ہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں کوئی تو وہ ہے جس سے اللہ نے کلام فرمایا اور بعض کے درجے بلند کئے۔ عیسیٰؑ ابن مریم کو صریح معجزے دیئے اور روح القدس سے اسے طاقت دی۔

(253/2)

انسانوں کے ایمان واعمال میں بھی بڑا فرق ہے۔کوئی مومن ہے تو کوئی کافر اور بعض منافق ہیں اور ہدایت تو اللہ دینے والا ہے۔ پھر اعمال کی نوعیت اور قلت و کثرت میں تفاوت ہے۔ بعض وہ خوش نصیب ہیں جن کو خلفاء راشدین کے عہدے پر فائز کیا گیا اور بعض نے صحابہ اکرام کا درجہ پایا۔ بعض اولیاء کرام کے رتبہ کو پہنچے۔ بعض نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے ہیں۔ اور بعض برائیوں میں۔ لہٰذا ثواب وعذاب کا انحصار اعمال پر ہوتا ہے۔ ہر ایک کے اعمال کے مطابق درجے ہیں۔(19/46-75/20) جس کے نتیجے میں بعض تو جنت کے حقدار ہو جاتے ہیں اور بعض کو جہنم میں دھکیلا جاتا ہے۔ پھر جنت اور جہنم میں بھی درجے ہیں۔ درجہ بندی اگر دنیا میں ہے تو آخرت میں بھی ہے۔(21/17) کوئی جنتی ہے۔کوئی جہنمی ہے تو کوئی مقرب ہے۔ درجہ بندی سے چھٹکارا نہیں۔ عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ انسان کو وہی کچھ ملے جو اس نے کمایا ہے۔ اللہ کے ہاں ان کے درجے ہیں۔ اللہ کی رضا اور اس کا غصہ کمانے والے برابر نہیں ہو سکتے ہیں۔(163/3) ہر ایک کے درجے ہیں جیسے انہوں نے عمل کئے۔ اسی طرح دنوں اور مہینوں میں بھی درجہ بندی ہے۔ دنوں میں جمعہ فضیلت والا ہے۔ مہینوں میں ماہ رمضان بڑا مبارک ہے اور اسی طرح سے ذی الحجہ بھی۔(132/6)

ارض وسما کا واحد مالک رب العالمین ہے۔ وہی احکم الحاکمین ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ اللہ ملکوں کا مالک ہے۔ جسے چاہے ملک دے دے اور جس سے چاہے ملک چھین لے۔ عزت دے جسے چاہے اور ذلیل کرے جسے چاہے۔ خیر اسی کے ہاتھ میں ہے۔ بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔(26/3) یہ بھی حق تعالیٰ جل وشانہ، کا فرمان ہے کہ بنی اسرائیل کو ان کے نبی نے بتایا کہ تمہارے لئے طالوت کو اللہ نے بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ کہنے لگے وہ ہم پر کیسے حکومت کر سکتا ہے۔ ہم اس سے حکومت کے زیادہ حق دار ہیں۔ اسے مال میں کشائش نہیں ملی۔ نبی نے کہا کہ اللہ نے اُسے تم پر پسند کیا ہے۔ اسے علم اور جسم میں زیادہ فراخی دی ہے۔ اللہ اپنا ملک جسے چاہے دیتا

Marfat.com

ہے۔(247/2) پھر اللہ کے حکم سے مومنوں نے جالوت کو شکست دی اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا۔ اللہ نے اسے حکومت اور حکمت عطا فرمائی۔ اور سکھایا جو چاہا۔(251/2) اللہ جسے چاہے حکمت عطا کرتا ہے اور جسے حکمت ملی اسے خیر کثیر مل گئی (261/2) جسے حکومت کے ساتھ حکمت بھی مل جائے تو اسے اور کیا چاہیے۔ جیسے حضرت یوسفؑ کو عطا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ تو ناتواں لوگوں کو طاقتور بنا دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ احسان کریں ان لوگوں پر جو زمین میں کمزور پڑے ہیں اور ان کو سردار کر دیں اور ان کو وارث بنا دیں اور ان کو زمین میں قدرت دیں۔ فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو دکھا دیں جن سے ان کو خطرہ تھا۔(6-5/28) رب ذوالجلال کیا کیا رنگ دکھاتا ہے۔ فرعون اور اس کی فوجوں کو کیسے غرق کر دیا جو طاقت کے نشے میں سب کچھ بھول گئے تھے اور ظلم کی انتہا کر رکھی تھی۔ حضرت موسیٰؑ اور مظلوم قوم بنی اسرائیل کو کیسے سمندر میں راستہ بنا کر عبور کرایا۔ مندرجہ بالا آیات الٰہی کی کیسی عملی تفسیر بھی دکھا دی۔ پھر فرمایا کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا دیں۔(9/34) کیونکہ ارض وسما میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی حکومت ہے۔(49/42) قارون کو اس کے تکبر کی وجہ سے اس کی دولت سمیت زمین میں دھنسا دیا۔ عاد وثمود کو آسمانی عذاب سے ہلاک کر دیا۔ حق تعالیٰ نے زمین میں انسان کو نائب بنایا اور بعض کے بعض پر درجے بلند کیے تاکہ آزمائش ہو اس میں جو اس نے عطا کیا۔ (6 / 6 5 1) کیونکہ وہی درجے بلند کرتا ہے جس کے چاہے۔ (76/12-83/6)

پیداوار، نباتات، اشجار اور ان کے ثمرات میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہوائیں، چلانا، مینہ برسانا، قسم قسم کے پھول، پھل، کھیتی اور سبزہ اگانا رب العالمین کے قبضہ قدرت میں ہے۔ زمین کی مختلف استعداد اور پانی اور گرمی کے فرق سے پیداوار میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ جس کا تعلق مشیت اور فضل ایزدی سے ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ اسی نے آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر ہم نے اس سے اگلنے والی ہر شے نکالی۔ پھر اس میں سے سبز کھیتی نکالی جس سے دانے نکلتے ہیں۔ ایک پر ایک چڑھا

Marfat.com

ہوا، کھجور کے گابھے میں سے پھل کے گچھے جھکے ہوئے اور باغ انگور کے اور زیتون کے اور انار کے، مشابہ بھی اور غیر مشابہ بھی۔ ہر ایک درخت کے پھل کو دیکھو جب وہ پھل لاتا ہے۔ اور اس کے پکنے کو بھی۔ (99/6) پیداوار میں فرق کے علاوہ درخت کے پھل، سائز، ذائقہ اور رنگ میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ایک ہی پھل کے کچھ حصہ کا ذائقہ اور ہے اور دوسرے حصے کا اور۔ ارشاد ربانی ہے کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر ہم نے مختلف رنگوں کے ثمرات نکالے۔ (27/35) پھر فرمایا کہ جو پاکیزہ بستی ہے اس کا سبزہ اس کے رب کے حکم سے نکلتا ہے۔ جو گندی ہے اس سے نہیں نکلتا مگر ناقص۔ (58/7) اس کا تعلق بندے کی نیت، اخلاص اور حسن عمل سے ہے۔ جس طرح صالح صحبت سے صالح نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ اور طالح صحبت کا اثر طالع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ہم نے زمین کو پھیلا دیا اور اس میں ہر شے موزوں انداز سے اگائی۔ اس میں تمہارے ئے معیشت رکھ دی اور ان کے لئے بھی جن کے تم رازق نہیں۔ ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں اور معین اندازے پر نازل کی ہے۔ ہم نے مینہ برسانے والی ہوائیں چلائیں اور ہم نے ہی آسمان سے پانی نازل کیا اور تمہیں پلایا۔ تمہارے پاس اس کا خزانہ نہیں۔ (21-20-19/15) دنیا کی زندگی کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی نازل کیا اور زمین نے رونق پکڑی اور مزین ہوگئی۔ اس کے مالکوں نے یہ سمجھا کہ ہم اس پر قادر ہوگئے۔ رات کو یا دن کو ہمارا حکم پہنچا پھر کٹا ہوا ڈھیر کر دیا گویا کل وہ آباد ہی نہ تھی۔ (24/10) حکم سے مراد طوفان بادوباران، ژالہ باری، برف باری، سیلاب اور دیگر قدرتی آفات ہیں۔ بندے کو چاہیے کہ ہر وقت حق تعالیٰ سے ڈرتا اور اسے یاد کرتا رہے۔

خالق ارض وسما کا فرمان ہے۔ بھلا دیکھو تو جو تم بوتے ہو۔ کیا تم اسے اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اسے کر دیں روندا ہوا تو تم رہ جاؤ باتیں بناتے ہوئے۔ ہم تو قرض دار ہوگئے بلکہ ہم تو محروم رہ گئے۔ بھلا دیکھو تو پانی جو تم پیتے ہو۔ کیا تم نے اسے بادل سے نازل کیا یا ہم ہیں نازل کرنے والے۔ اگر ہم چاہیں تو اسے کھارا کر دیں۔ پھر کیوں نہیں شکر کرتے۔ بھلا

دیکھو تو آگ جسے تم سلگاتے ہو۔ کیا تم نے اس کا درخت پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے۔ ہم نے ہی تو بنایا وہ درخت یاد دلانے کو اور جنگل والوں کے فائدہ کیلئے۔ (56/63 تا 73) ایک اور جگہ فرمایا کہ ہم نے آسمان سے پانی مقررہ مقدار میں نازل کیا۔ پھر اسے زمین میں ٹھہرا دیا اور ہم اسے لے جانے پر بھی قادر ہیں۔ (23/18)

چوپایوں، جانوروں، چرندوں اور پرندوں میں بھی کئی لحاظ سے درجہ بندی ہے۔ بعض چار پاؤں پر چلتے ہیں، بعض دو پاؤں پر اور بعض زمین پر رینگتے ہیں اور بعض اپنے پروں پر اڑنے والے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے کہ اللہ نے ہر چلنے والے جانور کو پانی سے تخلیق کیا۔ ان میں وہ بھی ہیں جو پیٹ پر چلتے ہیں، وہ بھی جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور وہ بھی جو چار پاؤں پر چلتے ہیں۔ (24/45) اللہ ہی نے تمہارے لئے چوپائے بنائے تا کہ بعض پر سواری کرو اور بعض کو کھاؤ۔ تمہارے لئے ان میں منافع ہے۔ ان پر چڑھ کر پہنچتے ہو کسی حاجت کے لئے جو تمہارے جی میں ہو۔ ان پر اور کشتیوں پر بوجھ لادتے ہو۔ (40/79-80-43/12) پھر فرمایا کہ اس نے تمہارے لئے چوپائے پیدا کئے۔ ان میں تمہارے لئے سردی میں پہننے کا لباس اور منافع ہے۔ ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔ (درجہ بندی یہ ہے کہ بعض کو کھانے کے لئے حلال کیا اور بعض کو حرام) تمہارے لئے ان میں جمال ہے جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب صبح کو چرانے لے جاتے ہو۔ وہ تمہارا بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ان بستیوں تک جہاں تم بغیر جان مارے نہ پہنچ سکو۔ گھوڑے، خچریں اور گدھے پیدا کئے۔ کہ ان پر سوار ہوتے ہو اور تمہارے لئے باعث زینت بھی ہیں۔ (16/5 تا 8) اللہ نے چوپایوں کے آٹھ جوڑے پیدا کئے۔ بھیڑ کے دو، بکری کے دو، اونٹ کے دو اور گائے کے دو۔ (6/143-144) پھر فرمایا کہ تمہارے واسطے چوپایوں میں عبرت ہے۔ ان کے پیٹ میں سے تمہیں خالص دودھ پلاتے ہیں۔ جو پینے والوں کیلئے خوشگوار ہے۔ (16/66)

Marfat.com

درجہ بندی کا ایک ذریعہ فضل ایزدی ہے۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (29/8-174/3) وہ اپنی رحمت سے جسے چاہے خاص کر لیتا ہے۔ فضل اسی کے ہاتھ میں جسے چاہے دیدے۔ (4/62-29-21/57-74-73/3-105/2) پھر فرمایا کہ اگر تم محتاجی سے خوف کھاتے ہو تو اللہ اگر چاہے گا تو اپنے فضل سے تمہیں غنی کر دے گا۔ (28/9) اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ تم اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو رنڈوے اور صالح ہوں اُن کا نکاح کر دو۔ اگر وہ محتاج ہونگے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ (32/24) اللہ تبارک وتعالیٰ مومنین پر فضل کرتا ہے۔ (152/3) منافقوں اور کافروں پر عذاب کرتا ہے۔ یہ ایمان اور عمل صالح کا صلہ ہے۔ رب العالمین کا فرمان ہے کہ تم اس کی تمنا نہ کرو جس پر اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ (32/4) اور نہ ڈالیں اپنی آنکھیں اُن چیزوں پر جو ہم نے ان (مشرکین) کے کئی طرح کے لوگوں کو فائدہ اٹھانے کیلئے دی ہیں۔ رونق دنیا کی زندگی کی جس میں ان کے لئے فتنہ (آزمائش) ہے۔ تیرے رب کا رزق بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ (88/15-131/20)

Marfat.com

38۔ مشیت ایزدی

مشیت ایزدی رب ذوالجلال ولاکرام کی تمام صفات پر حاوی ہے۔ اللہ سبحان، وتعالیٰ کی رضا کے بغیر اس کی کسی خوبی کا ظہور شاید ممکن نہیں جب تک وہ نہ چاہے۔ اس کا ارادہ اور فیصلہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ سارا دارومدار اسی پر ہے۔ اس کے چاہنے سے ہی کبھی کچھ ہوتا ہے ورنہ کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ (قرآنی آیات کے اتنے ہی حصے کو لکھا ہے جتنے میں مشیت کا ذکر ہے پوری آیت نہیں لکھی۔) اللہ تعالیٰ کرتا ہے (یفعل) جو چاہتا ہے (یرید) یا جس کا ارادہ کرتا ہے۔ (16/85-18-14/22-27/14-107/11-40/3-253/2) قادر کل اور مختار مطلق جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ یا فیصلہ کر لیتا ہے تو اسے فقط کن (ہوجا) کی کمانڈ دینی ہوتی ہے تو وہ ہوجاتا ہے۔ (فیکون) (82/36-40/16-73/6-57-47/3-117/2) اس کی قوت ارادی اور رضا کا یہ کمال ہے کہ ہم چاہ بھی نہیں سکتے۔ جب تک اللہ نہ چاہے (29/81-30/76) اسی لئے یہ فرمایا کہ یہ نہ کہنا کہ میں کل یہ کام کروں گا۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اپنے رب کو یاد کرلو جب بھول جاؤ۔ (24/18) یہ کہنا چاہے کہ انشا اللہ یہ کام کردوں گا۔ یا انشا اللہ یہ کام ہوجائے گا۔ یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ جب تو اپنے باغ میں آیا تھا تو کیوں نہ کہا ماشا اللہ لاقوۃ الا باللہ۔ (39/18) اس میں یہ ہدایت ہے کہ انسان جب اپنے گھر بار میں خوشحالی اور آسودگی دیکھے تو یہی کہے ماشا اللہ لاقوۃ الا باللہ۔ ذکر الٰہی بھی حق تعالیٰ کی توفیق سے ہی ہوتا ہے۔ فرمایا ذکر کریں جیسا اللہ چاہے۔ تم ذکر نہیں کر سکتے جب تک اللہ نہ چاہے (56/74)۔

ایمان اور رشد و ہدایت کا نصیب ہونا مشیت ایزدی کے تابع ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ اگر آپ ﷺ کا رب چاہتا تو زمین کے سارے لوگ اکٹھے ایمان لے آتے۔ (99/10) پھر فرمایا کہ یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں جب تک اللہ نہ چاہے۔ (111/6) صراط مستقیم کی عدایت اور گمراہی بھی اللہ سبحان، وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہے اپنے نور ہدایت کی روشنی عطا کردے اور اگر اس کی مشیت نہ ہو تو بندہ ظلمت و تاریکی اور ضلالت و گمراہی کے گھٹا ٹوپ

Marfat.com

اندھیروں میں بھٹکتا رہے۔ رب ذوالجلال کا فرمان ہے کہ آپ ﷺ کہہ دیں کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کا ہے۔ جسے چاہے صراط مستقیم کی ہدایت کر دے۔ (142/2) آپ ﷺ کا ذمہ نہیں انہیں ہدایت پر لانا۔ اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔

(52/42-13/32-56/28-46-35/24-9/16-31/13-25/10-149-88-35/6-272-2)

اللہ جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے صراط مستقیم پر ڈال دے۔

(31/74-12/42-52-23/39-8/35-39-36/34-82/28-54/17-93/16-4/14-27/13-178-155/7-39/6)

اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے۔ (107/6) اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے چھانٹ لیتا ہے۔ (179/3) اور انہیں تسلط دیتا ہے۔ جسے چاہے (6/59) اپنی مخلوق میں سے اللہ جسے چاہے چن لیتا ہے۔ (4/39) ہم درجے بلند کرتے ہیں جس کے چاہیں۔ (76/12-83/6) اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہے اجر سات سو گنا بڑھا دے۔ (261/2) فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے دیتا ہے۔ (25/57-73/3) اور اپنی رحمت خاص کر لیتا ہے جس پر چاہے۔ (31/76-25/48-56/12-74/3) یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے۔ (54/5) اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنا فضل پہنچائے۔ (107/10) اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان کرتا ہے۔ (11/14) اور جسے چاہے پاک کرے۔ (21/24-49/4)

بندوں کی بخشش اور عذاب مشیت ایزدی پر موقوف ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ اللہ بخشے جسے چاہے اور عذاب کرے جسے چاہے۔ (21/29-40-18/5-129/3-284/2) لیکن اللہ اسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے اور اس کے علاوہ جسے چاہے بخشتا ہے۔ (116-48/4) پھر فرمایا کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں ان کے گناہوں پر پکڑ لیں۔ (100/7) اور یہ کہ میرا عذاب پہنچتا ہے اسے جسے چاہوں۔ (156/7) عذاب اللہ ہی لاتا ہے اگر چاہے۔ (33/11) منافقوں کو اگر اللہ چاہے تو عذاب کرے یا ان کو توبہ کی توفیق عطا کرے۔ (24/33) پھر فرمایا کہ اگر ہم چاہیں تو دھنسا دیں ان کو (کفار کو) زمین میں یا گرا دیں ان پر کوئی

Marfat.com

ٹکڑا آسمان سے (9/34) اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں۔ (43/36) اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھیں بے نور کر دیں یا صورت مسخ کر دیں۔ (67-66/36) اور یہ کہ اللہ اگر چاہے تو قلب پر مہر کر دے۔ (24/42) اللہ ہی توبہ قبول کرتا ہے جس کی چاہے (27-15/9) ہم آپ ﷺ کو پڑھا دیں گے پھر آپ ﷺ نہ بھولیں گے سوائے اس کے جو اللہ چاہے۔ (7/87) اللہ جسے چاہے نجات دے۔ (110/12) نفخ صور کے وقت جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہوگا گھبرا جائے گا سوائے اس کے جسے اللہ چاہے۔ (68/39-87/27) شفاعت بھی کچھ کام نہیں آتی سوائے اس کے جس کے واسطے اللہ چاہے۔ (26/53) وہ بجلی کی کڑک بھیجتا ہے پھر اسے ڈالتا ہے جس پر چاہے۔ (13/13) وہی اولوں کے پہاڑ پہنچاتا ہے جس پر چاہے اور پھیر لیتا ہے جس سے چاہے (43/24) اللہ عالمین پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ (108/3) نہ ہی تنگی چاہتا ہے بلکہ وہ تو ہم پر آسانی چاہتا ہے۔ (185/2)

پیدائش اور اس سے متعلقہ امور اللہ کی رضا سے مربوط ہیں۔ رب العالمین جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ (1/35-68/28-45/24-5/22-17/5-47/3) اللہ جسے چاہے بیٹے بخشے جسے چاہے بیٹیاں دے، جسے چاہے بیٹے بیٹیاں عطا کرے اور جسے چاہے بانجھ رکھے۔ (50-49/42) یہ بھی اللہ کی مرضی پر موقوف ہے کہ اگر وہ چاہے تو لوگوں کو لے جائے اور ان کی جگہ بدل کر اور لوگوں کو لے آئے (28/76-16/35-19/14-133/6-133/4) وہی رحم مادر میں صورت بناتا ہے جیسے چاہے۔ (6/3) اور جس صورت میں چاہا جوڑ دیا۔ (8/82) پانی کے بارے میں فرمایا کہ اگر ہم چاہیں تو اسے کھارا کر دیں۔ (70/56) ارشاد ربانی ہے کہ اگر وہ چاہے تو تیرے واسطے اس سے بہتر باغ بنا دے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں اور تیرے واسطے محل بنا دے۔ (10/25) اور اگر ہم چاہیں تو کھیتی کو روندا ہوا گھاس کر ڈالیں۔ (65/56) پھر فرمایا کہ زمین میں بکھرے ہوئے جانوروں کو جب چاہے وہ اکٹھا کر سکتا ہے۔ (29/42) کافروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ان کے مال اور اولاد کے بارے میں

Marfat.com

تعجب نہ کریں۔ اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان کو دنیا کی زندگی میں ان نعمتوں کی وجہ سے عذاب میں رکھے اور وہ کافر ہی رہیں۔(55/9) قتل اولاد کے ضمن میں ارشاد الٰہی ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرتے۔(137/6) پھر فرمایا کہ اگر تمہیں مفلسی کا خوف ہے تو اللہ تمہیں عنقریب اپنے فضل سے اگر چاہے گا تو غنی کر دے گا۔(28/9)

رزق کی تنگی اور کشادگی رب العالمین کے چاہنے پر منحصر ہے۔ القرآن الکریم میں ارشاد ہے کہ اللہ رزق بے حساب دیتا ہے جسے چاہے۔(212/2-37/3-38/24) پھر فرمایا کہ اللہ کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لئے چاہے اور تنگ کرتا ہے جس کے لئے چاہے۔(26/13-30/17-62/29-37/30) علام الغیوب کا فرمان ہے کہ اگر اللہ اپنے بندوں میں رزق کشادہ کر دیتا تو وہ زمین میں سرکشی کرتے۔ لیکن وہ مقررہ مقدار میں جتنا چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔(27/42) نفع نقصان کے حوالے سے حرص و ہوا کے بندے تو کجا رسول ﷺ کریم سے فرمایا جا رہا ہے کہ آپ ﷺ کہہ دیں کہ میں اپنے نفس کے نفع نقصان کا مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے۔(188/7) اللہ آسمان میں بادلوں کو جس طرح چاہے پھیلا دیتا ہے۔ اور بارش کو اپنے بندوں میں پہنچاتا ہے جن کیلئے چاہے۔(48/30) اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے تو جہاز سمندر میں رکے رہیں۔(33/42) سائے کو کیسے لمبا کیا اگر چاہتا تو اسے ٹھہرا دیتا ہے۔(45/25)۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا اور نہ ہی یہ کہ اس کی مشیت میں کیا کیا اسرار و رموز پوشیدہ ہیں اور کیا راز اور غیب کی باتیں جنہیں علام الغیوب ہی جانتا ہے۔ خالق مخلوقات کو اپنی تخلیق میں بندوں کی آزمائش بھی مقصود ہے۔ انسانوں کو پہچان کیلئے مختلف قبیلوں اور فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ ارشاد الٰہی ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہمیں امت واحدہ بنا دیتا۔(48/5-118/11-93/16-8/42) لیکن یہ اس کی حکمت تکوینی کو منظور نہ تھا۔ وہ وہی تدبیر کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ (100/12) وہی مالک الملک ہے۔ وہ اپنا ملک جسے چاہے دیتا ہے۔ (247/2) اور ملک چھین لیتا ہے جس سے چاہے۔ وہی عزت دیتا ہے جسے چاہے اور ذلیل

Marfat.com

کرے جسے چاہے۔ (26/3) وہ جس کسی کو چاہے حکمت عطا کرتا ہے۔ اور جسے حکمت مل گئی اُسے خیر کثیر مل گئی۔ (269/2) پھر فرمایا کہ زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے وارث بنا دے۔ (128/7) وہ حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ (1/5) اللہ اپنی نصرت کی طاقت جسے چاہے دیتا ہے۔ (13/3) اور جسے چاہتا ہے تسلط دیتا ہے۔ (90/4) اور مدد کرتا ہے جس کی چاہے۔ (5/30)

مشیت ایزدی مختار مطلق اور قادر کل کی حکمت تکوینی پر موقوف ہے۔ ہر امر میں اللہ کی مشیت اور رضا سے یہ نہ سمجھ لیا جائے۔ کہ بندہ محض مجبور، بے بس، لاچار اور عاجز ہے۔ ایسا بالکل نہیں۔ خالق کائنات نے انسان کو با اختیار پیدا کیا ہے اور قول و فعل کی آزادی دی ہے۔ احکم الحاکمین کا روئے زمین پر خلیفہ اتنا بے اختیار و بے بس نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ ہے۔ البتہ جب بندہ شیطان کے بہکاوے میں آ جائے، احکام الٰہی کی پرواہ نہ کرے اور والدین، عزیز و اقارب اور دوست و احباب کی نصیحت پس پشت ڈال دے تو اسے پھر اپنے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی مریض اپنے معالج اور دیکھ بھال کرنے والوں کی منت و سماجت کے باوجود دوا سے منہ موڑ لے تو اسے پھر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اللہ کے ہاں بھی وہ بھولا بسرا ہو جاتا ہے اور شیطان کا ساتھی بن جاتا ہے۔

دنیا میں آزمائش و ابتلا اور آخرت میں جزا و سزا کے نظام کا تقاضہ ہے کہ بندے کو اعمال و افعال کا اختیار دیا جائے اور دیا گیا ہے۔ اعمال نامہ مرتب کرنے کا مطلب یہی ہے کہ بندے کی نیکی اور بدی کا ٹھیک ٹھاک حساب ہو۔ آخرت میں میزان عدل قائم ہو گی تاکہ اعمال کا وزن کیا جائے۔ جن کے اعمال کا وزن بھاری ہو گا انہیں جنت میں اور جن کا ہلکا ہو گا انہیں جہنم میں بھیجا جائے گا۔ ہر کوئی اپنی ذرہ بھر بھلائی اور برائی دیکھ لے گا۔ اپنے کئے کا بدلہ پائے گا اور اس پر دھاگے برابر بھی ظلم نہ ہو گا۔ بندے کی نجات ایمان اور اعمال صالح پر ہی موقوف ہے۔ البتہ اللہ سبحان، وتعالیٰ کی شان بے نیازی و فیاضی جسے چاہے بخش دے۔ اس کی مثبت صفات مومنین کے

Marfat.com

نئے اور منفی صفات مشرکین و منافقین کے لئے ہیں۔

آخر میں حضرت داوٗدؑ کی آزمائش کا ذکر موزوں ہے۔ بارگاہ ایزدی میں حضرت داوٗدؑ نے عرض کیا کہ اے پروردگار رات اور دن میں کوئی ساعت ایسی نہیں جس میں داوٗدؑ کے گھرانے میں تیری عبادت نہ ہوتی ہو۔ اللہ جلہ شانہ، کو یہ بات پسند نہ آئی۔ ارشاد ہوا کہ یہ ہماری توفیق سے ہے۔ ایک دن میں تجھے تیرے نفس کے سپرد کردونگا اور اپنی مدد ہٹالوں گا۔ پھر دیکھوں گا تو کیسے اپنی عبادت میں مشغول رہ سکتا ہے۔ چنانچہ ایک دن تمام انتظامات کے باوجود دو آدمی دیوار کود کر عبادت گاہ میں داخل ہوگئے۔ حضرت داوٗدؑ گھبرائے اور اپنی عبادت جاری نہ رکھ سکے۔ وہ بولے ہمارے جھگڑے کا انصاف سے فیصلہ کردیں۔ تب حضرت داوٗدؑ کو خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اس دعویٰ کی وجہ سے مجھے ابتلا میں ڈالا۔ بندہ جب کوئی نیک کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں نے تیری مدد کی اور تجھے توفیق دی۔ جب بندہ یہ کہتا ہے کہ مولا تو نے مجھے توفیق بخشی اور مدد فرمائی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو نے ارادہ کیا اور عمل کر کے نیکی کمائی۔ احکم الحاکمین اپنی بخشی ہوئی توفیق اور مدد کے باوجود بندے کو اس کی سعی کا کریڈٹ دیتا ہے۔ (38/17 تا 26)

حصہ ششم

اصول حکمرانی

Marfat.com

اصول حکمرانی

مالک ارض وسمانے دینوی زندگی میں لوگوں کی ہدایت کیلئے نبوت ورسالت کا سلسلہ شروع کیا۔ حضرت آدمؑ روئے زمین پر پہلے خلیفہ اور نبی تھے۔ یہ سلسلہ ہزاروں سال چلتا رہا اور آخری تاجدار رسالت حضرت محمد ﷺ مصطفےٰ پر آ کر ختم ہو گیا۔ آپ پر نازل کی گئی کتاب الٰہی القرآن الحکیم آخری کتاب ہے۔ لہٰذا اسے مکمل ضابطہ حیات بنادیا گیا ہے۔ جو احکامات، واعظ اور نصائح پہلی آسمانی کتابوں میں تھے وہ بھی اس میں شامل کر دیئے گئے۔ اس طرح قرآن مجید وفرقان حمید کی تعلیمات کو اصولی اور ابدی بنادیا گیا۔ اس میں عقائد وعبادات، معاشرت، معاملات، اخلاقیات، معاشیات اور حکومت کے اصول اور قواعد وضوابط وضع کر دیئے گئے ہیں۔

رب کائنات کا نظام بڑے مربوط طریقے اور پہلے سے طے شدہ انداز کے مطابق چل رہا ہے جس میں کوئی رخنہ یادراڑ نظر نہیں آتی۔ بغیر ستونوں کے ٹھہرے ہوئے آسمان میں شمس وقمر اور بے شمار ستارے اور سیارے اپنے اپنے محور میں مدت مدید سے محو گردش ہیں۔ (33/21) ہر ایک کی مدت اور منزلیں مقرر ہیں۔ (5/39) جس سے برسوں کی گنتی اور حساب ہوتا ہے۔ (5/10-16/71-5/55) کیا مجال کوئی ایک دوسرے سے ٹکرا جائے۔ ہلال کھجور کی کٹی ہوئی پرانی شاخ سے بڑھ کر چودھویں کا چاند بن جاتا ہے۔ (39/36) پھر گھٹ کی اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے۔ لیل ونہار اور موسموں کا ادل بدل عزیز العلیم کے مقررہ نظام کے تحت چل رہا ہے۔ (6/96-38/36)۔ رات اور دن کا آپس میں کوئی تصادم نہیں ہوتا۔ کوئی ایک دوسرے سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ (40/36-29/31)۔

کائنات کا سارا نظام جسے رب العالمین نے اپنی مخلوق کی فلاح کیلئے مسخر کر رکھا ہے (2/13-33/14-12/16-33/21) معبود واحد کی تابعدار اور فرمانبرداری پر مبنی ہے۔ کسی کی جرات نہیں کہ ذرہ بھر بھی نافرمانی کرے۔ اسی لئے کوئی گڑبڑ بھی نہیں ہوتی اور نہ ہی نظام متاثر ہوتا ہے۔ موت وحیات کا نظام پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق چلتا ہے۔ ہر ایک نفس کی

Marfat.com

زندگی اور موت کا وقت بمعہ جگہ مقرر ہے۔ جو لوح محفوظ میں موجود ہے۔ مخلوق کیلئے رزق کی فراہمی کیلئے رب العالمین نے تمام ضروری اسباب مہیا کرر کھے ہیں۔ رزق جس قدر مقرر ہے سب کو دیتا ہے۔ زندگی، موت اور معاش کا سالانہ پروگرام طے کیا جاتا ہے۔ مالک الملک جیسے اصول حکمرانی بھلا اور کون مرتب کر سکتا ہے؟ دنیا کے حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ اچھی حکومت کیلئے احکم الحاکمین کے وضع کردہ اصول وضوابط پر ممکن حد تک عمل کریں۔ نبیوں اور رسولوں کی سنت اور اوصاف خاص طور پر نبی آخر ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنائیں۔ کتب الٰہی کو اپنا معمول بنائیں جس پر مرسلین نے عمل کیا۔ کتاب وحکمت کی روشنی میں اپنے فرائض سرانجام دیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکام وحدود کے اندر رہتے ہوئے اس کی مخلوق کی خدمت کرتے رہیں اور جنت کے حق دار بن جائیں۔

Marfat.com

39۔ اللہ کی شہنشاہی

اللہ تبارک وتعالیٰ کی شہنشاہی کے بیان کو الفاظ میں سمونا نہایت ہی کٹھن مرحلہ ہے۔ سب سے عظیم کتاب الٰہی القرآن الحکیم ہی استفادہ کا حتمی اور مصدق ذریعہ ہے۔ ارض وسما میں رونما ہونے والے واقعات ومشاہدات اس کی شہنشاہیت کی حقانیت سمجھنے میں معاون ہو سکتے ہیں۔ اس کی صفات عالیہ سے اس کے اصول شہنشاہی کو جاننے میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔ وہ بے شمار خوبیوں اور اوصاف سے متصف ہے جن کا کلی احاطہ بھی ممکن نہیں۔ وہ ہمہ صفت موصوف ہے۔ قرآن کریم کی پہلی سورت الفاتحہ میں چند صفات کا ذکر یوں ہے۔ وہ رحمٰن ہے، رحیم ہے اور یوم الدین کا مالک ہے۔ (4-3/1) اصل میں سب کچھ اللہ ہی کا ہے۔ جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے۔ (31/53-4/42-26/30-64/22-19/21-6/20-52/16-2/14-68-66/10-126/4-129-109/3-116/2-64/24-26/31) مشرق ومغرب اللہ ہی کا ہے۔ (115/2) سب حاکموں سے بڑا عظیم اور اعلیٰ حاکم ہے۔ وہ احکم الحاکمین ہے اور وہی خیر الحاکمین ہے۔ (8/95-80/12/45/11-87/7) ارض وسما میں اسی کی حکومت ہے۔ (9/85-1/67-1/64-1/62-5-2/57-14/48-27/45-85/43 49/42-16/40-6/39-13/35-25/30-2/25-42/24 (67-40/12-116/9-120/5-47/4-189/3-40-18-17/5-107/2

اس کی شہنشاہی میں کوئی شریک نہیں۔ سارا اختیار اسی کو ہے۔ اس کی مشیت میں کسی کو کوئی دخل نہیں۔ وہ مختار مطلق اور قادر کل ہے۔ حکم تو اسی کا ہے جو بڑا اعالی شان حقیقی بادشاہ ہے۔ وہ کسی کو جواب دہ نہیں اور نہ ہی کوئی اس سے باز پرس کرنے کا مجاز ہے۔ ہر امر کی وہی تدبیر کرتا ہے۔ اس کے حکم کو کوئی پیچھے ڈالنے والا نہیں۔ حکم کسی کا نہیں سوائے اس کے۔ سب اسی کے حکم کے تابع ہیں۔ وہ تو ذات کن فکاں ہے۔ اس کے حکم کی تعمیل آنکھ کی ایک جھپک یا لمحہ میں ہو جاتی ہے۔ (16/40-26-4/30-2/25-116/23-111/17-40/16-41-31-2/13-62-57/6-154/3) وہی ارض وسما کا واحد ایجاد کرنے والا ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ اسی نے آسمانوں

Marfat.com

کو بغیر ستون کے بلند رکھا ہے۔ وہی عرش کا مالک ہے۔ لیل ونہار اور شمس وقمر کو اسی نے ہمارے لئے مسخر کر رکھا ہے۔ اسی نے زمین کو پھیلایا۔ اس میں پہاڑ اور نہریں رکھ دیں۔ تمام اثمار کے دو دو جوڑے رکھ دیئے۔ اس نے بحر وبر کو مسخر کیا ہوا ہے۔ علامتیں بنائیں تا کہ لوگ ستاروں سے راہ پائیں۔ جو کچھ زمین میں ہے ہمارے لئے مسخر کر دیا ہے۔ آسمان کو وہی تھامے ہوئے ہے کہ زمین پر نہ گر پڑے۔ ہر شے کو اسی نے پیدا کیا۔ وہی ہر شے پر قادر ہے۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اس کے پاس ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی فوجیں اللہ ہی کی ہیں۔ (117/2-116/9-2/13-3
--12/16-14-15-16-22/65-25/2-35/13-39/63-42/12-48/4-7-67/1-85/15)

ارض وسما کا وہی واحد مالک ہے۔ وہ جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے۔ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ اللہ مالک الملک ہے۔ اپنا ملک جسے چاہے دے دیتا ہے۔ زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے وارث بنائے۔ (247/2-26/3-40/5-128/7)

دنیا میں حاکمیت فقط عطاء الٰہی ہے۔ الہ، العالمین تمام عالمین کا واحد خالق ہے۔ رب العالمین ہے۔ العلیم ہے۔ السمیع البصیر ہے۔ الجلیل الجبار ہے۔ الحسیب الحفیظ ہے۔ الحکیم الحلیم ہے۔ الصبور الصمد ہے۔ الغفور الغفار ہے۔ القادر القدیر ہے۔ القوی القہار ہے۔ الکبیر الکریم ہے۔ العزیز الحکیم ہے۔ المغنی المقتدر ہے۔ الوکیل الولی ہے۔ الاحد الواحد ہے۔ الاول آلآخر ہے۔ الباری الباسط ہے۔ الباعث الباقی ہے۔ الباطن والظاہر ہے۔ البدیع البر ہے۔ الحق الحکم ہے۔ الحمید المجید ہے۔ الرازق ہے۔ التواب الرحیم ہے۔ العفو الروف ہے۔ الحی القیوم ہے۔ النافع النور ہے۔ الوارث الواسع ہے۔ الوالی الودود ہے۔ المنعم المنتقم ہے۔ البدیع الہادی ہے۔ اور بہت ہی بے شمار خوبیاں ہیں جو اس کی شہنشاہی کی حقانیت اور خصوصیت کو منعکس کرتی ہیں۔ دنیا کے بادشاہوں اور حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ ان اوصاف حمیدہ کا عکس ہی اگر اپنے اندر سمو لیں تو شاید شہنشاہ ارض وسما انہیں زندہ جاوید کر دے۔ حضرت انسان آخر اسی کا خلیفہ تو ہے اور روح جو اس

Marfat.com

کے جسد خاکی میں سرایت ہے وہ امر ربی ہے۔ میری عاجزانہ تجویز ہے کہ ہر مومن اور مومنہ میری کتاب اسماالحسنیٰ (صفات الٰہی) کا مطالعہ فرمائے۔

اللہ سبحان، وتعالیٰ درج ذیل لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

اہل ایمان ۔ احسان کرنے والے (148-134/3-195/2-93-13/5) پاک وصاف رہنے والے۔(108/9-222/2) توبہ کرنے والے۔(222/2) صبر کرنے والے۔ (146/3) توکل کرنے والے۔ (159/3) انصاف کرنے والے۔ (8/60-9/49-42/5) تقویٰ اختیار کرنے والے۔(7-4/9-76/3) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے۔(4/61)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ درج ذیل لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ کافرین، مشرکین، منافقین، اور مکذبین۔ زیادتی کرنے والے۔(190/2-87/5-55/7) فساد کرنے والے۔ (77/28-64/5-205/2) ظلم کرنے والے۔ (40/42-140-57/3) تکبر کرنے والے (23/57-18/31-23/16-36/4) فخر کرنے والے۔ (23/57-18/31-36/4) خیانت کرنے والے۔(38/22-58/8-107/4) فضول خرچی کرنے والے ۔ (31/7-141/6) ناشکری کرنے والے۔ (38/22) اترانے والے۔(76/28-36/4)

صفات الٰہی کا مختصر ذکر کیا گیا۔ ان کے علاوہ اللہ کی سنت کا کچھ بیان کیا جاتا ہے تا کہ حکومت کے اہل کار سبق حاصل کر سکیں اور اپنی کارکردگی کو بہتر بنا سکیں۔

رسول کریم ﷺ سے خطاب ہے کہ آپ کہہ دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت کریگا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا۔(31/3) جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے کام میں آسانی کر دیتا ہے۔ اس کے کچھ گناہ دور کر دے گا اور اجر عظیم عطا کرے گا۔(5-4/65) اللہ سے ڈرتے رہو اس کا عذاب شدید ہے۔

Marfat.com

(21-13/8-98-2/5-196/2) ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔(18/11) اللہ فساد کرنے والوں کے عمل سنوارا نہیں کرتا۔(81/10) اللہ کسی قوم کی حالت یا دی ہوئی نعمت کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود نہ بدلیں جو ان کے نفس میں ہے۔(11/13-53/8) تمہارے لئے لیل ونہار، شمس وقمر، ستارے اور سمندر مسخر کر دیئے۔(14-12/16-33/14) اللہ ہمارے اعمال سے غافل نہیں۔ وہ ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔(54/41-47/8-126/4-120/3-74/2) اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔(20/39-33/31-9/3) اللہ مومنین کے ساتھ ہے۔ (19/8) اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔(153/2) اللہ صدقہ کرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔(88/12) اللہ کے ذکر ہی سے قلوب اطمینان پاتے ہیں۔(28/13) یہ بھی ذہن نشین رہے کہ اللہ کے کلمات نہیں بدلتے۔(64/10) اور نہ ہی اللہ کی سنت میں تبدیلی پائیں گے۔ (23/48-42/35-62/33)۔

اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ جیسا کوئی کرتا ہے ویسا ہی پالیتا ہے۔(62/23-286/2) جو لوگ بُرے کام کرتے ہیں ان کو ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور جو نیک کام کرتے ہیں انہیں ان کے اعمال کو بدلہ ملے گا۔(31/53) نیکی کی جزا ویسی ہی دس نیکیاں ہیں اور برائی کی جزا ویسی ہی ایک برائی ہے۔(160/6) قرض حسنۂ کو کئی گنا بڑھا دیتا ہے، چاہے تو دو گنا کر دے، چاہے تو سات سو گنا یا اس سے بھی زائد۔ اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں۔ اللہ سبحان، وتعالیٰ تو لوگوں پر ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا۔ لوگ ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ (44/10) اس کے ہاں یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔ دنیا کے حکمرانوں اور منصفوں کو بھی یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے۔ اللہ پاک کا یہ اصول ہے کہ کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا خواہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہو۔(18/35-38/53)

ہر مسلمان کو خواہ وہ حاکم اعلیٰ ہو یا ادنیٰ اہل کار، خواہ اس کا تعلق سیاست سے ہو یا حکومت یا عدالت سے یا میدان شجاعت سے یا تجارت سے سب کو یہ یاد رکھنا چاہئے اور کبھی نہ

Marfat.com

بھولیں کہ وہ ایک دوسرے کو دھوکا دے کر بچ سکتے ہیں۔ لیکن احکم الحاکمین کی پکڑ سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ اس کے انصاف کی ترازو ہر شے پر محیط ہے وہ زبردست محتسب ہے۔ وہ سریع الحساب ہے اور حساب لینے کو کافی ہے۔ اسے کوئی مشکل نہیں۔ اعمال نامہ ہر روز تیار ہوتا رہتا ہے۔ لکھنے والے کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔ اعمال کے علاوہ دل کی باتوں کا بھی حساب ہوگا خواہ انہیں چھپایا جائے یا ظاہر کیا جائے۔ نیتوں کا حال اسے سب معلوم ہے۔ ہر بندے کو یہ شعور ہونا چاہے کہ ایک دن اس کا ٹھیک ٹھاک حساب کتاب ہوگا۔ یہ خوف اور ڈر دل و دماغ میں بسالے تو وہ اللہ کا نیک بندہ بن سکتا ہے۔

Marfat.com

40۔ خلافت و رسالت

عرش بریں پر بسنے والے شہنشاہ مطلق نے دنیا میں اپنی بادشاہت قائم کرنے کے لئے حضرت انسان کا انتخاب فرمایا۔ حالانکہ اس کے دربار عالیہ میں جن وملائکہ بہترین خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ لیکن وہ اپنی نئی شاہکار مخلوق آدم کو آزمانا چاہتے تھے۔ مشیت ایزدی یہی تھی۔ چنانچہ ملاء اعلیٰ میں اعلان فرما دیا گیا کہ خلاق العلیم زمین پر خلیفہ مقرر کرنا چاہتے ہیں تا کہ روئے زمین پر امور خلافت بطور احسن چلائے جاسکیں۔ اپنے رب کی طرف سے حضرت آدمؑ کی افرنیش کے بارے میں سن کر ملائکہ نے عرض کیا کہ حضور فیض گنجور زمین پر خلیفہ اسے قائم کرنا چاہتے ہیں جو اس میں فساد کرے اور خون بہائے۔ حالانکہ ہم آپ کی حمد کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔ اور آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ علیم و حکیم الہ، العالمین نے فرمایا میں خوب جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ (30/2)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے۔ اور پھر ملائکہ کے سامنے ان چیزوں کو پیش کیا اور فرمایا کہ مجھے ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ (31/2) فرشتوں نے عرض کیا تو پاک ہے۔ ہمیں معلوم نہیں سوائے اس کے جو ہمیں سکھا دیا گیا۔ بے شک آپ ہی علیم و حکیم ہیں۔ (32/2) باری تعالیٰ نے فرمایا اے آدمؑ! انہیں ان چیزوں کے نام بتا دیں۔ پھر اس نے ان کے نام بتا دیئے۔ فرمایا کیا میں نے تم کو نہ کہا تھا کہ میں ارض و سما کے سارے غیوب کو خوب جانتا ہوں اور میں یہ بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔ (33/2) جب ہم نے ملائکہ کو حکم کیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں ہو گیا۔ (34/2) یوں حق تعالیٰ نے حضرت آدم کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا جس سے علم کی فضیلت عبادت پر ثابت ہوئی۔ امور خلافت چلانے کیلئے علم کام آتا ہے نہ کہ عبادت۔ علم اللہ پاک کی صفت اعلیٰ ہے اور عبادت خاصہ مخلوقات ہے۔ اس لئے اللہ سبحان، وتعالیٰ نے علم کو ترجیح دی تا کہ خلیفہ اللہ کے احکام کو سمجھ سکے اور لوگوں تک پہنچا سکے۔ رسول ﷺ اعظم و آخر اور

حضرت آدمؑ میں یہ قدر مشترک تھی کہ دونوں کو علام الغیوب نے علم سکھایا اور رسالت وخلافت کے قابل بنایا۔ بعد میں اپنی عبادت کے طریقے بھی سکھائے۔ اس طرح احکم الحاکمین نے حضرت آدمؑ کو مسجود ملائکہ بنا کر خلافت ارضی کی خلعت عطا فرمائی۔ خیر الحاکمین نے حکم دیا کہ اے آدمؑ تم اور تمہاری زوجہ جنت میں رہو گے۔ جہاں سے جی چاہے کھاؤ لیکن اس شجر کے قریب بھی نہ جانا اور نہ تم ظالمین میں ہو جاؤ گے۔ (35/2) پھر شیطان نے انہیں بہکا دیا اور اس جگہ سے نکلوایا جہاں وہ تھے۔ پھر مالک الملک نے حکم صادر فرمایا کہ تم سب اترو۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے۔ زمین میں تمہارے لئے ٹھکانہ ہے اور ایک وقت تک نفع اٹھانا ہے۔ (36/2) آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لئے۔ اللہ نے اس کی توبہ قبول فرمائی۔ بے شک وہی بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔ (37/2) پھر فرمان الٰہی ہوا کہ تم سب یہاں سے اترو۔ پھر اگر تم کو میری طرف سے ہدایت پہنچے تو جو کوئی میری ہدایت کے تابع ہوا تو ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (38/2)۔

سورہ الانعام میں ارشاد ہے کہ اُسی نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا اور بعض کے بعض پر درجے بلند کر دیئے تا کہ تمہیں اپنے دیئے ہوئے میں آزمائے۔ (165/6) آزمائش اس میں کہ کون بلندی درجات' عطاء خوشحالی وفراخی میں کہاں تک شکر ادا کرتا ہے اور کون حالت فکر و تنگ دستی میں کہاں تک صبر کا ثبوت دیتا ہے۔ دونوں حالتوں میں اللہ کے احکام کی بجا آوری کا بھی امتحان ہے۔ حضرت ہودؑ نے اپنی قوم عاد سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم کو تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی ایک مرد کے وسیلہ سے جو تم میں سے ہے تا کہ وہ تمہیں ڈرائے۔ یاد کرو جب تمہیں خلیفہ بنا دیا۔ قوم نوحؑ کے بعد اور تمہیں پیدائش میں پھیلاؤ دیا۔ اللہ کا احسان یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (57/11-69/7)

اہل ثمود کو حضرت صالحؑ یاد کرا رہے ہیں کہ اللہ نے تمہیں قوم عاد کے بعد خلیفہ بنایا اور زمین میں تمہیں ٹھکانہ دیا۔ نرم مٹی سے محل بناتے ہو اور پہاڑوں سے گھر تراشتے ہو۔ سو اللہ کے

احسان یاد کرو اور زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو۔ (74/7) انہوں نے بھی اپنی قوم کو الٰہ، العالمین واحد، لاشریک لہ، کی عبادت کی تلقین کی۔ معجزے کے طور پر ایک حاملہ اونٹنی پتھر کی ٹھوس چٹان سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نکال کردی۔ لیکن وہ پھر بھی ایمان نہ لائے اور اونٹنی کو کاٹ ڈالا اور حق تعالیٰ نے انہیں زلزلے سے ہلاک کردیا۔

حضرت موسیٰ سے ان کی قوم بنی اسرائیل کہہ رہی ہے کہ آپ کے آنے سے پہلے اور آپ کے آنے کے بعد ہم پر تکلیفیں رہیں۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تمہارا رب عنقریب تمہارے دشمن کو ہلاک کردے گا اور تمہیں خلیفہ بنادے گا۔ پھر دیکھیں گے تم کیسے کام کرتے ہو۔ (129/7) احکم الحاکمین کا یہ دستور رہا ہے کہ جب کوئی قوم ایمان نہ لائے اور حد سے گذر جائے تو اسے تباہ کردیا جاتا ہے۔ اور خلافت نئی قوم کے سپرد کردی جاتی ہے۔ خطاب ربانی ہے کہ اُن کے بعد ہم نے تمہیں خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو۔ (14/10) حضرت نوحؑ کو ان کی قوم نے جھٹلایا اور ہم ان کو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے نجات دی اور ان کو خلیفہ بنادیا اور جھٹلانے والوں کو غرق کردیا۔ (73/10)

حضرت داؤدؑ سے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے داؤدؑ! ہم نے تجھے ملک میں خلیفہ کیا۔ سو تو لوگوں میں حق سے حکومت کر۔ اپنی خواہش کی پیروی نہ کر کہ اللہ کی راہ سے تجھے گمراہ کردے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں گمراہ ہوجاتے ہیں ان کے لئے شدید عذاب ہے اس بات پر کہ انہوں نے یوم حساب کو بھلا دیا۔ (26/38)

رب ذوالجلال نے اپنی خلافت اور حکمرانی کا اصول وضع کردیا اور وعدہ کردیا کہ جو لوگ ایمان لائیں اور صالح عمل کریں انہیں ملک میں خلیفہ بنادیں گے جیسے ان سے اگلوں کو حاکم کیا تھا۔ ان کے لئے ان کا دین جمادے گا جو ان کے لئے پسند کردیا گیا۔ ان کے خوف کے بعد بدلے میں انہیں امن دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہ کریں گے۔ جو اس کے بعد ناشکری (کفر) کریں گے سو وہی لوگ نافرمان ہیں۔ (39/35-62/27-55/24) صلوٰۃ

قائم کیے رکھو، زکوٰۃ دیتے رہو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو تا کہ تم پر رحم ہو۔(56/24) سورہ الحدید میں ارشاد ربانی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور خرچ کرو اس میں سے جس کا تمہیں حاکم بنایا۔ سو جو لوگ تم میں ایمان لائے اور خرچ کرتے رہے ان کے لئے اجر کبیر ہے۔ (7/57) جو مال حاکم کے زیر تصرف ہوتا ہے اس کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ صرف خزانچی (خازن) اور امین ہوتا ہے۔ لہٰذا امانت دار کا فرض منصبی ہے کہ وہ اللہ کے مال کو مفاد عامہ میں خرچ کرے نہ کہ ذاتی مفاد پر۔ یہ بھی یاد رکھے کہ یہی مال و دولت پہلے کسی اور کے ہاتھ میں تھا وہ نہ رہا اور تمہیں اس کا جانشین بنا دیا۔ تم اگر اللہ کے احکام کی پیروی نہ کرو گے تو تمہارا جانشین کسی اور کو بنا دیا جائے گا۔ عوام کا پیسہ اگر اپنی اور اہل وعیال کی ذات پر خرچ کیا تو حرام کیا جو تمہارا کھانا پینا رہنا سہنا، پہننا اور سونا حرام کر دے گا۔ ضمیر کی خلش سے سکون قلب تباہ ہو جائے گا۔ سمجھ داری اور فلاح اسی میں ہے کہ خوف الٰہی کو دل میں بسایا جائے۔ اللہ اور رسول کی اطاعت کی جائے۔ احکام الٰہی پر انصاف سے عمل کیا جائے۔ اللہ راضی ہوگا تو جنت بھی مل جائے گی۔

Marfat.com

41۔ حکام کے اوصاف

حاکم کے اوصاف میں احکم الحاکمین کی صفات کی جھلک ضرور ملنی چاہئے۔ تھوڑا سا عکس اور پرتو تو ہونا چاہیے۔ کیونکہ پوری صفات کا حامل ہونا صرف ذات باری کا خاصہ ہے۔ انسان نے جو اس کا خلیفہ ہے صفات الٰہی کی نقل کرنا بھی مشکل ہے گو اللہ کی روح، امر ربی اس کے جسم میں موجزن ہے۔ اس لئے صفات الٰہی کا مطالعہ کرتے رہنا چاہئے تا کہ ان کا علم تو ہو اور عمل بھی۔

رسول علیہ السلام اللہ کا اسوہ حسنہ قابل تقلید ہے جس کو نہ صرف حکمرانوں کو بلکہ تمام مومنین کو اپنانا چاہیے۔ ارشاد ربانی ہے کہ رسول علیہ السلام اللہ کی ذات میں تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اس کے لئے جو کوئی اللہ سے ملنے کی امید رکھتا ہے اور یوم آخر کی اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ (21/33) سورہ الاحزاب کے علاوہ سورہ الممتحنہ کی آیت نمبر 6 میں اسی عبارت کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ جو کوئی منہ پھیرے گا تو اللہ وہی بے نیاز ساری تعریفوں والا ہے۔ (6/60) اسی سورت کی آیت نمبر 4 میں فرمایا ہے کہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے حضرت ابراہیمؑ کی ذات میں اور جو اس کے ساتھ تھے۔ (4/60) رسول علیہ السلام اللہ کی ذات منبع البرکات بہترین نمونہ ہے۔ تمام مومنین کیلئے عموماً اور ان مومنین کیلئے خصوصاً جو:۔

1۔ اللہ سے ملنے کی امید رکھتے ہیں۔

2۔ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

3۔ اللہ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں۔

رسول علیہ السلام اللہ کی سیرت طیبہ کا خاکہ پیش کرنا ضروری ہے تا کہ حکام کے پیش نظر رہے اور اس کی وہ پیروی بھی کر سکیں، قرآن حکیم کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ اسوہ حسنہ کے اتباع میں ہی ہماری دینوی اور آخروی فلاح کا راز مضمر ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں رسول اعظم و آخر کی سیرت پر چلنا ہر مومن پر واجب ہے۔ ان کے نقش قدم پر چلنے میں ہی ہماری نجات ہے۔ سورہ القلم میں ارشاد ہے کہ آپ خلقِ عظیم کے اعلےٰ رتبہ پر فائز ہیں۔ (4/68) اخلاق و عمل کا جو قرآنی نکتہ

Marfat.com

آپ ﷺ دوسروں کو سکھاتے ہیں پہلے آپ خود اُس پر عمل کر کے دکھاتے تھے۔ کیونکہ حضور ﷺ پر نور قرآنِ حکیم کی تفسیر کا بہترین عملی نمونہ تھے۔ فرمان الٰہی ہے کہ وہ کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے۔ (2/61) سورہ التوبہ میں خیرالحاکمین اپنے رسول ﷺ رحمت کے اخلاق کے بارے میں فرماتا ہے کہ بے شک تمہارے پاس رسول آئے ہیں جو تم میں سے ہیں جو تکلیف تمہیں پہنچتی ہے انہیں گراں گذرتی ہے۔ تمہاری بھلائی کے حریص ہیں۔ مومنین پر بڑے شفیق و مہربان ہیں۔ (128/9) اس آیت میں یہ صفت بیان فرمائی گئی کہ رسول کریم ﷺ لوگوں کے کس قدر خیر خواہ، ہمدرد اور بہی خواہ ہیں۔ بندوں کو تو اپنی بھلائی مقصود ہوتی ہے۔ لیکن شفیع المذنبین اپنے امتیوں کی بھلائی کے نہ صرف چاہنے والے بلکہ حریص ہیں۔ لفظ حریص پر غور کریں۔ اگر کسی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔ تو انہیں بہت شاق گذرتی ہے۔ خود ویسا ہی دکھ محسوس کرتے ہیں۔ اُن کے درد کو اپنا درد سمجھتے ہیں۔ جیسے ماں کی ممتا بچے کی تکلیف سے تڑپ اٹھتی ہے۔ رحمت اللعالمین کے دل میں بھی ویسی ہی تڑپ ہے۔ مومنین کے ساتھ آپ کی ہمدردی، شفقت اور مہربانی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اسی لئے آپ کو رحمت العالمین کے خطاب سے نوازا گیا (107/21) آپ ﷺ کے اخلاقِ حمیدہ کا ایک اور رخ کو قرآن مجید میں رب العالمین یوں فرماتا ہے۔ یہ اللہ کی رحمت ہی ہے کہ آپ ﷺ اُن کے ساتھ نرم رہے۔ اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو آپ ﷺ کے پاس سے بھاگ جاتے۔ آپ ﷺ انہیں معاف کر دیں اور ان کے لئے استغفار کریں اور کام میں ان سے مشورہ لیں۔ (159/3) جنگ احد میں مسلمانوں کا ایک گروہ آخری وقت تک مقرر کردہ جگہ پر قائم نہ رہا جس کی وجہ سے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ کئی مومنین بھی شہید ہوئے۔ آنحضور ﷺ کا دندان مبارک شہید ہوا اور چہرہ انور زخمی ہوا۔ نبی کریم ﷺ کی شہادت کی خبر نے مجاہدین کی ہمت وحوصلہ پست ہوا۔ یہ تو اللہ کی مدد تھی جس نے انہیں غنودگی سے تازہ دم کر دیا اور نیا ولولہ عطا کیا اور کامیابی سے ہمکنار کیا۔ اس کے باوجود آپ نے ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا۔ جو نرم خو اور نرم دل رسول ﷺ رحمت کا خاصہ تھا۔ حالانکہ جنگ میں ایسے مجرموں کا کورٹ مارشل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ کا ان کے ساتھ شفقت کا برتاؤ دنیا کی جنگی تاریخ میں بے نظیر مثال ہے۔ یہ آپ ﷺ کی نرمی و خوش خلقی، عفو و درگذر، شفقت، رحمت اور لطف و کرم کا ہی نتیجہ تھا کہ مومنین اپنی جانیں بھی قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ آپ ﷺ کی سیرت اس بات کی شاہد ہے۔ کہ آپ ﷺ نے اپنے ذاتی دشمنوں کو جنہوں نے نا قابل برداشت ایذائیں پہنچائیں معاف کر دیا اور ان کی ہدایت و مغفرت کی دعائیں فرمائیں۔ آپ ﷺ کی اسی خوش خلقی کی بدولت وہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ آپ ﷺ پر تھی اور آپ ﷺ اس کی مخلوق پر رحمت کا سایہ تھے۔

سورہ الکہف میں رسول کریم ﷺ کی غمگساری اور ہمدردی خلائق کی ایک شاندار مثال کا ذکر رب روف الرحیم یوں فرماتا ہے کہ کیا آپ ﷺ اپنی جان کو ان کے غم میں ہلاک کر ڈالیں گے اس وجہ سے کہ وہ آپ کی بات پر ایمان نہیں لاتے اور پچھتاتے رہیں گے؟ (6/18) لوگوں کے لئے کیا خوب کمال کی غم خواری، دردمندی اور ہمدردی کی بے نظیر نظیر ہے۔ پھر ایسے اعلیٰ اخلاق پر لوگ کیوں نہ جان نثار کریں۔ آنحضور ﷺ میں لوگوں کی بھلائی کی اتنی تڑپ تھی کہ مولا کریم کو خود فرمانا پڑا کہ لوگوں کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے اس قدر غمگین اور دل فگار ہونے کی ضرورت نہیں۔ نہ پچھتانا مناسب ہے۔ لوگوں کو ایمان پر لانا رسول کا کام نہیں۔ یہ تو رب العالمین کی ذمہ داری ہے۔ رسول کا کام تو فقط پیغام رسانی ہے۔ (54/24) جو آپ نے کمال خوبی سے پورا کر دیا۔

سورہ الاحزاب میں ارشاد الٰہی ہے کہ اے نبی ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ (15/73-8/48-45/33) دوسری آیات میں فرمایا کہ ہم نے نبیوں کو مبشرین اور منذرین بنا کر مبعوث کیا۔ (188/7-48/6-19/5-165/4-213-119/2)
(8/48-12/46-4/41-24/35-28/34-56/25-56-2/18-105/17-2/11-2/10)
جن آیات میں آپ ﷺ کو نذیر مبین کے اعزاز سے نوازا گیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔
(49/22-4/18-89/15-7/13-25-12/11-184-69-63-2/7-92/6

Marfat.com

3/32-50/29-46/28-92/27-208-194-115/26-1/25

29-21-9/46-3/44-23/43-70-4/38-177-73-72/37-42-37-23/35

(46-44-34/34-45/79-26/67-56/53-51/51-50/51-2/50) ان تینوں کرداروں میں سب سے زیادہ زور نذیر یعنی ڈرانے والے پر دیا گیا ہے۔ پھر بشیر یعنی بشارت دینے والے اور پھر شہادت دینے والے پر۔ یہ تینوں کردار نتائج سے مبرا ہیں۔ یعنی لوگوں کے ایمان نہ لانے اور جہنم واصل ہونے پر کوئی پوچھ گچھ نہیں۔ کیونکہ ہدایت دینا یا نہ دینا رب العالمین کی ذمہ داری ہے اور اس کا حکم ہے کہ مجھی سے ڈرو کسی اور سے نہ ڈرو۔ (150/2)

نبوت اور حکومت عطاء الٰہی ہیں۔ (79/3) رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو اس صداقت سے ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر آپ کے اتنے درجے بلند کئے اور ایسے ایسے انعامات سے نوازا کہ نظیر نہیں ملتی۔ نہ کوئی بشر آپ کے رتبہ کو پہنچ سکتا ہے۔ مثلاً خاتم النبین (40/33) امامت الانبیا۔ (1/17) معراج میں قرب دیدار الٰہی۔ (1/53 تا 18) کلمہ طیبہ میں آپ کا اسم مبارک اور رفعنا لک ذکرک۔ (4/94) اذان، اقامت، التحیات اور خطبہ میں اللہ سبحان، وتعالیٰ کے بعد آپ کا نام نامی لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ جس ہستی پر درود وسلام بھیجتے ہوں اس ذات پاک کے مقام محمود کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ (56/33) مومنین کی دعاؤں کی مقبولیت فخر کائنات پر اول و آخر درود شریف پر منحصر ہے۔ ہر مومن اور مومنہ کو حکم الٰہی ہے کہ جب محبوب الٰہی کا نام لیا جائے تو درود شریف پڑھا جائے۔ حق تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے بعد اطاعت رسول کا حکم دیا ہے۔

دنیا کے تمام انسانوں کی فہرست میں آپ ﷺ کا نام مبارک سر فہرست ہے اور رہے گا اور نہایت عزت واحترام سے لیا جاتا ہے اور تا ابد لیا جائے گا۔ منصب رسالت کی ذمہ داریوں کو احسن طور پر نبھانے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کا سینہ مبارک کھول دیا اور حوصلہ کشادہ کر دیا جس سے قلب مبارک پر جو بوجھ تھا ہلکا ہو گیا اور مشکلیں آسان ہو گئیں۔

Marfat.com

(1/94 تا 6) رب ذوالجلال کا فرمان ہے کہ آپ ﷺ کے رب نے نہ آپ ﷺ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ ﷺ سے بیزار ہوا ہے۔ آپ کی پچھلی حالت پہلی حالت سے کہیں ارفع واعلیٰ ہے۔ آخرت میں تو ساری اولاد آدم آپ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہوگی۔ وہاں کی بزرگی اور فضیلت تو یہاں کے اعزاز واکرام سے کہیں بلند ہے۔ دنیا وآخرت میں وہ انعام واکرام عطا ہونگے کہ آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ آپ ﷺ کو یتیم پایا تو ٹھکانہ دیا۔ گمراہ پایا تو ہدایت دی۔ تنگ دست پایا تو غنی کر دیا۔ (3/93 تا 8) کوثر کا عطا ہونا بھی بہت بڑا اعزاز ہے۔ (1/108) اللہ کا آپ پر عظیم فضل ہے۔ (113/4) رسول اعظم وآخر پر انعامات الٰہی کی فہرست مرتب کرنا محال ہے۔

Marfat.com

42۔ اسوہ حسنہ

اسوہ حسنہ کا مختصر خاکہ پیش کرنا مقصود ہے تاکہ حکومت کرنے والے اسے پیش نظر رکھ سکیں اور اپنائیں۔ یہ خاکہ سیرت النبی مولفہ علامہ شبلی نعمانی سے لیا گیا ہے۔ حوالہ کیلئے صفحہ نمبر لکھ دیا ہے۔

اوصاف حمیدہ

خدیجۃ الکبریٰؓ فرماتی ہیں کہ آپ صلہ رحم کرتے ہیں۔ مقروضوں کا بار اٹھاتے ہیں۔ غریبوں کی اعانت کرتے ہیں۔ مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں۔ حق کی حمایت اور مصیبت میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔ (ص/296)۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ کا اخلاق ہمہ تن قرآن تھا۔ کسی کو برا بھلا نہ کہتے تھے۔ برائی کے بدلے میں برائی نہ کرتے بلکہ درگذر کرتے۔ ذاتی معاملات میں کسی سے انتقام نہیں لیا۔ احکام الٰہی کی خلاف ورزی پر قرآن حکیم کے مطابق حد جاری کرتے۔ جب گھر تشریف لاتے تو ہنستے مسکراتے آتے۔ (ص/296-297)۔

انداز کلام

گفتگو ٹھہر ٹھہر کر فرماتے۔ ایک بات کو تین تین دفعہ دہراتے۔ بلند آواز سے بات کرتے اور پورا ہاتھ اٹھاتے۔ کسی کی بات نہ کاٹتے۔ ناپسند بات سے تغافل فرماتے۔ اچھی بات پر تحسین فرماتے۔ اکثر چپ رہتے۔ بات مختصر فرماتے اور جو بات مطلب کی نہ ہو اس میں نہ پڑتے اور نہ ہی بلا ضرورت گفتگو فرماتے۔ (ص/297)۔

خندہ و تبسم

ہنستے بہت کم تھے۔ ہنسی آتی تو مسکرا دیتے۔ خدمت اقدس میں جب کوئی حاضر ہوتا تو مسکراہٹ سے استقبال کرتے۔ لوگ جن باتوں پر ہنستے آپ ﷺ بھی مسکرا دیتے۔ (ص/206)۔

Marfat.com

لباس

عام لباس قمیض اور تہمد تھا۔ کبھی کبھی قیمتی اور خوش لباس بھی زیب تن فرماتے۔ پاجامہ کبھی استعمال نہیں فرمایا۔ عمامہ اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا تھا۔ رنگوں میں سفید رنگ بہت پسند تھا۔ اور زرد بھی پسند تھا۔ چپل استعمال فرماتے جس میں تسمے لگے ہوتے تھے۔ (ص/206 اور 210)۔

بستر

بچھونا چمڑے کا گدا تھا۔ جس میں کھجور کے پتے ہوتے تھے۔ چارپائی بان کی ہوتی تھی۔ جس سے اکثر جسم اطہر پر بدھیاں پڑ جاتی تھیں۔ بچھونے کا کوئی خاص اہتمام نہ تھا۔ ہمیشہ داہنی کروٹ اور دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر سوتے۔

خوراک

میز کرسی پر کھانا نہ کھاتے کیونکہ یہ فخر و امتیاز کی علامت تھی۔ کھانا دائیں ہاتھ سے کھاتے۔ گوشت چھری سے کاٹ لیتے۔ بعض کھانے آپ ﷺ کو نہایت مرغوب تھے۔ سرکہ، شہد، زیتون اور کدو بہت پسند تھے۔ حسیس آپ کی محبوب ترین غذا تھی۔ گوشت میں دنبہ، مرغ، بٹیر، بھیڑ، بکری، اونٹ، خرگوش اور مچھلی پسند فرماتے۔ دستی کا گوشت بہت چاہتے تھے۔ تربوز کو کھجور کے ساتھ کھاتے۔ دودھ کبھی خالص نوش فرماتے کبھی اس میں پانی ڈال لیتے۔ کشمش، کھجور اور انگور پانی میں بھگو دیتے اور کچھ دیر بعد نوش فرماتے۔ (ص/208-210)

خوشبو

خوشبو آپ کو بہت پسند تھی۔ آپ ﷺ خوشبو کا ہدیہ خوشی سے قبول فرماتے۔ خوشبو خوب استعمال کرتے۔ جس طرف جاتے خوشبو بکھر جاتی۔ فرماتے کہ مردوں کی خوشبو پھیلنے والی ہونی چاہئے جبکہ عورتوں کی نظر آنے والی ہو۔ اور پھیلنے والی نہ ہو۔ (ص/211-212)

Marfat.com

صفائی پسند

لوگ میلے کپڑوں میں بغیر غسل صلوٰۃ کے لئے چلے آتے۔ پسینہ آنے پر بو پھیل جاتی۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہا کر دھلے کپڑے پہن کر آتے تو اچھا تھا۔ اسی دن سے غسل جمعہ شرعی حکم بن گیا۔ آپ نے یہ حکم بھی دے رکھا تھا کہ بو آور چیزیں مثلاً پیاز لہسن اور مولی کھا کر مسجد میں نہ آیا کریں۔ آپ ﷺ نے پیشاب سے کپڑوں اور بدن کو بچانے کی سخت تاکید فرمائی۔ کیونکہ اس سے قبر کا عذاب ہوتا ہے۔ (ص/212-214)

صلوٰۃ

آپ ﷺ نے اپنے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک عبادت الٰہی کیلئے دوسرا خلق عامہ کیلئے اور تیسرا اپنی ذات کیلئے۔ تہجد کیلئے جب اٹھتے تو پہلے مسواک کرتے پھر وضو کرتے۔ صلوٰۃ تہجد ادا کرنے کے بعد سو جاتے۔ پھر فجر کی اذان پر اٹھتے۔ وضو کرتے اور سنتیں ادا کر کے مسجد تشریف لے جاتے۔ صلوٰۃ فجر کے بعد ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ قرآن کی تفسیر فرماتے اور اشراق کی صلوٰۃ کے بعد مسجد سے لوٹتے۔ انعامات الٰہی کا شکر ادا کرنے کیلئے عبادت کثرت سے کرتے اور ہر دم ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ ص/288

خطبہ

آپ ﷺ کے خطبے عموماً جامع، مختصر اور موثر ہوتے تھے۔ عموماً سوالیہ انداز اختیار کرتے۔ جمعہ کے خطبے کیلئے نہایت سادگی سے گھر سے نکلتے' مسجد میں داخل ہوتے' لوگوں کو سلام کرتے ہوئے منبر پر تشریف لے جاتے۔ لوگوں کی طرف رخ کر کے سلام کرتے۔ اذان کے بعد خطبہ شروع کر دیتے۔ پہلے ہاتھ میں عصا لیتے تھے' منبر بن جانے کے بعد چھوڑ دیا۔ (ص/222)
غزوہ حنین میں انصار کے سامنے جو خطبہ دیا وہ سارا سوال و جواب ہے۔ یہ پر اثر خطبہ پڑھنے سے آنکھیں اشک ریز ہو جاتی ہیں۔ خطبہ حجۃ الوداع تو دنیا کیلئے ایک چارٹر ہے۔ (ص/244)

Marfat.com

روزہ

شعبان کے اول نصف میں آپ اکثر روزہ سے رہتے۔ مہینہ میں تین دن روزہ ضرور رکھتے۔ محرم میں یکم سے عاشورہ تک اور شوال سے دوسری سے ساتویں تاریخ تک روزوں میں گزارتے۔ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے۔ (ص/264)

زکوٰۃ

جو کچھ بھی آتا آپ ﷺ مستحقین میں تقسیم کردیتے اور جب تک تقسیم نہ ہوجاتا گھر نہ جاتے اپنے پاس کچھ جمع نہ کرتے۔ لہٰذا زکوٰۃ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (ص/266)

حج وعمرہ

آپ ﷺ نے چار عمرے ذیقعد کے مہینے میں ادا کئے اور صرف ایک حج دس ہجری میں کیا۔ جو حج الاوداع تھا۔ (ص/266)

سفر

جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔ صبح سویرے ہی روانہ ہوجاتے۔ رکاب پر قدم مبارک رکھتے تو بسم اللہ کہتے اور زین پر بیٹھ جاتے تو تین تکبیریں پڑھتے۔ اس کے بعد یہ آیت پڑھتے۔ سبحٰن الذی سخر لنا ہذا وما کنا مقرنین۔ وانا الی ربنا لمنقلبون۔ (14-13/43) پھر یہ دعا فرماتے اے اللہ ہمارے سفر کو ہم پر آسان کردے اور اس کی مسافت کو طے کردے۔ اے اللہ سفر میں تو ہی رفیق ہے۔ اہل وعیال کیلئے تو ہی نائب ہے۔ اے اللہ سفر اور واپسی کے آلام، مصائب اور اہل عیال کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (ص/233)

استقلال

آنحضور ﷺ جب کسی کام کو کرنے کا مصمم ارادہ کرتے تو اس پر استقلال کے ساتھ قائم رہتے اور اللہ پر توکل فرماتے۔ (ص/298)

Marfat.com

عیادت

مریضوں کی عیادت ہر مسلمان کا فرض ہے۔ جب آپ ﷺ کسی بیمار کے پاس تشریف لے جاتے تو اسے تسلی دیتے۔ پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے اور صحت کے لئے دعا فرماتے۔ غریب امیر، دوست، دشمن اور مومن و کافر کی کوئی تمیز نہ کرتے۔ عورت جو آپ ﷺ پر کوڑا کرکٹ پھینکا کرتی تھی جب وہ بیمار ہوگئی تو اس کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے گئے۔ (ص/ 227)

جنازہ

جب کوئی مسلمان مر جاتا تو آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھاتے۔ اگر مٹی دینا چاہتے تو ٹھہر جاتے ورنہ واپس چلے آتے۔ کوئی جنازہ جاتا تو کھڑے ہو جاتے خواہ یہودی ہی کا کیوں نہ ہو۔ جنازہ جب تک سامنے سے نکل نہ جاتا کھڑے رہتے۔ بعض اوقات جنازے کے ساتھ بھی جاتے۔ نوحہ اور ماتم کو بہت بُرا سمجھتے۔ (ص/ 227)

ملاقات

ملاقات کے وقت پہلے خود سلام اور مصافحہ کرتے۔ لیکن کاشانہ نبوت پر حاضر ہونے والا پہلے اسلام وعلیکم کہتا اور پھر اجازت طلب کرتا۔ آنے والے کو اپنا نام بتانا چاہئے۔ جب آپ ﷺ کسی سے ملنے جاتے تو دروازہ کے ایک جانب کھڑے ہوتے اور اسلام وعلیکم کہہ کر اجازت طلب فرماتے۔ کسی کے گھر یا مجلس میں ممتاز مقام پر بیٹھنے سے گریز فرماتے۔ (ص/227)

کام کاج

ہر کام آپ ﷺ دائیں ہاتھ سے کرتے۔ مسجد میں پہلے داہنا پاؤں رکھتے۔ جوتی پہلے دائیں پاؤں میں پہنتے۔ کوئی چیز تقسیم فرماتے تو داہنی طرف سے شروع کرتے۔ ہر کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھتے۔ گھر کا کام کاج خود کر لیتے۔ مسجد کی تعمیر، خندق کی کھدائی ہو یا سفر میں کھانا پکانے کا کام ہو آپ ﷺ اس میں اپنے حصے کا کام ضرور کرتے۔ (ص/ 299-352)

Marfat.com

مجلس

مجلس میں ہنسی، مزاح اور مہذب ظرافت میں شامل ہو جاتے۔ خود بھی مزاحیہ باتیں فرماتے۔ کسی قبیلہ کا کوئی معزز شخص آ جاتا تو حسب مرتبہ اس کی تعظیم فرماتے۔ لوگوں کا سینہ پر ہاتھ رکھ کر اور تعظیماً کھڑے رہنے سے منع فرماتے۔ لیکن بیٹی حضرت فاطمہ زہرہؓ کے لئے جوش محبت میں کھڑے ہو جاتے۔ رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہؓ کیلئے آپ اٹھ کر چادر بچھا دیتے۔ (ص/230)

امتیازی القاب و آداب

آپ ﷺ اپنے لئے جائز تعظیمی الفاظ و القاب پسند نہیں فرماتے تھے۔ لوگوں کو تعظیم کیلئے کھڑے ہونے سے منع فرماتے۔ کسی نے حضور ﷺ کو آقا کہہ دیا تو ارشاد فرمایا کہ آقا تو اللہ ہے۔ اپنی تعریف سننا بھی پسند نہ کرتے۔ (ص/347)

تواضع، عاجزی وانکساری

تواضع، عاجزی اور انکساری کے آپ پیکر نظر آتے تھے۔ ایک مسکین عورت اپنی کسی غرض سے بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی اور حاضرین سے ذرا ہٹ کر عرض کرنے کی درخواست کی۔ آپ ﷺ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کی بات سنی اور اس وقت کھڑے رہے جب تک وہ چلی نہ گئی۔ فتح مکہ کے موقع پر عاجزی، اور شکر گزاری کی وجہ سے فاتح نے اپنے سر مبارک کو اس قدر جھکا دیا کہ کجاوہ سے جالگا۔ (ص/287-348)

خشیت الٰہی

اس قدر فضیلت، مقام قرب اور محبت خاص ہونے کے باوجود خشیت الٰہی کا یہ اثر تھا کہ فرمایا کرتے کہ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا گزرے گی۔ جب کبھی زور سے آندھی چلتی آپ ﷺ سہم جاتے اور دعا فرماتے۔ اے اللہ تیری بھیجی ہوئی مصیبت سے پناہ مانگتا ہوں۔ جب مطلع صاف ہو جاتا تو خوش ہوتے اور اللہ کا شکر ادا فرماتے۔ (ص/275)

Marfat.com

صبر و شکر

آنحضور ﷺ کو جب کوئی خوشی ملتی تو بارگاہ ایزدی میں فوراً سجدہ شکر بجالاتے۔ جب کبھی کوئی غم ملتا تو صبر فرماتے اور نوحہ کرنے سے منع کرتے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسو اور دل کے غم کو منع نہیں کرتا۔ لیکن زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس سے عذاب ہوتا ہے۔ اہل مکہ کی بے شمار ایذاؤں کے باوجود آپ ﷺ نے نہ کسی کا جواب دیا اور نہ بدلہ لیا بلکہ برداشت، عفو و درگذر اور صبر سے کام لیا۔

عدل و انصاف

قریش مکہ عزت کی خاطر چاہتے تھے کہ ان کی عورت چوری کی سزا سے بچ جائے اور معاملہ رفع دفع ہو جائے۔ آنحضور ﷺ کو خاص سفارش کروائی لیکن آپ ﷺ نے غصہ سے فرمایا کہ بنی اسرائیل اسی وجہ سے تباہ ہوئے کہ وہ غربا پر حد جاری کرتے تھے اور امراء سے درگذر کرتے۔ (ص/312) غزوہ بدر میں آپ کے چچا حضرت عباس بھی دوسرے قیدیوں کے ساتھ گرفتار ہوئے۔ قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کیا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ سے گذارش کی گئی کہ حضرت عباس کا زر فدیہ معاف کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ ایک درہم بھی معاف نہ کرو۔ (ص/344)

جود و سخا

جود و سخا آپ ﷺ کی عادت تھی۔ ماہ رمضان میں آپ ﷺ زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ ارشاد پاک ہے کہ میں تو بانٹنے والا ہوں اور اللہ عطا کرنے والا ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ کی بکریوں کا ریوڑ دیکھا اور درخواست کی کہ مجھے مل جائے۔ آپ ﷺ نے ساری بکریاں دے دیں۔ اس نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو اسلام قبول کرنے کو کہا۔ کہ محمد ﷺ تو ایسے فیاض ہیں کہ مفلس ہو جانے کی پروا نہیں کرتے۔ (ص/316) ایک بار صلوٰۃ عصر ادا کرنے کے بعد فوراً گھر تشریف لے گئے اور فوراً واپس آ گئے۔ صحابہ کرام کے استفسار پر

Marfat.com

فرمایا کہ کچھ سونا گھر میں رہ گیا تھا۔ اس لئے جا کر خیرات کرنے کو کہا۔ (ص/318)

ایک دفعہ کچھ غلہ تقسیم ہونے سے رہ گیا اور سائل بھی کوئی نہ تھا۔ آنحضور ﷺ نے مسجد میں رات بسر کی۔ دوسرے دن حضرت بلالؓ نے آ کر بتایا کہ جو کچھ بچ گیا تھا وہ بھی تقسیم ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور گھر تشریف لے گئے۔ (ص/318)

لوگوں کو عام حکم تھا کہ جو مسلمان مرجائے اور قرض چھوڑ جائے وہ مجھے اطلاع کرے۔ میں اس کا قرض ادا کروں گا (ص/319) آپ کی جود وسخا کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی سائل آ جاتا اور کاشانہ نبوت میں دینے کو کچھ نہ ہوتا تو سائل کو قرض لے کر دیتے جو بعد میں ادا کر دیا جاتا۔

احسان

آپ ﷺ کبھی کسی کا احسان گوارا نہ فرماتے۔ حضرت ابوبکرؓ سے بڑھ کر جان نثار کون ہو سکتا تھا۔ ہجرت کے وقت جو اونٹ پیش کیا تو آپ ﷺ نے قیمت ادا کی۔ مدینہ میں مسجد کیلئے جو زمین درکار تھی بطور عطیہ لینے سے انکار کیا اور قیمت دے کر حاصل کی۔ (ص/330)

دشمنوں سے حسن سلوک

انسان کے حسن اخلاق کا طرہ امتیاز دشمنوں سے عفو و درگذر پر موقوف ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے کسی دشمن سے انتقام نہیں لیا حالانکہ انہوں نے بڑی سخت اذیتیں دیں۔ غیروں نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ لین پول کا کہنا ہے کہ ''ظلم محمد ﷺ کی سرشت ہی میں نہ تھا''۔ باسورتھ سمتھ کا قول ہے کہ انہوں نے عمر بھر کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ دشمنوں سے انتقام کا بہترین موقع فتح مکہ کا دن تھا۔ رحمت العالمین نے ان سب کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔ حالانکہ اہل مکہ حضور ﷺ اکرم کے خون کے پیاسے تھے اور اتنی ایذائیں دیں کہ ہجرت پر مجبور کر دیا۔ لیکن کبھی کسی پر برہمی ظاہر نہیں فرمائی اور نہ بدلہ لیا۔ وہ عورت جو کوڑا کرکٹ آنحضور پر پھینکا کرتی تھی۔ چند دن ایسا واقعہ پیش نہ آنے پر اس کی خیریت دریافت فرماتے ہیں۔ کیا بے نظیر اور بے مثل اخلاق کا نمونہ ہے۔

Marfat.com

وحشی نے حضور پرنور کے عزیز ترین چچا حضرت حمزہ کو قتل کیا تھا۔ فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کرلیا۔ آپؐ نے صرف اس قدر فرمایا کہ میرے سامنے نہ آیا کرو۔ تم کو دیکھ کر مجھے چچا کی یاد آجاتی ہے۔ (ص/373) اسی طرح اسلام کے دوسرے دشمنوں صفوان بن امیہ، ابوجہل، حبار بن اسود، ابوسفیان، ثمامہ بن آثال، عبداللہ بن ابی، رئیس المنافقین، سراقہ بن جشم، اور عمر بن وہب کو معاف کیا۔ (ص/375/4 تا 376-381)

دوسروں کے کام آنا

بیوہ، مسکین اور یتیم کا کام کرنے میں آپ ﷺ کو کوئی عار نہ تھی۔ غزوہ پر گئے ہوئے صحابی کے گھر جا کر آپ ﷺ دودھ دوہ آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عین صلوٰۃ کے وقت ایک بدو آپ ﷺ کا دامن پکڑ کر اپنا کام کروانے لے گیا۔ آپ ﷺ نے اس کا کام پورا کرنے کے بعد صلوٰۃ ادا کی (ص/354)

ایفائے عہد

ایفائے عہد آپ ﷺ کا ایسا اسوۂ حسنہ تھا کہ دشمن بھی اس کا اعتراف کرتے تھے۔ ابو سفیان دشمن دین نے قیصر روم کے دربار میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ نے کبھی بدعہدی نہیں کی۔ (ص/360)۔ اسی طرح صلح حدیبیہ کی شرائط کے مطابق حضرت ابو جندلؓ کو کافروں کی قید میں اذیتوں سے تنگ آکر بھاگ کر مدینہ آنے پر واپس مکہ کردیا۔ (ص/427) نبوت سے پہلے ایک صاحب نے کوئی معاملہ طے کرنے کے بعد کہا کہ آپ ﷺ یہاں بیٹھیں میں آکر حساب چکا دیتا ہوں۔ اتفاق سے وہ بھول گیا۔ تین دن بعد آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تین دن سے یہاں تمہارے انتظار میں بیٹھا ہوں۔ (ص/362) اسی طرح ایک عورت کا جنازہ پڑھانے کا وعدہ کیا۔ وہ رات کو انتقال کرگئی۔ جب جنازہ آپ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آرام فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام نے آنحضور کو رات کے وقت تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا اور جنازہ پڑھ کر دفن کردیا۔ صبح جب دریافت فرمایا تو صحابہ کرام کے ہمراہ دوبارہ اس کی قبر پر جا کر

Marfat.com

نماز جنازہ ادا کی۔(ص/386)۔

یہود و نصاریٰ سے سلوک

حسن سلوک میں کافر و مسلم، دوست و دشمن اور عزیز و بیگانہ کی کوئی تمیز نہ تھی۔ یہودی کا جنازہ دیکھ کر احتراماً کھڑے ہو جاتے۔ یہودی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام علیکم کی بجائے اسام علیکم (تم پر موت ہو) کہا۔ حضرت عائشہؓ نے سخت جواب دیا۔ لیکن آپ ﷺ نے روکا اور فرمایا عائشہؓ! بدزبان نہ بنو نرمی کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے۔(ص/382)

نصاریٰ کا ایک وفد نجران سے آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے مسجد نبوی میں ان کو جگہ دی، ان کی مہمانداری کی اور ان کو اپنے ہی طریق پر مسجد میں عبادت کی اجازت دی۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ کھانے پینے اور نکاح و معاشرت کی اجازت دی۔(ص/382)

بچوں پر شفقت

اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ بچوں پر بڑی شفقت فرماتے۔ راہ میں جو بچے ملتے ان کو خود پہلے سلام کرتے اور اپنے ساتھ سواری پر آگے بٹھاتے۔ صحابی کی بیٹی نے آپ ﷺ کی پشت پر مہر نبوت سے کھیلنا شروع کر دیا۔ والد نے ڈانٹا۔ حضور ﷺ اکرم نے فرمایا کہ کھیلنے دو۔ دوران صلوٰۃ عورت کے بچے کے رونے کی آواز پر صلوٰۃ مختصر کر دیتے۔ کسی چیز کی تقسیم بچوں سے شروع کرتے۔ ان کو چومتے اور پیار کرتے۔(ص/392)

ہنسی مزاح

ایک دفعہ کسی شخص نے آپ ﷺ سے سواری کا سوال کیا۔ فرمایا میں تم کو اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو۔(ص/408)

ایک بڑھیا نے عرض کیا کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں جنت میں چلی جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بوڑھیاں جنت میں نہ جائیں گے۔ وہ روتی ہوئی چلی گئی۔ آپ ﷺ نے

صحابہ سے فرمایا کہ اسے کہو کہ بوڑھیاں جنت میں جائیں گی لیکن جواں ہو کر۔ (ص/408)

ایک بدوی صحابی دھات کی چیزیں آپ ﷺ کو ہدیۃً دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ بازار میں اپنی چیزیں فروخت کر رہے تھے۔ آپ نے پیچھے سے جا کر انہیں چھاتی میں دبا لیا۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا تو سرور دو عالم کے سینے سے اپنی پیٹھ اور بھی دبا دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے ہے کوئی اس غلام کا خریدار۔ وہ بولے یا رسول اللہ! مجھے جو خریدے گا نقصان میں رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لیکن اللہ کے نزدیک تمہارے دام زیادہ ہیں۔ (ص/408)

عورتوں سے حسن سلوک

ایک دفعہ سفر میں ازواج مطہرات ساتھ تھیں۔ ایک خادم حدی پڑھتا جاتا تھا۔ اونٹ زیادہ تیز چلنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا دیکھنا آبگینے (عورتیں) ٹوٹنے نہ پائیں۔ (ص/400)

ایک دن حضرت عائشہؓ کے گھر آپ ﷺ آرام فرما دیتے تھے۔ عید کا دن تھا۔ لڑکیاں گا بجا رہی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ آئے تو ان کو ڈانٹا۔ لیکن اللہ کے محبوب نے فرمایا ان کو گانے دو۔ یہ ان کی عید کا دن ہے۔ (ص/400)

احتساب

احتساب کا کام آنحضرت ﷺ نے خود سنبھالا ہوا تھا۔ ہر ملازم کے اخلاق و فرائض کی نگرانی وقتاً فوقتاً خود فرماتے تھے۔ تجارتی معاملات کی بھی نہایت سختی سے دارو گیر فرماتے تھے۔ جو لوگ باز نہ آتے ان کو سزا دلاتے۔ کبھی کبھی تحقیق حال کیلئے آپ ﷺ خود بازار تشریف لے جاتے۔ ایک بار آپ ﷺ نے غلہ کا انبار دیکھا۔ اس کے اندر ہاتھ ڈالا تو نمی محسوس ہوئی۔ دکاندار سے پوچھا یہ کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ بارش سے بھیگ گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر اس کو اوپر کیوں نہیں کیا تاکہ خریدار کو نظر آئے۔ جو لوگ فریب دیتے ہیں وہ ہم میں سے نہیں۔ عمال زکوٰۃ کی وصولی کر کے آئے تو آپ ﷺ نے جائزہ لیا۔ انہوں نے کہا یہ مال زکوٰۃ کا ہے۔ اور یہ ہمیں ہدیۃً ملا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھر بیٹھے تمہیں یہ ہدیہ کیوں نہ ملا۔ (ص/65)

Marfat.com

43۔ حکام کے فرائض

کتاب وحکمت

سورہ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے کہ اللہ نے مومنین پر بہت بڑا احسان کیا کہ ان میں انہی میں سے رسول مبعوث فرمایا جوان پر اس کی آیات پڑھتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔(164/3)اس آیت مبارکہ میں تین فرائض کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔اول۔تلاوت آیات الٰہی۔دوسرے تزکیہ جس میں نفس کی ہر آلائش،شرک اور معصیت سے پاک کرنا اور قلب کی تطہیر۔تیسرے کتاب وحکمت کی تعلیم جس میں قرآن کے معانی وتفسیر، عبادات اور احکام وحدود کی وضاحت شامل ہے۔جو رسولؐ پاک نے بخوبی نبھائے۔پھر فرمایا کہ انہیں اپنے رب کی راہ کی طرف بلایئے حکمت اور واعظ حسنہ کے ساتھ۔ان سے بحث مباحثہ بھی احسن طریق سے کریں۔(125/16)اہل کتاب سے بھی بحث ومباحثہ احسن طریق سے کرنے کی تلقین فرمائی۔(46/29)واعظ حسنہ موثر اور مدلل نصیحت پر مبنی ہونا چاہئے جو اخلاص واخلاق سے عبارت ہو اور دل میں اتر جائے۔طرز کلام شگفتہ وشستہ ہو۔الفاظ آسان ہوں جو سمجھ میں آجائیں۔جس جملے کو موکد کرنا ہو اسے دہرایا جائے تاکہ سننے والے کے ذہن میں بات اتر جائے اور وہ قائل ہو جائے۔القرآن الحکیم کے بارے میں فرمان الٰہی ہے کہ یہ کتاب برکت والی ہے۔ اس کا اتباع کرو اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم ہو۔(155/6)یہ تو ایک نصیحت ہے اور مومنین کیلئے رحمت ہے۔(57/10)لوگوں کو ظلمت وتاریکی سے نکال کر نور اور روشنی کی راہ دکھاتی ہے۔ (1/14)اس مکمل ضابطہ حیات کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے تعلیم یافتہ افراد کو عربی زبان سکھائی جائے اور دوسروں کو ترجمہ اور تفسیر بتائی جائے۔اس کام کے لئے تبلیغ اور نشر واشاعت کا حکومتی خاص شعبہ ہونا چاہیے۔حکم ربانی ہے کہ تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور معروف (بھلائی) کا حکم کرے اور منکر (برائی) سے منع کرے۔یہی لوگ تو فلاح پانے والے ہیں۔(104/3)

Marfat.com

مبشر و منذر

نبیوں کو مبشر اور منذر بنا کر بھیجنے کے ساتھ کتابیں بھی نازل فرمائیں تا کہ وہ لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کریں۔(213/2) پھر فرمایا کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ نہ ڈالو۔(103/3) اللہ کی رسی سے مراد اللہ کی آخری کتاب قرآن کریم ہے جس پر پوری طرح عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔قرآن حکیم ہی ایسی کتاب ہے جو مکمل ضابطہ حیات ہے۔اور تا ابد قابل عمل ہے۔رسولؐ رحیم کے کردار کے بارے میں حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ہم نے تم میں تم ہی کا رسول بھیجا جو تمہارے سامنے ہماری آیات تلاوت کرتا ہے، تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔(151/2) بشیر و نذیر سے متعلق آیات باب 41 میں ملاحظ کریں۔

قوموں پر مشکل اور بُرے وقت آتے رہتے ہیں۔خالق کائنات کا ارشاد ہے کہ ہم نے آپ سے قبل بہت سی امتوں پر رسول بھیجے۔پھر انہیں سختی اور تکلیف میں پکڑا تا کہ وہ گڑ گڑائیں۔پھر وہ کیوں نہ گڑ گڑائے جب ان پر سختی اور تکلیف آئی اور ان کے قلب سخت ہو گئے۔ شیطان نے ان کے اعمال ان کے لئے خوشنما کر دیئے۔پھر جب وہ اس نصیحت (کتاب) کو بھول گئے جو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر شے کے باب کھول دیئے۔(خوشحال کر دیا) حتیٰ کہ وہ خوش ہو گئے اس سے جو انہیں دیا گیا تھا۔ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔پھر وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔ پھر ظالم قوم کی جڑ کٹ گئی۔(42/6 تا 45) یہ دستور الٰہی ہمیں خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ سختی، تنگی، تکلیف، مشکل اور مصیبت کے وقت ہمیں اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر دعائیں مانگنی چاہیں۔ کتاب ہدایت جو بھول گئے ہیں یاد کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔خوشحالی بہت بڑی آزمائش ہے اور بربادی کا ذریعہ اگر شیطان کے نقش قدم پر چلتے رہیں۔خوشحالی کو قائم رکھنے کیلئے رب العالمین کا شکر کریں۔اس کے دیئے مال کو فی سبیل اللہ خرچ کریں۔حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے کرتے رہیں تو خزانوں کا مالک اور دیتا رہے گا۔

Marfat.com

عدل وانصاف

حاکم الحاکمین نے اپنے نائب حاکم کیلئے اصول حکمرانی وضع کر دیا کہ جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو۔(58/4) اپنے رسول آخر واعظم کو بھی یہی فرمایا کہ اگر آپ ﷺ ان میں فیصلہ کریں تو انصاف سے فیصلہ کریں۔(42/5) مجھے حکم ہے کہ تمہارے مابین عدل کروں۔(15/42) اور یہ کہ آپ ﷺ کہہ دیں کہ میرے رب نے انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔(29/7) اللہ عدل واحسان کرنے کا حکم کرتا ہے۔(90/16) اور یہ کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہیں۔(127/4) جب بات کرو تو عدل کی بات کرو خواہ وہ تمہارا قریبی ہی ہو۔(152/6) اگر مومنین لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرادو اور عدل وانصاف کرو۔(9/49) اللہ تبارک وتعالیٰ یوم قیامت انصاف کی ترازوئیں قائم کریں گے۔ لوگوں میں انصاف سے فیصلہ ہوگا۔ کسی نفس پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ ہوگا۔(54-47/10-47/21) لوگوں نے جیسے کام کئے ہونگے ان کے مطابق ان کے درجے ہونگے۔ ان کو ان کے اعمال کا پورا بدلہ ملے گا اور ان کا نقصان نہ ہوگا۔(19/46) 54-47/10

جہاد

حاکم العالمین کا فرمان ہے کہ اے نبی! کفار اور منافقوں سے جہاد کریں۔ ان پر سختی کریں۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔(9/66-73/9) اللہ کے لئے جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔(78/22) کافروں کی اطاعت نہ کریں ان سے جہاد کریں، جہاد کبیر۔(52/25) اہل ایمان کو کہا جا رہا ہے کہ اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو زمین پر گر جاتے ہو۔ کیا آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے ہو؟ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کی متاع قلیل ہے۔ اگر تم نہ نکلو گے تو تمہیں عذاب الیم ہوگا۔ تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا۔ تم نکلو ہلکے اور بوجھل اور جان و مال سے فی سبیل اللہ جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تمہیں معلوم ہو۔(41-39-38/9) پھر فرمایا کہ آپ ﷺ کہہ دیں

کہ اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، عورتیں، برادری، مال جو تم نے کمایا ہے، تجارت جس کے مندے کا تمہیں ڈر ہے، مکان جو تمہیں پسند ہیں، تمہیں زیادہ پیارے ہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو اللہ کے حکم کا انتظار کرو۔ اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (24/9)

175

قتال

قادر کل اور مختار مطلق کا حکم ہے کہ تم پر لڑائی فرض ہوئی۔ وہ تمہیں بُری لگتی ہے۔ تمہیں شاید ایک شے بُری لگے اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو۔ تمہیں شاید ایک شے بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے بُری ہو۔ اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ (216/2) پھر فرمایا کہ لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے لڑتے ہیں۔ لیکن زیادتی نہ کرو۔ بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (190/2) پھر فرمایا کہ ان سے لڑو۔ یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ (192/2) فتنہ تو قتل سے بھی شدید ہے۔ (191/2) تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم فی سبیل اللہ نہیں لڑتے۔ (75/4) ارشاد الٰہی ہے کہ اگر وہ تم سے کنارہ کشی نہ کریں اور تمہاری سلامتی نہ چاہیں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو ان کو پکڑو اور ان کو مارو جہاں پاؤ۔ (91/4) عہد شکنی کرنے والوں سے لڑو۔ حکم الٰہی ہے کہ اے نبی! مومنین کو قتال پر آمادہ کریں۔ (65/8) اور تیاری کریں جتنی بھی تم استطاعت رکھتے ہو۔ پوری قوت سے اور پلے ہوئے تیار گھوڑوں سے تاکہ اس سے دہل جائیں اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن اور ان کے علاوہ دوسرے جن کو تم نہیں جانتے اللہ جانتا ہے۔ جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دے گا۔ اور تم پر ظلم نہ ہوگا۔ (60/8) رسولؐ عظیم کا بطور سپہ سالار یہ فریضہ تھا کہ جنگ کی بھرپور تیاری کی جائے۔ مومنین کو آمادہ کیا جائے اور سامان حرب فراہم کیا جائے۔ اللہ بھی مومنین کو ترغیب دے رہا ہے کہ دل کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔ جس کا تمہیں پورا معاوضہ ملے گا۔ سورہ آل عمران کی آیت سے آپ ﷺ کی جنگی صلاحیت کا پتہ چلتا ہے۔ جب صبح کو آپ ﷺ اپنے گھر سے نکلے اور مومنین کو لڑائی کے ٹھکانے بتانے لگے۔ (121/3) یہ جنگ

Marfat.com

اُحد کا واقعہ ہے۔ ایسی صف بندی بڑے سے بڑا جرنیل بھی کیا کرے گا۔ خاص طور پر پہاڑی درّہ میں دستہ متین کرنا ور ہدایت دینا بڑی اہم حربی حکمت عملی تھی۔ آنحضورﷺ نے اکثر غزوات کی کمانڈ کی اور جنگی کامیابی سے ہمکنار کیا۔

جنگی قیدی

نبی کو نہیں چاہیے کہ اپنے ہاں قیدی رکھے۔ جب تک ملک میں خوب خون ریزی نہ کرلے۔ تم دنیا کا اسباب چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے۔ (67/8) پھر فرمایا اے نبی ان قیدیوں سے کہہ دیں جو تمہارے ہاتھ میں ہیں کہ اگر اللہ کو تمہارے قلوب میں کچھ بھلائی معلوم ہوگی تو تمہیں اُس سے بہتر دے گا جو تم سے چھن گیا اور تمہیں بخش دے گا۔ (71/8) حکم ربانی ہے کہ جب تم کافروں سے بھڑ جاؤ تو اُن کی گردنیں مارو یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے۔ (4/47) جب ان کو خوب قتل کر چکو تو مضبوطی سے باندھ لو۔ پھر یا تو احسان کر دیا فدیہ لے لیں۔

اقتدار حکومت

حکومت عطاء الٰہی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ آپﷺ کہہ دیں کہ اے اللہ! ملک کے مالک تو جسے چاہے ملک عطا کرے اور ملک جس سے چاہے چھین لے۔ عزت دے جسے چاہے اور ذلیل کرے جسے چاہے۔ تیرے ہاتھ میں سب خیر ہے۔ بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔ (26/3) اسی اصول کی مثال سورہ البقرہ میں ملتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے کہ اُن کے نبی (اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ) نے ان سے کہا کہ بے شک اللہ نے تمہارے لئے طالوت بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ تو کہنے لگے اس کی حکومت ہم پر کیسے ہوسکتی ہے۔ ہم اس سے حکومت کے زیادہ مستحق ہیں۔ اسے مال میں کشائش نہیں ملی۔ فرمایا بے شک اللہ نے اسے تم پر پسند فرمایا ہے۔ اسے علم اور جسم میں زیادہ فراخی دی ہے۔ اللہ اپنا ملک جسے چاہے دیتا ہے۔ (247/2)

قادر کل اور مختار مطلق کا اپنے بندوں کو حکومت و سلطنت عطا کرنے کا نظام غور طلب ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ بے شک فرعون نے ملک میں ظلم کی انتہا کر رکھی تھی۔ اور اہل مصر کو فرقوں

Marfat.com

(قبطی اور سبطی) میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ان میں سے ایک فرقہ سبطی یا اسرائیلی کو کمزور بنا دیا تھا۔ ان کے بیٹوں کو ذبح کرا دیتا تھا اور ان کی عورتوں (بیٹیوں) کو زندہ رکھتا تھا۔ بے شک وہ مفسدین میں سے تھا۔ ہم نے ارادہ کیا کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو ملک میں کمزور پڑے ہیں۔ اور اُن کو سردار بنا دیں اور ان کو وارث کر دیں (سلطنت کا) اور ان کو ملک میں قوت دیں۔ فرعون اور ہامان اور اس کے لشکروں کو دکھا دیں۔ جس سے ان کو خطرہ تھا۔ (28/4-5-6) فرعون نے خواب دیکھا تھا کہ اسرائیلی کے ہاتھوں اس کی سلطنت مصر کی تباہی مقدر ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے بھی پیشن گوئی کی تھی کہ اسرائیلی جوان کے ہاتھوں سلطنت مصر برباد ہوگی۔ اسرائیلی لڑکوں کو قتل کروانے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیں کہ اسی بچے (موسیٰؑ) کی پرورش فرعون کے محل میں شاہانہ ناز و نعمت میں ہوئی۔ کس طرح فرعون کی حکومت کی تباہی ہوئی جو موسیٰ کے ہاتھوں مقدر تھی۔ کس طرح فرعون اور اس کے لشکروں کو غرق کر دیا۔ اور موسیٰ اور اس کی قوم کو بچا لیا۔ کس طرح کمزوروں کو قوی اور پستوں کو بالا کر دیا۔ کس طرح قادر قدیر نے ذلیل و غلام قوم کے سر پر دین کی امامت اور دنیا کی حکومت کا تاج رکھ دیا۔ دنیا کے ظالم اور متکبر حکمرانوں کو اپنا حشر دیکھ لینا چاہیے۔ سورہ الاعراف میں ارشاد الٰہی ہے کہ جبکہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو۔ بے شک زمین اللہ کی ہے۔ وہ جسے چاہے اس کا وارث بنا دے اپنے بندوں میں۔ آخر میں متقین کے لئے بھلائی ہے۔ (7/128) پھر ہم نے ان کو نکال باہر کیا باغوں اور چشموں سے خزانوں اور عمدہ مکانوں سے۔ اس طرح ہم نے بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنا دیا۔ (26/57-59)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء حکومت کا ایک اور انداز ملاحظہ فرمایئے جو قصہ یوسف میں رب ذوالجلال والاکرام نے سورہ یوسفؑ میں بیان فرمایا ہے۔ حضرت یوسفؑ کا خواب دیکھنا، بھائیوں کا حسد میں جلنا، یوسف کو کنوئیں میں ڈالنا۔ قافلہ والوں کے ہاتھ فروخت کرنا۔ ان کا آگے عزیز مصر (مصر کے مدار المہام) کے ہاتھ بازار مصر میں بیچ دینا۔ یوسفؑ کا محل میں ناز و نعمت میں پرورش پا کر جوان ہونا۔ بیگم کا یوسفؑ پر فریفتہ ہونا اور گناہ پر مائل کرنا۔ بھاگ دوڑ میں یوسفؑ کی

قمیض کا پچھلا دامن پھٹنا۔ عزیز مصر کا موقع پر پہنچ جانا۔ بیگم کا یوسؑف پر الزام لگانا۔ یوسف کا قید میں جانا۔ دو قیدیوں کا حضرت یوسؑف سے اپنے خواب بیان کرنا۔ یوسؑف کا خواب کی تعبیر دینا۔ عزیز مصر کا خواب دیکھنا۔ حضرت یوسف کا خواب کی تعبیر دینا۔ بیگم عزیز کا یوسف کو گناہ پر مائل کرنے کا اعتراف کرنا۔ حضرت یوسؑف کی قید سے رہائی۔ بادشاہ کا مملکت مصر کا انتظام حضرت یوسؑف کو سونپنا اور اس کا حسن انتظام۔ قحط پڑنا۔ حضرت یوسف کے بھائیوں کا غلہ لینے مصر آنا۔ یوسؑف کا اپنے چھوٹے حقیقی بھائی کو بلوا کر اپنے پاس رکھنا۔ حضرت یوسف کے کرتے سے ان کے والد حضرت یعقوبؑ کی آنکھوں کا دوبارہ روشن ہونا۔ سب کا مصر آنا۔ والدین کو اپنے تخت پر بٹھانا اور ان کے بھائیوں کا دیگر درباریوں کے ساتھ یوسفؑ کے سامنے جھکنا۔ یہ مختصر سا خاکہ ہے کہ کن کن مصائب و مشکلات اور آزمائش و امتحان سے دوچار ہو کر ایک نبی زادے کو نبوت اور حکومت عطا ہوئی۔ نبی زادہ بھی ایسا ویسا نہیں بلکہ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ جیسے اولالعزم پیغمبر کے پڑپوتے، حضرت اسحاقؑ کے پوتے اور حضرت یعقوبؑ کے سعادت منداور ارجمند فرزند۔

سورہ النور میں ارشاد ربانی ہے کہ اللہؐ پاک نے وعدہ فرمایا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائیں اور جنہوں نے نیک کام کئے وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے ان سے قبل لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ ان کے لئے ان کا دین قوی کر دیگا جو ان کے لئے پسند فرمایا اور ان کے خوف کے بعد انہیں امن دیگا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہ کریں گے۔ جو کوئی اس کے بعد کفر (ناشکری) کریگا سو وہی لوگ نافرمان ہیں۔ (55/24) یہ خلفاء راشدین کے دور کا ذکر تھا۔ حکام کے اوصاف بیان کرتے ہوا فرمایا کہ وہ لوگ جنہیں ہم زمین میں اقتدار دیں۔ تو وہ صلوٰۃ قائم کرائیں اور زکوٰۃ اکٹھی کرائیں۔ معروف کا حکم دیں اور منکر سے منع کریں۔ ہر کام کا انجام اللہ کے پاس ہے۔ (41/22) اہل ایمان کو حکم دیا جارہا ہے کہ اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی بھی جو تم میں سے صاحب حکومت ہوں۔ پھر اگر کسی بات میں تم میں تنازعہ ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان

Marfat.com

رکھتے ہو۔ یہ طریق بہت اچھا ہے اور اس کا انجام بھی بہت اچھا ہے۔(59/4)

سورہ الاعراف میں مالک الملک کا فرمان ہے کہ اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر ارض و سما سے برکات کے دہانے کھول دیتے۔ لیکن انہوں نے جھٹلایا۔ پھر ہم نے انہیں پکڑا اس بنا پر جو وہ کرتے رہے تھے۔(96/7) پھر تنبیہ کی کہ

☆ کیا بستیوں والے بے ڈر ہو گئے ہیں کہ ان پر ہماری آفت راتوں رات آ پہنچے اور وہ سو رہے ہوں۔(97/7)

☆ کیا بستیوں والے بے ڈر ہو گئے ہیں کہ ہماری آفت ان پر دن چڑھے آ پہنچے اور وہ کھیل کود میں مصروف ہوں۔(98/7)

☆ کیا اللہ کے داؤ سے بے ڈر ہو گئے ہیں۔ مگر اللہ کے داؤ سے بے ڈر نہیں ہوتے سوائے خسارے والے لوگوں کے۔(99/7)

☆ کیا اُن لوگوں نے سبق نہیں سیکھا جو وہاں کے لوگوں کے بعد زمین کے وارث ہوئے۔ اگر ہم چاہیں تو انہیں ان کے گناہوں کے سبب پکڑ لیں۔ ہم نے ان کے قلوب پر مہر کر دی ہے۔ سو وہ نہیں سنتے۔(100/7)

مندرجہ بالا آیات سے ظاہر ہے کہ قومیں اپنی پچھلی قوموں کی تباہی و بربادی سے نہ سبق سیکھتی ہیں اور نہ عبرت پکڑتی ہیں۔ یہی حالات پاکستان میں حکومتوں کی تبدیلی میں پیش آئے۔ لیکن آنے والی حکومتوں نے اچھی حکمرانی کا کوئی ثبوت نہ دیا۔ طاقت کے نشے میں عدل و احسان کرنا بھول گئے۔ نہ ہی معروف و منکر کا لحاظ رکھا۔ نہ صلوٰۃ قائم کرائی اور نہ ہی زکوٰۃ کا اہتمام کیا۔ قومی مفاد کی بجائے ذاتی مفاد کو ترجیح دی۔ ملکی ترقی کی بجائے خاندانی ترقی پر زیادہ زور دیا۔ اپنی پارٹی کے سیاست دانوں کو لوٹ کھسوٹ کی کھلی چھٹی دی کیونکہ حکمران خود اس میں مصروف اور ملوث تھے۔ اللہ کی ناگہانی پکڑ سے نڈر اور بے فکر ہو گئے کیونکہ اہل اقتدار اللہ کو بھول گئے تھے۔ لیکن اللہ کا کوڑا اچانک اور دفعتاً پڑتا ہے تو پھر ہوش آتا ہے لیکن اس وقت پانی سر سے گزر چکا ہوتا

Marfat.com

ہے۔ اور وہ غرقابی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مومن حکمران کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو کبھی نہیں بھولتا۔

بقول شاعر:۔ ظفر اس کو آدمی نہ جانئے گا، گو ہو کیسا ہی صاحب فہم وذکاء

جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی، جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا۔

صلح

مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (10/49) پھر فرمایا کہ اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان مین صلح کرا دیا کرو۔ اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پھر جب لوٹ آئے تو دونوں فریقوں میں عدل وانصاف سے صلح کرادو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (9/49) یہ تو مومنین کے بارے میں تھا۔ اہل کفار سے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کر طرف مائل ہو جاؤ۔ اللہ پر توکل کرو۔ (61/8) پھر اگر وہ تم سے کنارہ کشی کریں اور لڑائی نہ کریں اور تمہاری طرف صلح کا پیغام بھیجیں تو اللہ نے تمہارے لئے ان پر (زبردستی کی) کوئی سبیل مقرر نہیں کی۔ (90/4) اسلام کی سلامت روی کا یہ کتنا اچھا اصول ہے۔ حکم الٰہی ہے کہ اگر کوئی مشرک تم سے پناہ کا خواہش مند ہو تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ کلام الٰہی سننے لگے۔ پھر اس کو امن کی جگہ واپس پہنچا دو۔ (6/9)

عہد

اسلام عہد کی پاسداری پر بڑا زور دیتا ہے۔ حکم ربانی ہے کہ جن مشرکوں سے تمہارا عہد ہو اور انہوں نے تمہارا کسی طرح کا قصور نہ کیا ہو اور نہ تمہارے مقابلے میں کسی کی مدد کی ہو تو جس مدت تک تمہارا ان سے عہد ہے اسے پورا کرو۔ (4/9) پھر فرمایا کہ جو لوگ اللہ سے عہد کو اس کو پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور قطع کرتے ہیں جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور ملک میں

Marfat.com

فساد کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر لعنت ہے اور ان کے لئے گھر بھی برا ہے۔(25/13) جن لوگوں سے تمہارا معاہدہ ہے اور ہر بار وہ اس عہد کو توڑتے ہیں اور ڈرتے نہیں۔ اگر تمہارا لڑائی میں ان سے مقابلہ ہو جائے تو انہیں ایسے بھگا دیں کہ دوسرے بھی اسے یاد رکھیں۔(57/8)

فساد

ملک میں اصلاح کے بعد فساد نہ کرنا (56/7) اللہ فساد کرنے والوں کے عمل کی اصلاح نہیں کرتا۔(81/10) پھر فرمایا کہ بھلائی کرو جیسی اللہ نے تم پر بھلائی کی ہے اور ملک میں فساد نہ مچاتے پھرو۔ بے شک اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔(77/28) لوگوں کے ہاتھوں نے جو کچھ کیا اس سے بحر و بر میں فساد پھیل گیا ہے۔ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھانا چاہے تا کہ وہ باز آئیں۔(41/30) جو لوگ جرم کرتے ہیں اللہ کے ہاں ان کیلئے ذلت ہے اور شدید عذاب ہوگا ان کے مکر و فریب کی وجہ سے۔

شوریٰ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے کہ اے رسول! آپ اپنے امور میں ان سے مشورہ کر لیا کریں۔ جب کسی کام کا عزم مصمم کر لیں تو اللہ پر توکل کریں۔ بے شک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔(159/3) پھر فرمایا کہ مومنین تو اپنے کام باہمی مشورے سے کرتے ہیں۔(38/42)

تحقیق

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم پر جہالت سے جا پڑو۔ پھر کل کو تمہیں اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔(6/49) پھر فرمایا کہ جب ان کے پاس امن یا خوف کی خبر پہنچتی ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں۔ اگر وہ اسے اپنے رسول یا اپنے حاکموں کے پاس پہنچاتے تو معلوم کر لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کرنے والے ہیں۔(83/4) پھر حکم دیا کہ اہل ایمان! جب تم اللہ کی راہ میں لڑائی کرو تو تحقیق کر لیا کرو

Marfat.com

اور مت کہو اسے کہ تو مسلمان نہیں جو تم سے اسلام علیکم کہے۔(94/4)۔

Marfat.com

44۔حدودوقوانین

حدود اللہ سے مراد وہ احکام الٰہی ہیں جو حق و باطل اور حلال وحرام کے درمیان حد فاصل ہیں اور جن کو نظر انداز کرنا ایسا ہی جرم ہے جیسا کہ اپنے ملک کی سرحد کو عبور کر کے بغیر کسی پروانہ راہداری کے دوسرے ملک میں داخل ہونا ہے۔ایسی صورت میں ظاہر ہے ایسا کرنے والا گرفتار ہوسکتا ہے اور اسے ملکی قانون کے مطابق سزا بھی ہوسکتی ہے۔حق و باطل میں تمیز تین سطح پر ہوتی ہے۔پہلی سطح انسانی ضمیر ہے دوسری حکومتی عدالتیں ہیں اور تیسری احکم الحاکمین کی عدالت عالیہ ہے۔

ہر معاشرہ میں معاشرتی اقدار ہوتی ہیں۔جو اخلاقی قدروں اور تہذیب وتمدن پر مشتمل ہوتی ہیں۔افراد کے طرز عمل کو ایسی ہی مذہبی اقدار و روایات کے ذریعے جانچا جاتا ہے۔انسانی ضمیر بندے کے رویئے کے صحیح یا غلط ہونے کی نشان دہی کرتا رہتا ہے اگر ضمیر کی آواز کو دبا نہ دیا گیا ہو اور دل، آنکھ اور کان کھلے رکھے ہوں۔انسان سے اگر کوئی غلط کام ہو جاتا ہے تو اس کے اندر کی ضمیر لعنت ملامت کرتی رہتی ہے۔نیندیں حرام ہو جاتی ہیں۔سکون برباد ہو جاتا ہے۔اور جینا محال۔باری تعالیٰ نے ہر انسان کو خیر وشر یا نیکی اور بدی کا راستہ اختیار کرنے کا ادراک اور شعور عطا کیا ہے۔اب بندے پر ہے کہ وہ کونسا راستہ اختیار کرتا ہے۔اسی میں اس کی آزمائش ہے۔اس میں کوئی مشکل بھی نہیں۔کیونکہ راستے دو ہی ہیں۔حق و باطل کا' خیر وشر کا' نیکی بدی کا' بھلائی برائی کا۔ان دو میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہے۔صحیح راستہ پر چل پڑا تو فوز وفلاح کی منزل مل جائے گی۔اور جنت میں داخلہ بھی ہوگا۔غلط راستہ پر چل پڑا تو خسارہ ہے اور جہنم ہی ٹھکانہ ہوگا۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر زمانے میں اپنے نبی اور رسول بھیجے جو اللہ کے احکام کو لوگوں تک پہنچاتے اور ڈراتے رہے۔فرمانبرداروں کو جنت کی بشارت اور نافرمانوں کو جہنم کے عذاب کی سزا سناتے رہے۔لہذا بندے کو چاہیے کہ وہ صحیح راہ کا انتخاب کرے اور اللہ کی فرمانبرداری کرتا رہے اس کے احکام کی پابندی کرے۔

Marfat.com

دوسری سطح پر ملکی عدالتیں ہیں جن میں دیوانی اور فوجداری مقدمات چلتے ہیں اور ملزموں کو سزا ہوتی ہے یا بری ہو جاتے ہیں۔ ان کے اپنے قوانین اور قواعد وضوابط ہوتے ہیں۔ حقیقی اسلامی ملک میں یہ قوانین اور قواعد وضوابط قرآنی احکام اور سنت رسول کی روشنی میں مرتب ہوتے ہیں۔ ان عدالتوں میں فیصلے شہادت کی بنا پر ہوتے ہیں۔ جھوٹی گواہی پر فیصلہ بھی غلط ہوگا اور ناکردہ گناہوں کی سزا بھی ہوگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عدالت سے انصاف ضرور ملے گا۔

تیسری سطح پر رحمت العالمین کی عدالت ہے جو روز قیامت قائم ہوگی۔ ارشاد الٰہی ہے کہ ہم یوم قیامت انصاف کی ترازویں رکھیں گے۔ کسی نفس پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ ہوگا۔ اگر کسی کا رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے لا حاضر کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔ (47/21) جن کے اعمال کی تول بھاری ہوگی تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ جن کے اعمال کی تول ہلکی ہوگی تو وہی لوگ خسارے میں ہونگے۔ ہمیشہ جہنم میں رہا کریں۔ (103-102/23) جس نے ذرہ بھر بھلائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔ (8-7/99) سورہ القارعۃ میں ارشاد ہے کہ جس کی تولیں بھاری ہونگیں تو وہ مرضی یا مزے کی زندگی بسر کرے گا۔ جس کی تولیں ہلکی ہوں گیں اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (101/6تا9-103/23)

اسلام کی بنیاد تو صرف ایک ہی اصول پر رکھی گئی ہے اور وہ ہے اللہ اور اس کے رسول مکرم کی فرمانبرداری، مکمل تابعداری بغیر کسی حیل وحجت کے۔ اسلام کا مطلب ہی مان لینا اور قبول کرنا ہے، اطاعت کرنا، اتباع کرنا، پیروی کرنا یا سر تسلیم خم کرنا ہے۔ اسلام اپنے پیروکاروں سے مکمل فرمانبرداری چاہتا ہے۔ مسلمان تو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیتا ہے اور اسی کا فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ اللہ کے احکام کی اطاعت اس کا فرض ہے۔ اطاعت کی ضد نافرمانی ہے جو گناہ ہے۔

اللہ کے احکام کی نافرمانی کرنے والا فاسق ہے اور اس کا ٹھکانہ نار جہنم ہے۔ فرمانبرداروں کا مقام جنت ہے لیکن اس کے لئے امتحان اور آزمائش سے گزرنا ہوگا اور شیطان

Marfat.com

کے دام فریب سے بچنا ہوگا۔ جو اللہ کی ہدایت کا اتباع کرتا ہے اسے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوگا۔ لیکن اسلام میں پورے کا پورا داخل ہونا ہوگا۔ (208/2) یہ نہیں کہ بعض احکام تو مان لئے اور بعض نہ مانے۔

حکم ربانی ہے کہ اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ اگر کسی بات میں تنازعہ ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی بہتر ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔ (59/4) پھر فرمایا کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو۔ اللہ تمہارے گناہ معاف کر دیگا۔ (31/4) ہم نے جو رسول بھیجا ہے اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے۔ (64/4) جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریگا اور اللہ سے ڈرے گا اور بچتا رہے گا۔ تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (52/24) جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا اور اس کی حدود سے نکل جائے گا اسے آگ میں داخل کیا جائیگا۔ اس میں ہمیشہ رہیگا۔ اس کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔ (14/4)۔

قرآنی احکام عقائد و عبادات، معاشرت، معاملات، اخلاقیات، معاشیات اور اصول حکمرانی کے عنوانات کے تحت بیان کئے گئے ہیں۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ ان احکامات کی بجا آوری میں کوئی کسر نہ رہنے دے۔

القرآن الحکیم میں جن حدود کے تحت احکامات پیش کئے گئے ہیں ان کو بیان کیا جاتا ہے اور ان کو بھی جن کا اعتدا کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔ اعتدا کے معنی بھی حد سے بڑھنا یا زیادتی کرنا ہے۔

طلاق

طلاق کے بارے میں حدود کا ذکر سورۃ البقرۃ اور سورۃ الطلاق میں کیا گیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ طلاق تو دو بار ہے پھر بھلی طرح رکھ لینا ہے یا بھلی طرح چھوڑ دینا ہے۔ تمہیں حلال نہیں کہ اُن سے کچھ لے لو جو کچھ انہیں دیا ہے۔ مگر جبکہ دونوں کو خوف ہو کہ وہ حدود اللہ کو قائم نہ رکھ

Marfat.com

سکیں گے۔ پھر اگر تمہیں خوف ہو اس بات کا کہ حدود اللہ قائم نہ رکھ سکو گے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں اس بات میں کہ عورت فدیہ (خلع کا معاوضہ) دے دے۔ یہ اللہ کی حدود ہیں سو ان سے تجاوز نہ کرو۔ جو کوئی حدود اللہ سے تجاوز کریگا سو وہی لوگ تو ظالم ہیں۔ (229/2) پھر اگر اسے طلاق دے دی (تیسری بار) تو اس کے بعد وہ اس کے لئے حلال نہیں رہی جب تک وہ کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔ پھر اگر وہ اسے طلاق دیدے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ رجعت کرلیں اگر خیال کریں کہ وہ حدود اللہ کو قائم رکھ سکیں گے۔ یہ اللہ کی حدود ہیں۔ بیان فرماتا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ (230/2) جب تم نے عورتوں کو طلاق دیدی۔ پھر وہ اپنی عدت کو پہنچیں تو ان کو بھلی طرح رکھ لو یا بھلی طرح چھوڑ دو۔ ان کو ستانے کے لئے نہ روکو تاکہ ان پر زیادتی کرو۔ جو کوئی ایسا کریگا تو اس نے اپنے ہی نفس پر ظلم کیا ہے۔ (231/2) سورۃ الطلاق میں حکم اللہ ہے کہ اے نبیؐ! جب آپ عورتوں کو طلاق دیں تو ان کو ان کی عدت پر طلاق دیں اور عدت کا حساب رکھیں۔ اپنے رب سے ڈرتے رہیں۔ ان کو ان کے گھر سے نہ نکالیں۔ وہ بھی نہ نکلیں مگر جو کریں صریح فحاشی یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ جو کوئی حدود اللہ سے تجاوز کرے تو اس نے اپنے ہی نفس (جان) پر ظلم کیا۔ (1/65)

ماہ رمضان میں مباشرت

ایک اور حد جس کا حکم اللہ نے فرمایا ہے اس کا تعلق ماہ رمضان میں عورتوں سے مباشرت کے متعلق ہے۔ حکم ربانی ہے کہ روزہ کی رات تمہیں اپنی عورتوں سے بے حجاب ہونا حلال ہوا۔ (شروع میں اول شب کھانا پینا اور عورتوں سے اختلاط جائز تھا لیکن سو رہنے کے بعد حرام تھا) وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفس سے خیانت کرتے تھے (ممانعت کے باوجود عورتوں سے جماع کرتے تھے) سو تمہیں معاف کیا اور تم سے درگذر کی۔ پھر ان سے مباشرت کرو اور طلب کرو اسے جو اللہ نے تمارے لئے لکھ دیا ہے۔ کھاؤ پیو جب تک تمہیں فجر کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آئے۔ پھر روزہ کو رات تک پورا کرو۔ جب

تک تم مساجد میں اعتکاف کرو ان سے مباشرت نہ کرو۔ یہ اللہ کی حدود ہیں سو ان کے قریب نہ جاؤ۔(187/2)۔

فحاشی اور زنا ←

فحاشی اور زنا کے بارے میں حدود کے تحت اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جو کوئی تمہاری عورتوں میں سے فحاشی کرے تو ان میں سے چار مرد ان پر گواہ رہیں۔ پھر اگر وہ گواہی دیں تو اُن کو گھروں میں بند رکھیں یہاں تک کہ انہیں موت اٹھا لے یا اللہ ان کے لئے کوئی راہ نکال دے۔(15/4) مرد اگر فحاشی کریں تو ان کے بارے میں حکم ہے کہ جو کوئی دو مرد تم میں سے فحاشی کا ارتکاب کریں تو ان کو ایذا دو۔ پھر اگر وہ دونوں توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان سے اعراض کرو۔(16/4)

سورۃ الفرقان میں زنا کا منفی انداز میں ذکر ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ جو لوگ اللہ کیساتھ کسی دوسرے معبودؔ کو نہیں پکارتے اور کسی جان کو قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے سوائے حق کے اور زنا نہیں کرتے۔ جو کوئی ایسا کریگا تو وہ بہت بڑے گناہ سے جا ملا۔(68/25) یوم قیامت اسے دوگنا عذاب ہوگا اور اس میں خوار ہو کر پڑا رہیگا۔(69/25) مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور صالح عمل کئے تو اللہ ان کی برائیوں کو بھلائی میں بدل دیگا۔(70/25)

حکم ربانی ہے کہ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ بے شک وہ فحاشی اور بُری راہ ہے۔ (32/17) یہاں تک سزا کا تعلق ہے زانیہ اور زانی دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو درے مارو۔ تم ان پر ترس نہ کرو اللہ کا حکم چلانے میں اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ مومنین میں سے ایک طائفہ ان کے عذاب کو دیکھے(2/24) زانی سوائے زانیہ سے نکاح نہیں کرتا یا مشرکہ سے۔ زانیہ نکاح نہیں کرتی سوائے زانی یا مشرک سے۔ یہ مومنین پر حرام ہے۔(3/24) لونڈی اگر نکاح میں آنے کے بعد فحاشی کرے تو اس کی دیگر عورتوں کے مقابلے میں آدھی سزا ہے۔ (25/4)

Marfat.com

تہمت

تہمت لگانا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ احکم الحاکمین کا ارشاد ہے کہ جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں۔ پھر وہ چار مرد گواہ نہ لاسکیں تو انہیں اسی درے مارو۔ ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ وہی لوگ تو فاسق ہیں۔ (4/24) مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کر لی اور اصلاح کر لی تو اللہ غفور رحیم ہے (5/24) جو لوگ اپنی ازدواج پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس سوائے اپنی ذات کے گواہ نہ ہو تو ایسے مرد کی گواہی کی صورت یہ ہے کہ اللہ کی قسم کھا کر چار بار گواہی دے کہ وہ سچا ہے (6/24) پانچویں بار یہ کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہو۔ (7/24) عورت سے عذاب ٹل جائے گا اگر وہ گواہی دے، چار بار گواہی اللہ کی قسم کھا کر کہ وہ مرد جھوٹا ہے۔ (8/24) پانچویں بار یہ کہے کہ اس پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ مرد سچا ہے۔ (9/24) جو لوگ پارسا غافل مومنات پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور ان کیلئے عذاب عظیم ہے۔ (23/24) جو کوئی خطا یا گناہ کرے۔ پھر کسی بیگناہ پر تہمت لگا دے تو اس نے بہتان اور صریح گناہ اپنے اوپر لیا۔ (112/4)

مومنات سے بیعت

سورۃ الممتحنہ میں رسول کریم سے خصوصی خطاب میں ارشاد الٰہی ہے کہ اے نبی! جب آپؐ سے مومنات بیعت کیلئے آئیں اس بات پر کہ وہ اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی' نہ چوری کریں گی، نہ زنا کریں گی' نہ اولاد کو قتل کریں گی، اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے باندھ کر نہ بہتان لائیں گی اور نہ ہی بھلے کام میں آپؐ کی نافرمانی کریں گی تو ان سے بیعت لے لیں۔ ان کے لئے استغفار کریں۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔ (12/60) آنحضورﷺ کے پاس جب عورتیں بیعت کے لئے آتیں تو آپﷺ ان سے مندرجہ بالا امور میں قول و قرار لیتے تھے۔

قتل

انسانی زندگی کی حرمت کے بارے میں متعدد آیات نازل کی گئی ہیں۔ سورۃ بنی

Marfat.com

Punjab University, Lahore.

اسرائیل میں فرمان الٰہی ہے کہ کسی نفس (جان) کو قتل نہ کرو۔ اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ سوائے حق کے۔ جو کوئی ظلم سے قتل کیا گیا تو ہم نے اس کے وارثوں کو حق دیا ہے۔ سو قتل کرنے میں حد سے نہ نکلو۔ بے شک وہ مقتول منصور ہے۔(33/17) اسلام میں صرف تین صورتوں میں قتل جائز قرار دیا گیا ہے۔ قاتل، زانی اور مرتد کا قتل۔ سورۃ النسا میں ہے کہ جو کوئی مومن کو عمداً (جان بوجھ کر) قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے۔ ہمیشہ اس میں رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہوگی۔ اس کیلئے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔(93/4) سورۃ المائدہ میں حکم ربانی ہے کہ ہم نے اس کتاب میں لکھ دیا ہے کہ نفس (جان) کے بدلے نفس (جان)، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا قصاص ویسا ہی ہے۔ پھر جس نے صدقہ (معاف) کر دیا تو اس کا کفارہ ادا ہو گیا۔ جو کوئی اس کے مطابق عمل نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔(45/5) سورۃ البقرہ میں حکم ربانی ہے کہ اے ایمان والو! تم پر قتل میں قصاص فرض کیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت، پھر جسے اس کے بھائی کے طرف سے کچھ معاف کر دیا جائے تو دستور کے موافق پیروی کرنی چاہئے۔ اسے احسن طور پر ادا کرنا چاہیے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے۔ پھر جو کوئی اس کے بعد زیادتی کرے تو اس کیلئے عذاب الیم ہے۔(178/2) پھر فرمایا کہ اے اہل فہم! تمہارے واسطے قصاص میں حیات ہے تاکہ تم ڈرتے رہو۔(179/2) پھر ارشاد فرمایا کہ حرمت والا مہینہ حرمت والے مہینہ کا بدل ہے۔ قصاص میں حرمت ہے۔ پھر جو کوئی تم پر زیادتی کرے تم اس پر ویسی ہی زیادتی کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور جان رکھو کہ اللہ متقین کے ساتھ ہے۔(194/2) مومن کو جائز نہیں کہ مومن کو قتل کر دے سوائے خطا کے۔ جو کوئی مومن کو خطا سے قتل کر دے تو ایک مومن کی گردن آزاد کرے اور اس کے گھر والوں کو پورا پورا خون بہا ادا کرے مگر یہ کہ وہ صدقہ (معاف) کر دیں۔ اگر مقتول ایسی قوم سے تھا جو تمہاری دشمن ہے اور وہ مومن تھا تو ایک مومن کی گردن آزاد کرے اگر وہ ایسی قوم سے تھا کہ تم میں اور ان میں میثاق

Marfat.com

(عہد) تھا تو اس کے گھر والوں کو پورا پورا فدیہ ادا کرے اور ایک مومن کی گردن آزاد کرے۔ پھر جسے میسر نہ ہو تو وہ دو ماہ مسلسل روزے رکھے اور اللہ سے توبہ کرے۔ اللہ علیم و حکیم ہے۔(92/4)

ہم نے بنی اسرائیل پر فرض کر دیا کہ جو کوئی کسی کو بلا عوض جان قتل کرے یا ملک میں فساد کرے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ جس نے کسی کو زندہ رکھا تو اس نے سب لوگوں کو زندہ رکھا۔ ان کے پاس ہمارے رسول ﷺ یقیناً واضح ہدایت لا چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر اس کے بعد بھی ملک میں زیادتی کرتے ہیں۔(32/5) ان کی یہی سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑائی کرتے ہیں۔ اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے ہیں کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں۔ یہ ان کی دنیا میں سزا ہے اور آخرت میں ان کیلئے عذاب عظیم ہے۔(33/5) سوائے ان کے جنہوں نے توبہ کی ان کے پکڑے جانے سے قبل۔ جان رکھو کہ اللہ غفور رحیم ہے۔ (34/5) اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ بے شک اللہ کو زیادتی کرنے والے پسند نہیں۔(190/2)

چوری

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ یہ سزا ہے جو انہوں نے کمایا۔ اللہ کی طرف سے تنبیہ ہے۔ اللہ عزیز الحکیم ہے۔ پھر جس نے اپنے ظلم کے بعد توبہ کی اور اصلاح کر لی تو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔(5/38-39)۔

وراثت

وراثت کے احکام اللہ کی حدیں ہیں۔ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریگا وہ اسے جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی عظیم فوز و فلاح ہے۔(13/4) جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے تجاوز کرے تو اسے آگ میں داخل کیا جائیگا۔ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لئے

Marfat.com

ذلت کا عذاب ہے۔(14/4) وراثت کے احکام کے لئے دیکھیں۔ 4/11-12-176۔
وراثت کے باب 30 میں۔

اعتداؤ عصیان

بنی اسرائیل فرعون کے ظلم وستم سے آزاد ہونے کے بعد صحرائے سینا میں
طعام آسمانی من وسلویٰ کھاتے کھاتے اکتا گئے تو کہنے لگے کہ ہم سے ایک طرح کے کھانے پر صبر
نہیں ہوتا حالانکہ اس کے حصول کیلئے انہیں کوئی تگ ودواؤ نہ کرنی پڑتی۔ انہوں نے حضرت موسیٰ
سے اپنے رب سے دعا کرنے کو کہا کہ ان کیلئے نکال دے جو زمین سے اگتا ہے۔ یعنی ترکاری،
ککڑی، گیہوں، مسور اور پیاز۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ بہتر چیز کے بدلے میں ادنیٰ چیز لینا
چاہتے ہو۔ رب العالمین نے فرمایا کہ کسی شہر میں جاؤ تمہیں جو مانگتے ہو ملے گا۔ پھر اللہ نے ان پر
ذلت اور محتاجی ڈال دی اور اللہ کا غضب لئے پھرے۔ یہ سزا انہیں اس لئے دی گئی کیونکہ وہ آیات
الٰہی سے انکار کرتے تھے۔ اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے اور نافرمان تھے اور زیادتی کرنے والے
تھے۔(112/3,61/2)

حلال وحرام

اے ایمان والو! حرام نہ ٹھہراؤ پاک چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کر دیں۔
حد سے نہ بڑھو۔ اللہ کو حد سے بڑھنے والے پسند نہیں۔ (87/5) اے ایمان والو! اللہ تمہیں
آزمائے گا۔ شکار کی بات میں جس پر تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچتے ہیں۔ تاکہ اللہ معلوم کرے کہ
کون بن دیکھے اس سے ڈرتا ہے۔ پھر جس نے اس کے بعد زیادتی کی اس کیلئے عذاب الیم ہے
(94/5) جو لحاظ نہیں کرتے مومن کے حق میں قرابت کا اور نہ عہد کا وہی لوگ زیادتی کرنے
والے ہیں۔(10/9) تفصیلی احکامات کے لیے دیکھیں حصہ دوم کا باب 25۔

ظہار

بیوی کو ماں کہہ دینے پر ظہار پر کفارہ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد الٰہی ہے کہ پھر جو کوئی نہ

Marfat.com

پائے غلام آزاد کرنے کو تو وہ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے قبل اس کے کہ وہ بیوی سے مباشرت کرے۔ پھر جو کوئی اس کی استطاعت نہ رکھے تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلائے۔ یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ منکروں کیلئے عذاب الیم ہے۔(4/58)

حدود اللہ کے محافظ

وہ اللہ کی راہ میں لڑنے والے توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، بے تعلق رہنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، معروف کا حکم کرنے والے، منکر سے منع کرنے والے اور حدود اللہ کی حفاظت کرنے والے۔ ان مومنین کو بشارت دے دیں۔(112/9)

Marfat.com

اللہ کے احکام

عبادات و معاشرت

حصہ دوم

مؤلف

محمد شریف اشرف

Marfat.com